

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اِنَّ اَكْبَرَ مَحَبَّةٍ اَوْ اَحْسَنَ دِينٍ

بِشَاكِ اللَّهِ تَعَالَى اِحْسَانِ كَرَمِ دَالُوں سَے مَحَبَتِ كَرْتَا هَے
(القرآن)

محسِنِ اسلام

عقد سیدہ محسنہ اسلام

مجموعہ نقاری

شہزادہ فصیح البیان

السید محمد حفص الزمان نقوی

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

الَّذِينَ يُنْفِقُونَ فِي السَّرَّاءِ وَالضَّرَّاءِ وَالْكُظُمِینَ الْغَیْظِ
وَالْعَافِیْنَ عَنِ النَّاسِ وَاللّٰهُ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ (۱)..... (القرآن)

لوگ فراخی اور تنگ دستی (دونوں حالتوں) میں خرچ کرتے ہیں، اور غصہ کو روکنے والے ہیں اور
لوگوں (کی خطاؤں) سے درگزر کرنے والے ہیں، اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

محسین اسلام

عقیدہ سیدہ محسنہ علیہ السلام

شہزادہ فصیح البیان

مجموعہ تقاریر

السید محمد رفیع الرحمن الزمان نقوی

مصنف کا نام	مخدوم السید محمد جعفر الزمان نقوی البخاری
کتاب	محسنین اسلام
مرتب	مہتاب اذفر
تکنیکی معاونین	علی رضا، بلال حسین
سنہ اشاعت	2022ء
تعداد	500
ایڈیشن	سوم
پرنٹرز	فدک پرنٹنگ پریس لاہور
پبلشرز	القائم ویلفیئر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی
	کمرہ نمبر 11 سکیئنڈ فلور اے اینڈ کے چیمبر 14
	ویسٹ وہارف روڈ کراچی پوسٹ کوڈ 74000 پاکستان
فون نمبرز	021-32205037, 32311979, 32311482
ای میل	Email: klbehyder@yahoo.com
ملنے کا پتہ	المنتظرین پبلی کیشنز جن شاہ ضلع یہ
فون نمبر	WhatsappNo : 03007314573
ویب سائٹ	www.Khrooj.com
ای میل	Email.jammanshah@gmail.com

ISBN: - 969-8806-

یا مولا کریمؐ عجل اللہ فرجک و صلوات اللہ علیک

انتساب

تمام محسنین اسلام کے نام

کہ جن کی قربانیاں اور کاوشیں توحید اور اسلام کے
ماتھے کا جھومر ہیں اور اسلام اپنی بقاء کیلئے آج تک
جن کا ممنون احسان ہے

جمعہ نفوی

فہرست مضامین

نمبر شمار	نفس مضمون	صفحہ نمبر
1	اظہار خیال دیباچہ از طرف مہتاب اذفر	1
2	عرض مترجم از پروفیسر میاں شمیم اعجاز صاحب	12
3	پہلی مجلس جناب عبدالمطلب علیہ السلام	20
4	دوسری مجلس اُولیت نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم	60
5	نظم در شان محسنہ عا سلام صلوٰۃ اللہ علیہا	80
6	تیسری مجلس تمہید جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ولادت، بچپن، والد کی وفات، پہلی بشارت، دوسری بشارت عقد مبارک کی تحریک، سفر تجارت	88
7	چوتھی مجلس جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا حضور پاک کی محل میں آمد، یہودی عالم کی پیش گوئی	112
8	پانچویں مجلس جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا روانگی شام، جناب خزمیہ، عمل زیارت	126
9	چھٹی مجلس جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا واپسی درمکہ، جناب میسرہ کی آمد، اظہار خواستگاری جناب ورقہ بن نوفل کو آگاہی، شادی کی میٹنگ	143

180	ساتویں مجلس..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا مشورہ خواستگاری، رسم خواستگاری، رسم عقد مسعود	10
215	آٹھویں مجلس..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا آمد بارات، آمد مستورات، دولہا کی آمد	11
238	نویں مجلس..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا سہرہ بندی، خطبہ نکاح	12
259	دسویں مجلس..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا تصور تنگدستی کی تردید، جلواتِ سابعہ کی تفصیل	13
294	گیارہویں مجلس..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا پاک اولاد، ولادت شہزادہ قاسم علیہ السلام فضائل، وفات شہزادہ قاسم علیہ السلام	14
310	بارہویں مجلس..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا مقام عصمت و معصومت	15
331	تیرہویں مجلس..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا شعب ابی طالب علیہ السلام، واقعات وصال و ارتحال	16
345	القائم و بلفقنیر ٹرسٹ (رجسٹرڈ) کراچی کی مطبوعات	

یا مولا کریم

بِسْمِ اللَّهِ الْوَفِيِّ الْوَلِيِّ الْكَرِيمِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

اظہارِ خیال

محسن حقیقی اور عطا کنندہ نعمات کی بارگاہِ قدس میں ہر نعمت کا شکر ادا کرنا واجب ہی نہیں بلکہ واجب ہے، فرضِ عین ہے، اور اظہارِ بندگی کا مؤثر ترین ذریعہ ہے قرآن کریم میں اس عمل کو دعا کے بعد افضل ترین عمل قرار دیتے ہوئے اس امر کی نشان دہی بھی فرمائی گئی ہے کہ شکر ادا کرنے والے انتہائی قلیل ہی ہوا کرتے ہیں ہادیانِ برحق علیہم السلام کی طرف سے شکر ادا کرنے کے دو طریقے تعلیم فرمائے گئے ہیں، پہلا طریقہ یہ ہے کہ انسان زبان سے الفاظ ادا کرتے ہوئے منعم ازل وابد کا شکر یہ ادا کرے اور اس میں یہ بھی ضروری ہے کہ یہ صرف زبانی لفظ نہ ہو بلکہ دل کی اتھاہ گہرائیوں سے نکلی ہوئی آواز ہو کیونکہ

دل سے جو بات نکلتی ہے اثر رکھتی ہے

پر نہیں، طاقت پرواز مگر رکھتی ہے

شکر ادا کرنے کا دوسرا طریقہ عملی ہے، اور یہی سب سے مؤثر بھی ہے یعنی جو نعمت جس مقصد کیلئے عطا ہوئی ہے اُسے صرف اور صرف اسی جگہ استعمال کیا جائے مثلاً قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں اور جنات کی تخلیق کا مقصد اپنی عبادت کو قرار دیا ہے، انسان کو دنیا داری کی اجازت شریعت میں فقط اس حد تک ہے کہ

اپنا نان و نفقہ قوت لایموت کی حد تک مہیا کرے اور کسی دوسرے پر بوجھ نہ بنے اب اگر کوئی انسان اپنے مقصد تخلیق کو پس پشت ڈال دیتا ہے اور دنیا داری میں خود کو اس قدر الجھا لیتا ہے کہ اپنے منعم حقیقی سے اور فرائض و واجبات و عبادات سے بالکل غافل ہو جاتا ہے تو یہ کفرانِ نعمت ہے اور یہی بات سلبِ نعمات کا سبب بھی بن سکتی ہے

مولائے کائنات علیہ السلام اپنے ہر چاہنے والے کو اس بلائے عظیم سے ہمیشہ ہمیشہ محفوظ و مامون رکھیں اور ہماری غلطیوں اور کوتاہیوں کے باوجود دنیا کے تمام موالین پر سلسلہٴ نعمات کو ہمیشہ جاری و ساری رکھیں اور اپنے فیوضات سے محروم نہ کریں ہر انسان کو سب سے پہلے یہ سمجھنا ضروری ہے کہ اسے عقل و شعور، قوت و طاقت، اعضاء و جوارح، مال و دولت، اور عزت و وجاہت جیسی عظیم نعمات کس لئے عطا فرمائی گئی ہیں، جب یہ بات سمجھ میں آ جائے گی تو پھر ان چیزوں کے صحیح استعمال کا شعور بھی خود بخود اُجاگر ہو جائے گا۔

کوئی تسلیم کرے یا نہ کرے حقیقت یہ ہے کہ تمام مومنین و موالین کو اس دنیا میں جتنی نعمات بھی عطا ہوئی ہیں وہ سب اپنے منعم ازل امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مدد، نصرت اور اعانت کیلئے ہی عطا فرمائی گئی ہیں، اب اگر بارگاہ رب العزت میں شکر گزار بن کر سرخرو ہونا ہے تو پھر لازم ہے کہ ان نعمات کا صحیح استعمال کریں، بصورتِ دیگر ان کے بے جا استعمال سے ناشکری یا کفرانِ نعمت کے مرتکب ہونے کا امکان واضح طور پر سامنے ہے جس سے ہر پل ہر لمحہ امان مانگنا چاہیے۔

اس کی مزید تفصیل کیلئے استاذِ مکرم و معظم کی کتاب طریق المُنظرین ملاحظہ فرمائیں

جس میں اس امر کو ہر پہلو سے واضح کیا گیا ہے
اب ذرا یہ دیکھتے چلیں کہ انسان اپنے محسن حقیقی کے بے حد و حساب نعماتِ عالیہ کا
شکرا ادا کر بھی سکتا ہے یا نہیں؟

اپنے پاک وارث و مالک سے یہ پاک فرمان سنا تھا کہ ایک آدمی ازل سے ابد
تک کی زندگی پائے، اور ساری زندگی اتنے خلوصِ نیت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت
کرتا رہے کہ اس کی آنکھوں سے آنسوؤں کی بجائے خون برستار ہے، اور ساری
زندگی اس کا دھیان ایک لمحہ کیلئے بھی کسی اور جانب نہ جائے تو وہ صرف اسی ایک
بات کا کَمَّا حَقَّ شکر ادا نہیں کر سکتا کہ ہم نے اسے بغیر مانگے اپنی ولا اور محبت عطا
فرمائی ہے..... یہ پاک فرمان بھی عین حق ہے

تو اب لے دے کر آدمی کے پاس فقط ایک ہی راستہ بچتا ہے اور وہ یہ ہے کہ عطا
کردہ نعمات کا صحیح استعمال کرتا رہے کیونکہ اس میں کوتاہی یا غفلت ناقابلِ معافی
ہے، اور یہ بھی نفس کا دھوکہ اور فریب ہے کہ آدمی یہ کہہ کر جان چھڑا لے کہ ”ہم تو
مجبور محض ہیں، ہم کیسے مالک کا شکرا ادا کر سکتے ہیں“

اس کے بعد سچے دل سے بارگاہِ منعم حقیقی میں سر بہ سجود ہو کر اقرارِ عجز کرے کہ
مالک! میں آپ کی کسی نعمت کا شکرا ادا کرنے کے قابل ہی نہیں ہوں، بلکہ محض عاجز
و قاصر ہوں اور ہمیشہ عاجز ہی رہوں گا، اور اگر تو میرے اس اقرارِ عجز و ندامت
قلبی کو قبول فرما لے تو یہ بھی تیرا احسان ہی ہوگا

یہی اقرارِ عجز و ندامت ہی اس بندۂ ناچیز کا سرمایہ و افتخار ہے، اس کے علاوہ میرا
دامن بالکل خالی ہے، میں وہ دل اور وہ زبان کہاں سے لاؤں کہ جن کے ساتھ

میں شکر کا حق ادا کر سکوں کہ مالک حقیقی نے مجھ جیسے بے مایہ اور ہیچ مدان پر اتنا زیادہ کرم فرمایا ہے کہ میں اپنے پاک وارث و مالک کے پاک فرزند ارجمند یعنی اپنے استاد گرامی القدر السید محمد جعفر الزمان نقوی کی تحریروں کو کتابی صورت میں آپ کے سامنے پیش کرنے کی سعادت سے مستفیض ہو رہا ہوں، واللہ باللہ مجھ سے اس نعمت عظمیٰ کا شکر ہرگز ہرگز ادا نہیں ہو سکتا ہے۔ البتہ اپنے پاک امام زمانہ مولا صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی بارگاہِ قدس میں تہہ دل سے ملتی ہوں کہ وہ پاک ذات مجھے زندگی کی اتنی مہلت ضرور عطا فرمائیں کہ میں اس کام کو پایہ تکمیل تک پہنچا سکوں اور ان کے تمام کلام کو جو ابھی تک چند ناگفتہ بہ مجبوریوں کی وجہ سے شائع نہیں ہو سکا، اشاعت کی منزل تک پہنچا پاؤں۔ آمین

زیر نظر کتاب استاد ذی قدر کی ان مجالس کا مجموعہ ہے کہ جو انہوں نے اپنی حیات طیبہ میں سن 2002 عیسوی میں یکم محرم سے چہلم تک منبر پاک پر پڑھی تھیں اور جیسا کہ آپ ملاحظہ فرمائیں گے کہ یہ اتنا غیر معروف موضوع کلام ہے کہ جس پر کم از کم دورِ حاضر کے کسی بھی خطیب و ادیب نے اظہارِ خیال نہیں فرمایا

ان مجالس کا مرکزی خیال یا حقیقی مقصد خاندانِ توحید و رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت کو زیادہ سے زیادہ اذہان میں راسخ کرنا اور بطورِ خاص ان کے زُہد و ورع و پرہیزگاری یا ترکِ دنیا کی وجہ سے ظاہری غربت کی نفی کرنا ہے، اور اس تصورِ غربت کو عوام کے ذہنوں سے محو کرنا ہے کہ جو صدیوں سے سمایا ہوا ہے، جس کی وجہ صاحبانِ منبر و قلم کی کوتاہ بینی یا غفلت کو ہی قرار دیا جاسکتا ہے

ایک مجلس پاک کے دوران آپ نے فرمایا تھا کہ

”ایک سیرت نگار نے لکھا ہے کہ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تنگ دستی و غربت کے باوجود معظمہ کو نین ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے حق مہر میں بارہ اوقیہ سونا، چار سودینا رسونے کے، نایاب قسم کی بیس ناقہ (اونٹ)، چار سو مثقال مزید سونا، پانچ سودرہم چاندی کے یکمشت ادا فرمائے

”تنگ دستی و غربت“ کے باوجود سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب جناب ورقہ بن نوفل نے حق مہر میں اضافہ کا مطالبہ کرتے ہوئے کہا کہ چار ہزار دینار سونے کے یعنی چار ہزار تولہ سونا اور ایک سو ایسی ناقہ جن کی آنکھیں سیاہ ہوں، رنگ سرخ ہو، پیٹ سفید ہو وہ بھی ادا کرنا ہے، تو سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود تنگ دستی کے یہ بھی قبول فرمایا۔ پھر مطالبہ ہوا کہ آپ دس خلعت شاہی دیں گے جن میں سے ہر ایک کی قیمت پانچ سودینا رہوتی تھی، باوجود تنگ دستی و غربت کے انہوں نے یہ بھی قبول فرمایا، یہ بھی مطالبہ تھا کہ 20 غلام اور 20 کنیزیں بھی دو گے، سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود تنگ دستی کے یہ بھی قبول فرمایا۔

جس کے بعد جناب ورقہ بن نوفل نے ایک تنگ دست اور نادار کے متعلق تمام اہل عرب کے سامنے یہ اقرار کیا کہ یہ سب کچھ آپ کیلئے کوئی بڑی چیز تو نہیں ہے اور سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تنگ دستی و غربت کے باوجود فرمایا کہ ہمیں یہ ہر چیز منظور ہے۔

میں اپنے سامعین و قارئین کو منصف بنا کر سچ سچ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ غربت کی کون سی قسم ہے؟ یہ میں کبھی نہیں سمجھ سکا

یعنی یہ کم و بیش 50 ہزار تولہ سونے کا مطالبہ تھا جس کی قیمت آج کی پاکستانی کرنسی

میں تقریباً ڈیڑھ ارب روپے بنتی ہے، اب آپ خود سوچیں جو اپنے یتیم لعل کے عقد کا حق مہر مؤجل و مجل ڈیڑھ ارب روپے ادا فرماتے ہیں اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سارے مکہ کے ہر امیر و غریب کو پورے تین دن تین راتیں شادی کے بعد عظیم الشان ولیمہ دیتے ہیں، یہ کس قسم کی تنگدستی اور غربت ہے؟ یعنی کروڑوں روپے کا خرچ بعد میں بھی کرتے ہیں، ایسا غریب دنیا میں کوئی اور بھی ہے یا صرف سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں؟

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ بنی امیہ نے خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کی غربت اور اپنی امارت کا پروپیگنڈا کیا اور تاریخ کو مسخ کیا، جس کی بازگشت آج بھی ہماری اپنی کتابوں میں نظر آتی ہے، ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روحانی، نورانی اور معنوی طور پر یہ پاک گھر کائنات سے زیادہ امیر اور دھنواں تو تھا ہی، مگر ظاہری طور پر بھی یہ سارے عرب سے زیادہ امیر، عزت دار اور صاحب ثروت و وقار خاندان تھا اور سب سے زیادہ متمول گھر تھا،

اسی حقیقت کو ایک اور پہلو سے واضح کرنے کیلئے میں اپنے قارئین کرام کی توجہ اس اہم نقطہ کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ یہ بات تو مسلم اور غیر مسلم تمام مؤرخین تسلیم کرتے ہیں کہ جناب سیدہ محسنہؓ اسلام معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا دنیائے عرب کی مالدار ترین خاتون تھیں، اور ان کیلئے اُمراء مکہ کے علاوہ عراق کے منازرہ، ایران کے کسریٰ، یمن کے تبعان اور روم کے قیصر خواستگاری کیلئے حاضر ہوئے تھے اور ان تمام رشتوں کو آپ نے پائے حقارت سے ٹھکرا دیا تھا، اور شہنشاہ عالمین، سروردو عالم، سرتاج انبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رشتہ قبول کر

لیا تھا..... (آج کے دور کا کوئی کم ظرف ملا اگر اس بات کو نہ مانے یا حسد اور بغض و کینہ کی وجہ سے اس کی تردید کرے تو اس سے حقیقت تو نہیں بدل سکتی) سوچنے اور سمجھنے کی بات یہ ہے کہ کیا کوئی بھی مستور ایسا کر سکتی ہے؟ کہ بادشاہان وقت اور اس وقت کے امیر ترین لوگوں کے رشتوں کو ٹھکرا کر ایک انتہائی نادار اور غریب گھر کا رشتہ قبول کر لے کہ جس گھر میں دو وقت کا کھانا بھی میسر نہ ہو۔ کیا یہ بات بعید از عقل و دانش نہیں ہے؟ کیا سیدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا جیسی عظیم المرتبت پاک مستور سے ایسی بات کی توقع رکھنا حماقت نہیں ہے؟

یہ اور ایسی بہت سی باتیں ہیں جو اس پاک خاندانِ تطہیرِ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق مذکورہ تصورِ غربت کی تردید کرنے کیلئے کافی ہیں مگر سمجھنے کیلئے پاک طینت ہونا لازمی ہے البتہ حسد، بغض اور ضد کا علاج تو شاید لقمان حکیم کے پاس بھی موجود نہیں تھا عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس کتاب کو تعصب سے دُور رہتے ہوئے اسی تناظر میں تلاوت کریں گے تو حقائق خود بخود سامنے آتے چلے جائیں گے بعد ازاں کتابی روایات میں جو اختلاف و تضاد کہیں کہیں سامنے آتا ہے اس کے بارے میں چند گزارشات ہدیہٴ بصارت پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ

شہنشاہ و سر تاجِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پردہ فرمانے کے بعد مدینہ منورہ کے سقیفہ بنی ساعدہ میں خاندانِ الہیہ یعنی محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کے ازلی وابدی دشمنوں کی طرف سے ظلم کی جو بنیادیں اُستوار کی گئی تھیں وہ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مضبوط سے مضبوط تر ہوتی چلی گئیں، اور ہر آنے والا دن اس پاک خاندانِ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت پر ایک نیا پردہ ڈالتا رہا، صاحبانِ اقتدار نے سب سے

زیادہ زور اسی بات پر سرف کیا کہ جہاں تک ہو سکے اس پاک خاندانِ الہیہ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت کو ظاہر نہ ہونے دیا جائے، اس کے بعد اُموی دورِ حکومت میں مختلف حیلوں اور بہانوں سے برسرِ منبر خاندانِ تطہیر علیہم الصلوٰۃ والسلام کے بارے میں جبراً اور حکماً ساٹھ سال تک جو زبان درازی ہوتی رہی وہ کسی سے بھی پوشیدہ نہیں اور تاریخِ اسلام کے ماتھے پر ایک سیاہ اور انتہائی بدنام داغ ہے۔ اور یہ سلسلہ عباسی

دور سے ہوتا ہوا آج تک اپنی پوری شدت کے ساتھ جاری و ساری ہے

اس بات کا یقین ثبوت یہ ہے کہ آپ اُمیہ نواز دشمنانِ اہل البیت میں سے کسی مؤرخ یا سیرت نگار کی کتاب اُٹھا کر اس کا بغور مطالعہ کریں تو آپ پر واضح ہو جائے گا کہ اُس کی ہر ممکن کوشش یہی ہوتی ہے کہ محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت کو ممکنہ حد تک چھپا دیا جائے اور کسی بھی پہلو سے ظاہر نہ ہونے دیا جائے

موجودہ دور میں اس سلسلہ کی رہی سہی کسر وہابیت نے پوری کر دی ہے کہ توحید کی آڑ لے کر ان لوگوں نے صفاتِ الہیہ سے متصف پاک ذواتِ متعالیات علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت اور شان پر کچھ اس انداز میں ڈاکہ ڈالا ہے کہ اب تو شیعہ کہلانے والے اور اس پاک خاندانِ رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی محبت کا دم بھرنے والے لوگ بھی اُنہیں (نعوذ باللہ) اپنے جیسا عام انسان اور بشر محض سمجھتے ہیں کہ جو اپنی نیکیوں کی وجہ سے کسی حد تک مقبولِ بارگاہِ الہی تھے۔ اور یہی سقیفائی، اُموی، عباسی، نجدی اور وہابی مشن ہے جس کے خلاف ہم اپنے تئیں برسرِ پیکار ہیں

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز

چراغِ مصطفویٰ سے شرارِ بولہبی

جناب شیخ محمد یعقوب الکلبینی، جناب شیخ صدوقؒ، جناب شیخ مفیدؒ اور جناب شیخ محمد ابن حسن طوسیؒ اور ان کے ہم عصر شیعہ محدثین و مؤرخین نے یا تو تقیہ کرتے ہوئے یا پھر اپنے اپنے دور کی مجبوریوں کے پیش نظر تاریخی روایات کی جمعیت کے سلسلہ میں زیادہ تر اہل سنت والجماعت کی کتب پر انحصار کیا تھا، مگر بعد میں آنے والوں نے بغیر تحقیق کے اس تمام تاریخی مواد کو حرفِ آخر سمجھ لیا حالانکہ پاک آئمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے تحقیق روایات کے جو اصول عطا فرمائے گئے ہیں اُن میں سے ایک اصول یہ بھی ہے کہ

☆ مَا خَالَفَ الْعَامَّةَ فِيهِ الرَّشَادُ

ہماری جو روایت عامۃ کی مخالفت میں آئے اُسی میں آپ لوگوں کی ہدایت ہے اور اسی کی اتباع آپ پر لازم ہے۔ (بحوالہ الکافی، وسائل الشیعہ، بحار الانوار، مستدرک وغیرہ)

ذی عز و شرف صاحبانِ تاریخ و سیر نے ہم لوگوں پر احسان فرماتے ہوئے جو کچھ اپنی کتب میں جمع یا بیان فرمایا ہے ہم مندرجہ بالا اصول کی روشنی میں ان کی کسی بات کو حرفِ آخر نہیں سمجھتے ہیں اور آنکھیں بند کر کے ان کی تمام روایات کو درست تسلیم نہیں کرتے ہیں

بلکہ ہمیں جو اصول اپنے راہنما، اپنے دینی راہبر، اپنے مرکزِ رشد و ہدایت، سیرتِ نبوی اور سیرتِ آئمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عملی اور کامل و اکمل تصویر، دعائے تغیل فرج اور انتظارِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے عظیم مشن کے عظیم بانی، اور ہمارے محسنِ اعظم اپنے وارثِ پاک صلوٰۃ اللہ علیہ کی طرف سے عطا ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ”تاریخی اور کتابی اور روایتی اختلافات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہر اُس روایت

کی تائید اور تصدیق کرو کہ جو پاک خاندانِ توحید و رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت و عظمت اور شان کو اُجاگر کرے چاہے وہ روایت کتنی ہی ضعیف کیوں نہ ہو

اور ہر اُس روایت کی بھرپور مخالفت اور تردید کرو یعنی اُسے ری جیکٹ (Reject) کر دو کہ جس کے بیان کرنے سے پاک ذواتِ تعالیٰ علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت پر خدا نخواستہ حرف آنے کا معمولی سا امکان یا شبانہ یا اندیشہ ہو، چاہے اُس روایت کا راوی کتنا ہی معتبر اور ثقہ کیوں نہ ہو۔ کیونکہ تاریکی کے اِس دور میں یہ بات بھی محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کی نصرت و حمایت کا ایک ذریعہ ہے،

میں فخر یہ طور پر اِس بات کا اقرار کر رہا ہوں کہ ہم سے جہاں تک ہو سکے گا خود بھی اِس اصول کو اپنائیں گے بلکہ ہمیشہ اسی پر کاربند رہیں گے اور لوگوں کو بھی اسی بات کی تلقین کریں گے کہ جہاں تک ہو سکے ہر ممکن کوشش کرتے ہوئے اور اپنے جملہ وسائل کو بروئے کار لاتے ہوئے پاک خاندانِ توحید و رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عزت، عظمت، عفت، عصمت اور شان کو اُجاگر کرنے اور اُس کے تحفظ کیلئے خلوص نیت سے کوشاں رہیں اور اِس اصول پر کبھی بھی کسی سے کوئی سمجھوتہ نہ کریں کیونکہ اِس دور میں یہی نصرتِ محمد و آلِ محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام کا بہترین ذریعہ ہے۔

اب سب سے پہلے میں اپنے پاک وارث کے مقصدِ عظیم کے موجودہ قائد و نگران جناب سائیں شبیر حسینؒ کاظمی کی خدمتِ اقدس میں ان کی نعلین بوسی کرتے ہوئے اظہارِ تشکر کرتا ہوں کہ جن کی نگاہِ لطف و عنایت و التفات میرا سرمایہٴ حیات ہے یہ کامیا بیاں، عزت، بینام، آپ سے ہے..... خدا نے جو بھی دیا ہے مقام، آپ سے ہے تمہارے دم سے ہیں میرے لہو میں کھلتے گلاب..... میرے وجود کا سارا نظام، آپ سے ہے

اس کے علاوہ اپنے تمام معاونین کا شکریہ ادا کرنا چاہوں گا کہ جن کی عملی اعانت سے میں اس کارِ خیر کی تکمیل کر سکا ہوں اور آئندہ بھی ان تمام احبابِ ذی قدر سے یہی نیک توقع رکھتا ہوں کہ وہ اسی طرح میری مدد کرتے رہیں گے

جناب سید مظہر حسینؒ موسوی صاحب آف کراچی، جناب پروفیسر شمیم اعجاز صاحب، جناب پروفیسر ذوالفقار حسینؒ خان صاحب، جناب سید سحیح حسن رضوی فیصل آباد، جناب علامہ غلام شبیرؒ سندھی صاحب، علی رضا صاحب، اور بلال حسینؒ خان، تمام حضرات کیلئے شکریہ کا لفظ تو بہت چھوٹا سا ہے، البتہ دعائے دل ہے کہ اس کارِ خیر میں شمولیت کے بدلہ میں مولائے کائنات انہیں اپنے پاک گھر کی خوشیاں دیکھنا نصیب فرمائیں، اور اپنے پاک وارث کے مقصدِ عظیم کی تکمیل کی ابدی مسرتوں میں انہیں شریک فرمائیں

آخر پر میں خود بھی دعا گو ہوں اور تمام مومنین و قارئین سے بھی التماس کرتا ہوں کہ وہ بھی دعا فرمائیں کہ خاندانِ توحید و رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام کا پاک گھر جلدی سے پہلے آباد و شاد ہو، ان کی عزت و عظمت کا شمسِ ضیا بارِ ہمیشہ ہمیشہ نصف النہار پر چمکتا اور دمکتا رہے، اور ظالمین کے ظلم و جور کی وجہ سے ان کی عظمت پر جو پردے پڑ چکے ہیں وہ آج و آئندہ میں نورِ امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چاک ہو جائیں تاکہ تمام اہل دنیا ان کے حقیقی مقامِ اعلیٰ و ارفع کا مشاہدہ کر سکیں

﴿آمین یا رب العالمین﴾

دعا گو..... فقیر..... مہتاب (ذوق)

یا مولا کریمؑ

عرض مترجم

نہایت عاجزی سے شکرانے کے لاکھوں سجدے اس منعم حقیقی کی پاک بارگاہ میں اور لاکھوں سلام اس ذات پاک پر کہ جن کی پاک نعلین کے حوالے سے ہی اس ذرہ بے مقدار کی پہچان ہے، اس حقیر پران کی بے حساب کرم نوازی اور ان گنت احسانات ہیں۔ یہ انہی کا کرم بے پایاں ہے کہ مجھے زیر نظر کتاب کی طباعت کیلئے ترجمہ کرنے کا اعزاز و فخر عطا ہوا۔

یہ کتاب سیدی و آقائی السید محمد جعفر الزمان نقوی البخاری دام ظلہ تعالیٰ کی سرائیکی زبان کی مجالس و محافل کا اردو ترجمہ ہے۔ کسی ایک زبان سے دوسری زبان میں کسی فن پارے یا تقریر کا ترجمہ کرنا ایک غیر معمولی کاوش کا درجہ رکھتا ہے، ترجمہ میں اصل کی لطافت و نزاکت کو قائم رکھنا دونوں زبانوں پر دسترس کا متقاضی ہے میں نے اپنے طور پر حتیٰ الوسع کوشش کی ہے کہ اصل زبان یعنی سرائیکی کا لطف کسی طرح ہاتھ سے جانے نہ پائے، میں اس کوشش میں کہاں تک کامیاب ہوا ہوں اس کا بہتر فیصلہ تو فقط قارئین ہی کر سکتے ہیں

جناب السید محمد جعفر الزمان نقوی البخاری ہفت زبان مصنف و مقرر تھے۔ انہیں اردو، فارسی، عربی، انگریزی پر تو انتہائی ماہرانہ اور استادانہ قدرت تھی ہی، مگر سرائیکی زبان تو ان کی مادری زبان بلکہ گھر کی لونڈی تھی، اس زبان میں گفتگو

فرماتے ہوئے وہ ایسے شگوفے چھوڑتے تھے کہ اہل زبان بھی دنگ رہ جاتے تھے جس طرح ایک ماہر فن ادنیٰ سے میٹرل (Material) سے ایسے شاہکار تخلیق کرتا ہے کہ دیکھنے والے عیش عیش کراٹھتے ہیں، اسی طرح وہ بھی عام سے الفاظ کو اس طرح استعمال فرماتے تھے کہ وہ انمول موتی بن جایا کرتے تھے ان کی ذات و افرصات مختلف علوم کا ایک مجموعہ تھی، دنیا کے کسی علم پر بھی گفتگو چھیڑی جاتی تو اس پر اتنے ماہرانہ انداز میں گفتگو فرماتے کہ

ع..... وہ کہیں اور سنا کرے کوئی

مختلف زبانیں تو ایک طرف، موسیقی سے لے کر سائنس کی کسی شاخ پر بات کر لیں اس میں آپ کو ان کی علییت تسلیم کئے بغیر کوئی راستہ نظر نہ آئے گا۔ ایک ایسے نابغہ روزگار اور علامہ انسان کیلئے عام یا ان پڑھ آدمیوں سے عام فہم گفتگو کرنا بہت مشکل ہوتا ہے کیونکہ علییت اس کی طبع ثانی بن جاتی ہے، مگر سیدی و آقائی تو ہر شخص سے اس کی عقل کے مطابق اس طرح بات کرتے تھے کہ وہ لطف لے لے کر سنتا تھا

اپنی پہلی کتاب ”انتصارِ مظلوم“ مطبوعہ 1978ء میں ان کا اپنا فرمان ہے کہ

”میں نے اپنی طرف سے ہمیشہ کوشش کی ہے کہ عالمانہ بحث میں عالمانہ زبان استعمال کروں، ماڈرن ویوز پر ماڈرن زبان استعمال کروں اور عوام سے مخاطب میں ان کی زبان کا خیال رکھوں۔“

ہمارا ایسی مایہ ناز ہستی سے محروم ہو جانا سوائے شومی و قسمت کے اور کچھ بھی نہیں ہے۔ بقول ایک فارسی شاعر کے

ع..... خوش درخشید ولے شعلہ مستعجل بود

مجھے اس بات کا انتہائی قلق ہے کہ زیر نظر کتاب ہم ان کی حیاتِ بابرکات میں مکمل نہ کر سکے ورنہ وہ اس میں شاید نئے نئے نکات سموتے اور اس طرح رہنمائی فرماتے کہ علمیت کے کئی نئے باب کھل جاتے۔ ہمارے لئے اب ان کی یاد میں آنسو بہانے اور آہیں بھرنے کے سوا کچھ نہیں بچا، ان کے مہمان اور عقیدت مندوں کیلئے ان کے وصالِ الی اللہ کا حادثہ اس قدر اچانک اور جاں گداز تھا کہ وہ ایک طویل عرصہ تک درد و غم سے نڈھال اور بے سدھ رہے، ان کے ذہن اتنے بڑے صدمہ کو برداشت کرنے سے قاصر تھے، کوئی سوچ بھی نہیں سکتا تھا کہ وہ اتنا جلد ہمیں داغِ مفارقت دے جائیں گے، اب بھی جب ہم ان کے رہائشی نور محل کے پاس پہنچتے ہیں تو یہ احساس آلیتا ہے کہ وہ حسب معمول ابھی ہنستے مسکراتے ہوئے برآمد ہوں گے اور ماحول ان کی موجودگی سے بہارِ بداماں نظر آنے لگے گا، ان کے آنگن میں انہی کے اپنے دست مبارک سے لگائے ہوئے درخت اور پودے چپ چاپ محسوس ہوتے ہیں جیسے وہ بھی ان کی واپسی کے منتظر ہوں، پاک آنگن میں پھول مجبوراً کھلتے ضرور ہیں مگر ان پر ایک غیر مرئی اُداسی طاری ہوتی ہے، یوں لگتا ہے کہ ان کی ہر پنکھڑی کسی کا رستہ تک رہی ہو

تیرے بغیر پھول بھی کھل کر نہ مسکرا سکے

کوئی بہار کی سی بات اب کے بہار میں نہیں

یہ قیامت خیز ایام آہستہ آہستہ گزر رہی رہے تھے اور ان کا غم ابھی تازہ ہی تھا کہ بادِ خزاں کے ایک اور بڑے جھونکے نے اس گلشن کا ایک اور پھول شاخِ حیات سے گرا دیا، ان کے وصال کے ٹھیک 142 دن بعد ان کے بڑے بھائی السید محمد

باقر زمان نقوی البخاری نے اس عالم آب و گل کو خیر باد کہہ دیا
 آہ گل چین ازل یہ کس سے نادانی ہوئی
 پھول وہ توڑا کہ گلشن بھر میں ویرانی ہوئی

گھر پاک کی مستورات جو ابھی پہلے صدمہ سے سنبھلنے بھی نہ پائی تھیں کہ ایک قلیل
 وقفے کے بعد نئی قیامت کا سامنا کر رہی تھیں، تمام مجبان اور عقیدت مندوں کیلئے بھی
 یہ قیامت ثانیہ تھی تقدیر نے اسی پر بس نہیں کی، کسی کو کیا پتہ تھا کہ درد و الم کا ایک اور
 سیلاب بھی اُٹھ رہا ہے، اس جاں گداز سانحہ کے ایک سال اور ایک مال بعد ایک اور
 قیامت اس گھر پاک پر گزر گئی اور ان پاک شہزادگان کے پاک بابا بھی.....

سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف کے پاک خروج کی دعا اور مشن و مقصد عظیم کے پاک
 بانی ان دونوں شہزادوں کے پاک بابا جنہیں معتقدین ”مالک پاک یا وارث
 پاک“ کہہ کر یاد کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا کہ

”منتقم آلِ عبا عجل اللہ فرجہ الشریف کے خروج تک اور پاک اہل البیت علیہم السلام کے گھر اطہر
 میں خوشیاں آنے تک یا جب تک سرکار امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف خون کے آنسو رو
 رہے ہیں ہمارے لئے ہر رات شب عاشورا اور ہر دن یوم عاشور کی طرح ہے“

سرکار سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کا غم اور ان کے دل گداز مصائب کا ذکر پاک آپ
 کے ہاں صرف مجالس عزات تک ہی محدود نہیں تھا بلکہ یہ غم اور پاک دعا آپ کا اور
 آپ کے اہل خانہ کا اوڑھنا بچھونا ہے، دن اور رات کا کوئی لمحہ شاید ایسا ہو جس
 میں ذکر اہل البیت علیہم السلام اس پاک گھر میں نہ ہوتا ہو۔

عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اس گھر میں صف ماتم تو پہلے ہی بچھی ہوئی تھی مگر پاک

بانیؑ مقصد اور ان کے جواں سال شہزادوں کے یکے بعد دیگرے اچانک، بے وقت اور ناگہانی وصال الی اللہ سے اس گھر پاک پر دکھ درد اور رنج و الم کے پہاڑ ٹوٹ پڑے، ہر وقت گریہ و زاری، ماتم داری، نوحہ خوانی اور عزاداری یعنی یہ گھر پاک مکمل طور پر ماتم کدہ بن گیا، عصمت سرا میں پاک پردہ دار آنسو بہاتے ہوئے سوتے ہیں اور جب جاگتے ہیں تو پھر ان کی آنکھیں آنسوؤں ہی سے وضو کرتی ہیں میری کیا مجال کہ میں یہ سانحے اور ان کے مصائب ضابطہء تحریر میں لاسکوں بلکہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ دنیا کا کوئی لکھاری بھی گھر پاک کے اتنے بڑے مصائب قلم بند نہیں کر سکتا، میرا مقصد ان کے مصائب کا حوالہ دے کر، واسطہ دے کر گھر پاک کو دعا کرنا ہے۔

آئیں سب مل کر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے دعا کریں کہ پاک آلِ رسولؐ علیہم الصلوٰۃ والسلام آباد و شاد ہو، ہمارے منعم ازل، وارثِ مسند رسالت و امامت، حجتہ اللہ فی العالمین سرکارِ امام زمانہ علیہ السلام کا بلا تاخیر خروج ہو، پاک آلِ عباس علیہم السلام کا انتقام ہو، اس پاک گھر کی رونقیں معتد بہ اضافہ کے ساتھ بحال ہوں، رنج و الم کے سارے داغ مٹ جائیں، پاک آنگن میں ہمیشہ بہارِ بے خزاں نظر آئے، ہمارے وارثِ پاک کی سرپرستی میں پاک شہزادوں کی خوشیوں کا جلد قیام ہو اور ہمیں ان کے رُخِ زیبائی زیارت جلد نصیب ہو

ع..... ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد

اس وقت عزت مآب جناب السید شبیر حسینؒ کاظمی صاحب عزم قوی لے کر پاک مشن کو آگے بڑھانے کیلئے شب و روز کوشاں ہیں، انہیں پاک بانیؑ مقصد اور ان

کے پاک شہزادوں کی ظاہری و باطنی رہنمائی اور حوصلہ افزائی حاصل ہے، وہ بارہا اظہار فرما چکے ہیں کہ یہ سارا نیک پاک سلسلہ دعا و نصرت اور یہ پاک مشن انہی کی باطنی رشد و ہدایت سے ہی چل رہا ہے۔ مولا پاک ان کو عمر خضر علیہ السلام عطا فرمائیں، یہ انہی کی حوصلہ افزائی ہے کہ میں اپنے لچال شہنشاہ کی آخری اہم ترین مجالس کا سرانیکی سے اردو ترجمہ کرنے کی سعادت حاصل کر سکا ہوں اور یہ اتنا بڑا شرف ہے کہ میں اس کیلئے مالک حقیقی کا جس قدر شکریہ ادا کروں کم ہے

یہ مجالس ایک ایسے موضوع پر ہیں جس کے بیان کے بارے میں اکثر و بیشتر مقررین بلکہ علمائے کرام بھی پہلو تہی کرتے ہیں، اگر کبھی کوئی اس طرف آتا بھی ہے تو چند منٹ کے بعد سلسلہ بیان دم توڑ دیتا ہے

لیکن جس گہرائی سے میرے لچال سردار نے زیر نظر موضوع پر گل افشانی فرمائی ہے وہ فی الحقیقت انہی کا حصہ ہے، اس موضوع پر عام کتب میں بھی بہت کم مواد ملتا ہے، مگر ان مجالس میں اس موضوع کا چھوٹے سے چھوٹا گوشہ بھی منور کیا گیا ہے اور وہ کئی ضخیم کتابوں پر بھاری ہے۔

دعا ہے کہ میری یہ حقیر سی کاوش بارگاہ عرشِ رفعت جناب سیدہ ملیکہ العرب پاک مخدومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک بارگاہ میں اوج قبول پائے اور ہمارے وارث پاک کے مشن کی جلد تکمیل کا باعث ہو۔

اس اہم کام میں جن حضرات نے میری مدد کی ہے ان کے شکریے کیلئے میرے پاس الفاظ کا ذخیرہ بہت کم نظر آتا ہے، اپنے رفیق کار و مہربان دوست پروفیسر ذوالفقار حسین خان صاحب کی مجھے ہر قدم پر رہنمائی و معاونت حاصل رہی ہے،

وہ نہایت خندہ پیشانی سے مجھے خوش آمدید کہہ کر اس کام میں میری مدد کرتے رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں اپنے عزیزان مہتاب اذقر اور علی رضا صاحب کی خدمات کو بھی فراموش نہیں کر سکتا، ان کیلئے بھی یہی دعا ہے کہ ان کی کوشش کو رنگ قبول عطا ہو اور پاک خراج میں تعجیل کا باعث ہو

جیسا کہ میں پہلے بھی عرض کر چکا ہوں کہ زیر نظر کتاب سیدی و آقائی شہزادہ پاک کی تخلیق ہے، احباب جانتے ہیں کہ اس سے پہلے بھی وہ کئی گراں قدر فن پارے تخلیق فرما چکے ہیں اور اشاعت کا یہ سلسلہ 1978 عیسوی سے قائم ہے۔

واقعاتِ کربلا، دین حق دعا پاک دیگر دینی موضوعات تاریخ الاسلام غرضیکہ جس موضوع پر بھی قلم اٹھایا وہ ایک منفرد حیثیت کا حامل شاہکار بن گیا، شاعری میں بھی ان موضوعات پر طبع آزمائی فرمائی، ہزاروں نوحہ جات لکھے، خود بھی نوحہ خوانی فرمایا کرتے تھے، تقاریر، مجالس، اورنجی محفلوں کے خطبات میں بھی دین حق پر سیر حاصل بحث فرماتے، ان کی ذاتی ڈائریاں اور نوٹ بکس انہی موضوعات پر اشعار یا نثر کی صورت میں بھری پڑی ہیں جو کہ الگ سے بہت ضخیم ادب پارے ہیں

یہاں جو اہم بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ یہ ہے کہ ان کی جملہ تحریروں، نوحہ جات، تقاریر و کلام میں مرکزی حیثیت ”دعائے تعجیل فرج“ کو حاصل ہے۔

جس کیلئے ان کی، ان کے بڑے بھائی اور پاک بابا کی زندگیاں وقف تھیں، اہل دنیا خصوصاً منتظرین امام زمانہ عجل اللہ فرجہ العزیز و معتقدین کو اس دعا کی اور دین حق کی اس طرح تعلیم دیتے تھے کہ رشد و ہدایت و معرفت کے نئے نئے باب کھل جاتے تھے، اس دعا پاک کی قبولیت کے جملہ آداب سکھلائے، گریہ و زاری کو سید

آداب گردانتے ہوئے انتہائی رقت سے دعا مانگنے کا درس دیا، پورے سال میں قبولیت دعا کے اوقات اور لحاظ کو ملحوظ خاطر رکھا جاتا، جس میں لمحہ بھر کا وقفہ نہ ہوتا، پاک اہل البیت علیہم السلام کے مصائب کا واسطہ دے کر ہر زاویے سے مرکزی نقطہ اسی دعا پاک کو رکھا، پاک رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آل رسول علیہم الصلوٰۃ والسلام کی جملہ ذوات مقدسہ کو وسیلہ بنا کر دعا مانگی، ان کے روزمرہ کے معمولات میں لنگر (کھانا) کھانے سے پہلے اور بعد میں دعا، روزہ رکھتے ہوئے سحری کے وقت دعا، افطاری کرتے ہوئے دعا، وضو اور نماز میں دعا، سفر پر جاتے ہوئے دعا، مقامات مقدسہ کی زیارت کرتے ہوئے دعا، اس کے علاوہ اس دعا پاک کیلئے سال بھر میں بہت سے ایام مخصوص فرمائے، ان کی دعا کی تفصیل اس قدر زیادہ ہے کہ جس کو لکھنے کیلئے ایک ضخیم کتاب کی ضرورت ہے

المختصر اس دعا پاک کو دلوں کی دھڑکنوں سے ہم آہنگ فرماتے ہوئے اور قبولیت دعا کے جملہ تقاضوں و آداب کو معراج کرواتے ہوئے اتنی دعا فرمائی کہ وثوق سے کہا جاسکتا ہے کہ زمانہ غیبت میں آج تک کسی اور نے اس قدر دعا نہ کی ہوگی اور ”یا مولاً العجل“ کی ہی صدا دیتے ہوئے اس مقصد پاک پر قربان ہو گئے۔

مالک حقیقی کی پاک بارگاہ میں نہایت عاجزی سے دعا ہے کہ اب تو ان کی محنت رنگ لائے، یہ دعائیں مستجاب ہوں، فاصلے سمٹ جائیں اور ہمارے وارث پاک کا مقصد عظیم بلاتا خیر پورا ہو

﴿ آمین یا رب العالمین ﴾

پروفیسر فقیر شمیم اعجاز

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

پہلی مجلس

جناب عبدالمطلب

عليه الصلوٰۃ والسلام

دوستو!

سب سے پہلے میں آگاہ اور خبردار کرنا چاہتا ہوں اس کم ظرف دور میں سانس لینے والے تمام مومنین اور موالیین کو کہ اس نازک دور میں خود کو موالی یا شیعہ کہلانے والے حضرات میں معرفت دشمنی کا خطرناک زہر پھیلا جا رہا ہے اور خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مخالفین ہر روز خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کی مخالفت کا انجکشن مومنین کے عقائد کو لگاتے ہیں

آج کے نام نہاد مسلمان ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ازلی دشمن ابوسفیان کو مسلمان ثابت کرنے کی کوشش میں مصروف ہیں تو دوسری طرف شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام کو (نعوذ باللہ) غیر مسلم کہنے کی مذموم جسارت کر رہے ہیں

حالانکہ ایک مشرقی عیسائی کا ایک قول میری نظر سے گزرا ہے، وہ لکھتا ہے کہ اگر تمام انبیاء علیہم السلام کی تعداد ایک لاکھ اور چوبیس ہزار تسلیم کر لی جائے تو جب تک

انبیاء کی فہرست میں سر تاج انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اجداد طاہرین علیہم الصلوٰۃ والسلام کے نام شامل نہ کئے جائیں یہ تعداد پوری ہو ہی نہیں سکتی ہے

اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ عیسائی محققین شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جملہ اجداد طاہرین کو منصب نبوت پر فائز سمجھتے ہیں۔ آخر کیوں.....؟؟؟

اس کی کئی وجوہات ہیں

پہلی وجہ

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بعد ان کا خاندان دو حصوں میں تقسیم ہوا یعنی ایک جناب اسحاق علیہ السلام کی اولاد اور دوسری جناب اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کہ جس سے شہنشاہ و تاجدار انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں

جناب اسحاق علیہ السلام کے فرزند ہیں جناب یعقوب علیہ السلام کہ جن کا لقب ہے اسرائیل (عبداللہ) جن کی اولاد بنی اسرائیل کہلائی..... اب اسی خاندان میں جناب یوسف علیہ السلام، جناب موسیٰ علیہ السلام، جناب یحییٰ علیہ السلام، جناب ہارون علیہ السلام، جناب عزیز علیہ السلام، جناب زکریا علیہ السلام، اور آخر پر ہیں جناب عیسیٰ علیہ السلام، یعنی ہر زمانہ میں بنی اسرائیل میں کوئی نہ کوئی نبی ہدایت کے واسطے موجود رہا ہے

مگر جناب اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں ان سے لے کر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک ہزاروں سال تک کوئی بھی نبی مبعوث بہ رسالت نہیں ہوا..... آخر کیوں؟

چونکہ یہ نظریہ عدلِ الہی کے خلاف ہے اس لئے باطل ہے

جبکہ عدلِ الہی کا تقاضہ تو یہ تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی اس دعائے مستجاب کے

تحت کہ جو انہوں نے کعبہ مکرم کی تعمیر و تجدید کے بعد مانگی تھی اور عرض کیا تھا کہ

☆ قال و من ذریعتی

کہ خالق عالمین اس سلسلہ نبوت کو میری اولاد میں جاری رکھنا اور پروردگار کی طرف سے جواب عطا ہوا تھا جسے سورہ بقرہ کی آیہ 124 میں بیان فرمایا گیا ہے کہ

☆ قال لا ینال عہدی الظالمین

کہ تمہاری اولاد میں سے جو ظالمین ہوں گے ان کے بغیر یہ منصب سب کو ملے گا
سلسلہ نبوت ان کے دونوں فرزندان کی اولاد میں ہونا چاہیے تھا
اور اجداد پیغمبرانہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں خالق کا ارشاد ہے کہ

☆ وتقلبک فی الساجدین (سورہ اشعراء آیہ 219)

یعنی آپ کا نور وحدت مزاج کسی غیر معصوم کے پاس امانت کے طور پر رکھا ہی
نہیں گیا سب ساجدین علیٰ امر اللہ تھے گویا معصوم تھے، لہذا اس طرح سے بھی
ان میں نبوت کا عہدہ تسلیم کرنا پڑتا ہے

دوسری وجہ

یہ ہے کہ جناب اسماعیل علیہ السلام کی اولادِ طاہرہ میں جو نامور شخصیات تشریف لائی
ہیں، اگر ان کی حیاتِ طیبہ کو دیکھا جائے تو معجزات و کرامات کا اتنا بڑا سلسلہ
یہاں موجود ہے کہ دیگر کسی نبی میں بھی نظر نہیں آتا

محتاط الفاظ میں یہ کہا جاسکتا ہے کہ ان پاک ذواتِ علیہم السلام کی حیاتِ طیبہ جس انداز
سے گزری ہے وہ انداز کسی نبی کی حیاتِ طیبہ سے کم نہیں تھا

چاہیے تو یہ تھا کہ میں یہ سلسلہ جناب عدنان علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شروع کرتا مگر وقت کی قلت کے پیش نظر اس سلسلہ کی ایک اہم کڑی یعنی ایک ایسی ذات پاک کے حالات ہی پر اکتفی کر رہا ہوں جن کی شخصیت و عظمت سے میں ذاتی طور پر بہت متاثر ہوں اور یہ سمجھتا ہوں کہ میں محققین کی سوچ کو ایک راستہ دکھاؤں گا اور بعد میں تحقیق کرنے والے اس پر تحقیق کریں گے تو اس زاویے پر بہت کچھ اسرار و رموز کو پائیں گے اور معرفت کا ایک درخشاں راستہ ان کی فکر کو میسر آئے گا

نمبر 1..... سید البطحا
نمبر 2..... العامر

نمبر 3..... ساقی الحجج
نمبر 4..... حاضر الزموم

نمبر 5..... ابوالسادة العشرہ
نمبر 6..... ساقی الغیث

نمبر 7..... غیث الوریٰ فی العام المجذب
نمبر 8..... شبیۃ الحمد

نمبر 9..... ابوالحارث (کنیت)
نمبر 10..... جناب عبدالمطلب

کسی شخص نے سرکار امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہِ قدس میں عرض کیا کہ آقا جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ایک لقب ہے ’’ابوالسادة العشرہ‘‘ اس کا مطلب کیا ہے؟

سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکرا کر فرمایا کہ ہمارے جد اعلیٰ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دس فرزند تھے جو سب کے سب سید تھے اس لئے انہیں دس سید فرزندان کا والد کہا جاتا تھا

ان کے پاک فرزندان کے اسمائے گرامی یہ ہیں

نمبر 1..... جناب حارث بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 2..... جناب زبیر بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 3..... جناب غیدان بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 4..... جناب مقوم بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 5..... جناب حبل بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 6..... جناب عبد العزیٰ بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 7..... جناب ضرار بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 8..... جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 9..... جناب عمران بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

نمبر 10..... جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

(بحوالہ حیات القلوب جلد دوم)

سائل نے عرض کیا کہ حضور آپ نے عباس بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ان کے فرزند ان میں شمار نہیں کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر وہ ان کا فرزند ہوتا تو اس کا نام بھی ہم ضرور شامل فرماتے

اس پاک خاندان علیہم الصلوٰۃ والسلام میں ازل سے ہی یہ دستور رائج تھا کہ جس ذات پاک کی جبین مبین میں نور رسالت جلوہ گر ہوتا تھا وہی ذات ہی مسند سیادت و قیادت پر جلوہ آراء ہوتی تھی..... چونکہ نور رسالت جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی منور پیشانی سے جھلکتا تھا اس لئے جملہ بھائیوں میں سے انہی کے سراپہ پر اس پاک خاندان علیہم الصلوٰۃ والسلام کی سرداری کی دستار موزوں کی گئی تھی

یہ گھر پاک چونکہ تمام صحرائے عرب میں عزت، وجاہت، شان، شرف، بزرگی، امانت، دیانت، صداقت اور شرافت میں ممتاز ترین گھر تھا اس لئے جس وقت جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ظاہراً جوانی کی سرحدوں کو چھوا تو ان کی وجاہت اور حسن کو دیکھتے ہوئے اس وقت کے تمام سربراہانِ مملکت (جن میں قیصر روم، تبع یمن، حبشہ کا نجاشی، ایرانی کسریٰ شامل تھے) اور اکثر رؤسائے عرب نے اس خواہش کا اظہار کیا کہ یہ ذات پاک ان کی دختر کو اپنی کنیزی کا شرف عطا فرمائیں مگر جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام چونکہ امین نورِ الہی تھے اس لئے امانت کے تقاضوں کو مدِ نظر رکھتے ہوئے وہ پروردگارِ عالم کے حکم کے منتظر رہے اور خاموش رہے کہ اس غیبِ مطلق ذات کی امانت اس کی رضا کے بغیر کسی کے سپرد کرنا مناسب نہیں تھا جس وقت بھائیوں کا عقد کے سلسلہ میں اصرار بڑھا تو انہوں نے اپنے دو بھائیوں کو علیحدگی میں بلا یا یعنی جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب نزار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو لے کر یہ حرمِ کعبہ میں تشریف لے آئے اور دو گواہوں کی موجودگی میں دعا فرمائی

اے رب کعبہ محترم، اے مالکِ صفا و زمزم، اے رب ابراہیم و اسماعیل علیہما الصلوٰۃ والسلام اے اس پاک نور کے رب کہ جس کا میں امین ٹھہرایا گیا ہوں تیری پاک ذات دانا و مینا ہے کہ میں اب تک تیرے حکم کا منتظر رہا ہوں کہ تیری رضا کے مطابق ہی اس پاک نور کی امینہ ذات کا تعین کر سکوں مگر اب ان بھائیوں کے اصرار پر عرض گزار ہوں کہ تیری پاک ذات خود ہی آگاہ کرے کہ تیرے اس مقدس نور کی امینہ ذات کون سی ہے جس کا انتخاب کیا جائے یہ عرض کرنے کے بعد یہ تینوں

بھائی کعبہ کے سامنے رب العزت کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہو گئے

اب یہاں پر دو روایات ہیں، ایک یہ کہ آپ کو خواب کے ذریعہ سے آگاہ کیا گیا تھا اور دوسری روایت یہ ہے کہ عین اسی وقت جب یہ بھائی سجدہ کی حالت میں تھے اندرون کعبہ سے آواز آئی کہ میرے اس پاک نور کی امینہ ذات بنی نجاری کی بستی میں اس خاندان کے رئیس اعظم جناب عمرو النجاری کے گھر میں اس امانت کے حصول کی منتظر ہیں

بہر حال جو بھی صورت حال تسلیم کی جائے وہی درست ہے کہ حکم خالق کون و مکاں پہنچ ہی گیا

جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے عقد کے تفصیلی واقعات کافی طویل ہیں اور دامن وقت میں گنجائش نہ ہونے کے سبب ترک کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ کس طرح یہ اپنے بھائیوں کے ساتھ مدینہ منورہ پہنچے جہاں اس وقت بنی نجار آباد تھے، ان کے بھائیوں نے وہاں جا کر کس طرح خواستگاری کی، کس طرح ابلیس اور آل ابلیس نے اس مقصد میں روڑے اٹکائے، کیا کیا معجزات رونما ہوئے

اختصار کے ساتھ صرف اتنا عرض کرتا ہوں کہ جب عقد ہوا تو جو شرائط طے ہوئے وہ کچھ اس طرح تھے کہ بنی نجار نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ کی جملہ نعمات کا مرکز و مصدر ہمیشہ سے آپ کا پاک خاندان علیہم الصلوٰۃ والسلام ہی چلا آ رہا ہے لہذا عقد کے بعد یہ معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا مکہ نہیں جائیں گی بلکہ مدینہ میں ہی تشریف فرما رہیں گی

دوسری شرط یہ رکھی گئی کہ ان کی اولاد میں سے جو شہزادہ بھی نور رسالت کا امین قرار پائے گا وہ بھی غفوان شباب تک کا زمانہ مدینہ منورہ ہی میں گزاریں گے اور

اس وقت مکہ تشریف لے جائیں گے جب ان کی والدہ پاک چاہیں گی
جو شرائط رکھے گئے تھے انہیں منظور کیا گیا اور رسم تزویج ادا ہو گئی

نکاح کے بعد جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام مدینہ منورہ میں قیام پذیر ہو گئے اور امورِ
تولیت بیت اللہ، کلید کعبہ، علم الہی، سقایت حجاج اور تبرکاتِ انبیاء اپنی نیابت میں
انہوں نے اپنے بھائی جناب نزار علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سپرد فرمائے
اس دوران خود وقتاً فوقتاً مکہ مکرمہ تشریف لے آتے تھے، تاہم نورِ الہی معظمہ
کونین صلوٰۃ اللہ علیہا کی جبین مبین میں منتقل ہو گیا

معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ہمیں اس امر کا احساس بھی نہیں تھا کہ یہ
پاک نور ہماری جبین مبین میں منتقل ہو چکا ہے ہم ایک روز صحن میں تشریف لائے
جہاں اس وقت چند کھجوروں کے درخت تھے، صحن میں چند پتھر اور کنکر بھی موجود
تھے..... جس وقت ہمارا قدم حجرے سے باہر صحن میں آیا تو اچانک درود یوار سے
آواز آئی

☆ اَلْسَّلَامُ عَلَیْكَ يَا خَیْرَ الْبَشَرِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَیْكَ

ہم نے اطراف میں نگاہ دوڑائی تو دیکھا کہ کھجوروں کے درخت ہماری طرف
جھک رہے تھے اور ہمیں مخاطب کرتے ہوئے سلام عرض کر رہے تھے

ہم حیران ہوئیں کہ اگر یہ ہمیں سلام کرتے تو السلام علیک کہتے علیک نہ کہتے

ہم نے فوراً اپنے پاک سرتاج جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں یہ واقعہ عرض کیا
تو انہوں نے مسکرا کر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کا نورِ خالص آپ کی جبین میں جلوہ گر ہو چکا
ہے..... معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ اس واقعہ کے بعد پھر اکثر ہم دیکھتے تھے

کہ ہم جہاں سے بھی گزرتے تھے وہاں موجود درخت اور کنکر وغیرہ ہمیں سجدہ کرتے اور اسی انداز میں فصیح عربی میں ہمیں سلام کرتے تھے

☆السَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَيْرَ الْبَشَرِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ

یہ پاک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا خود روایت فرماتی ہیں کہ کچھ روز بعد ہم عبادتِ الہی مصروف تھیں کہ اچانک غیب سے ایک آواز ہمیں سنائی دی کہ اے خیر النساء العالمین آپ کو ایک نخت جگر کی بشارت و مبارک ہو جس کی مثل اس روئے زمین میں کوئی نہیں ہے..... اس بشارت سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ پاک بی بی بھی عہدہ عصمتِ الہی پر فائز تھیں یعنی جس طرح جناب مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی بشارت دی گئی تھی اسی طرح ان کو بھی اپنے نورالعین کی بشارت دی گئی

عرب اور ملحقہات عرب کے جتنے قبائل یا حکومتیں تھیں وہ تمام اس پاک خاندانِ پیغمبر (صلوٰۃ والسلام) کے افراد کو گھر بلانا یا دعوت دینا اپنے لئے فخر سمجھتی تھیں اور ان کی تشریف آوری کو باعثِ برکت جانا جاتا تھا..... اسی دورانِ حاکمِ شام (جو اس وقت قیصرِ روم کا ماتحت حاکم ہوتا تھا) نے جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شام آنے کی دعوت دی آپ انتہائی عظیم خدم و حشم اور شان و شوکت کے ساتھ شام تشریف لے گئے

شام میں ہی وصالِ الہی کا پیغام پہنچا، جب آپ کا آخری وقت آیا تو آپ نے اپنے خدام اور خواص کو یاد فرمایا اور ان کے روبرو ایک خط تحریر فرمایا جس میں اپنے بھائیوں کیلئے چند وصیتیں تحریر فرمائیں اور جملہ تبرکات اور عہدہ ہائے الہی جناب نزار سے جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منتقل فرمائے اور جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو خصوصی وصیت فرمائی کہ

میرے بھائی! جملہ تبرکات اور مناصب الہی آپ کے پاس امانت ہیں، ان کے حقیقی وارث ابھی دنیا میں تشریف نہیں لائے، آگاہ رہو کہ وہ مدینہ منورہ میں ظہور فرمائیں گے..... دستارِ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے وارث وہی ہیں، حل و حرم کے مالک وہی ہیں، سید البطحاء وہی ہیں، وہ اللہ تعالیٰ کا ایسا نور ہیں کہ جو ہمارے گھر اطہر کیلئے باعثِ عزت و افتخار ہیں، آپ کبھی بھی ان کو فراموش نہ کریں اور ان کے عہدِ شباب تک پہنچنے پر یہ ہر چیز ان کے حوالے کر دیں

اور جب وہ اس دنیا میں تشریف لائیں تو میری طرف سے اس پاک شہزادے کو سلام کہنا اور اس کی نسلِ طیب و طاہر پر میرے لاکھوں سلام ہوں
تاحیات اس پاک نور کی امینہ یعنی ان کی والدہ کی کفالت کرنا کیونکہ آپ کا نورِ عزت و افتخار ان کے پاس امانت ہے، اس کے علاوہ دنیاوی امور کے متعلق بھی بہت سی باتیں اس وصیت نامہ میں شامل تھیں

یہ وصیت نامہ اپنے معتمدین کے حوالے کرنے کے بعد کچھ دیر آرام فرما ہوئے اسی دوران آپ دنیاۓ فانی سے ہجرت فرما کر ملکِ باقی و دائمی کی طرف وصال الی اللہ میں تشریف لے گئے

ایک روایت یہ ہے کہ حاکمِ شام نے عروۃ شام یا عروۃ شام میں ان کی تدفین شاہی پروٹوکول کے ساتھ کی..... دوسری روایت یہ ہے کہ ان کے خدام و خواص ان کے جسدِ اطہر کو ایک تابوت میں مکہ مکرمہ لے کر آئے اور ان کے بھائیوں نے جنتِ معلیٰ میں ان کو دفن کیا اور ان کا مرقد بنایا

ویسے آج کل ان دونوں مقامات پر ان کے نام پاک سے منسوب مزاریں موجود

ہیں..... (واللہ اعلم بالصواب)

جس وقت جناب ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تابوت مکہ مکرمہ پہنچا یا بروایت دیگر ان کے وصال کی اطلاع پہنچی تو پورا مکہ ماتم کدہ بن گیا ہر چیز ان کے غم میں سو گوار تھی اور کافی عرصہ مکہ اور اس کے اطراف میں ان کا سوگ منایا گیا

جس وقت یہی اطلاع مدینہ منورہ پہنچی تو معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا نے نہایت ہی عزت اور وقار سے بیوگی کی رسمیں ادا کیں، اپنے سرتاج کی سواری کیلئے استعمال ہونے والے تمام اونٹ اور گھوڑے پے کروادئے کہ جس سواری پر سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام سوار ہوا کرتے تھے اس پر اور کوئی دوسرا سوار ہونے کی جسارت نہ کر سکے، بعد ازاں تمام حلال جانور ذبح کروا کر غرباء میں تقسیم فرما دئے

اس سانحہ عظیم نے آپ کے دل پر اتنا زیادہ اثر کیا کہ باقی زندگی آپ نے خلوت نشینی اور گوشہ گیری میں گزار دی اور کسی سے زیادہ ملنا جلنا پسند نہیں فرماتے تھے دن رات اسی خلوت کدہ میں روتے ہوئے بسر ہوتے، مگر ہر حال میں نورِ الہی اس پاک ذات کا معاون و مونس و غم گسار بن کر سہارا دیتا رہا تا اینکہ اس پاک نور کے ظہورِ اجلال کا وقت آ پہنچا

معظمہ کائنات صلوٰۃ اللہ علیہا سے روایت ہے کہ ہم اپنے خلوت کدہ میں تشریف فرما تھے کہ اچانک آسمان سے ایک نورانی پردہ نازل ہوا جس نے مکمل طور پر ہمیں چھپا لیا جنات و شیاطین تو بجائے خود اس پردہ نور میں ملکوتِ ارض و سما کو بھی داخل ہونے کی اجازت نہیں تھی

علامہ مجلسی رحمۃ اللہ علیہ نے بحار میں معظمہ کا یہ فقرہ تحریر کیا ہے اس سے یہ بات

صاف ظاہر ہوتی ہے کہ وہ پاک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا معمولاتِ زندگی میں بھی ملکوتِ ارض و سما کا مشاہدہ فرماتی تھیں

جبکہ جناب ابراہیم علیہ السلام کو فقط ایک مرتبہ ملکوتِ ارض و سما کا مشاہدہ کرایا گیا تھا یعنی شیخ الانبیاء نے جس چیز کا مشاہدہ اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ کیا تھا وہ چیز ان کی حیاتِ طیبہ کے معمولات میں شامل تھی

معظمہ کائنات صلوٰۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ ہم اس پردہٴ نورِ وحدت میں مصروفِ عبادت تھے کہ اچانک ہمارے دائیں پہلو سے آواز آئی

☆ الحمد لله الذي لم يتخذ ولدا ولم يكن له شريك في الملك

ہم نے سجدہ سے سر اٹھا کر دیکھا تو کمرے میں ایک ایسا نور ساطع تھا کہ آنکھوں کو خیرہ کر رہا تھا اور ایک کم سن معصوم شہزادہ عین اسی وقت سجدہ سے سر اٹھا کر ہماری جانب دیکھ رہا تھا، ہم اسے دیکھ کر زیادہ حیرت زدہ ہونے لگیں تو ہمارے تئیر کو دیکھ کر ان کے معصوم ہونٹوں پر تبسم کی ایک لہر دوڑی ایک معصوم کو متبسم دیکھ کر ہماری حیرت کچھ اور زیادہ ہوئی تو اس کم سن معصوم نے بہ آوازِ بلند ہنس کر فرمایا

☆ السلام عليك يا امي

اے پاک والدہ گرامی القدر ہمارا سلام قبول فرمائیں

معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا فرماتی ہیں کہ اس معصوم نے اتنے پیار بھرے انداز میں سلام کیا کہ ہم نے فوراً انہیں اٹھا کر اپنی گود میں لے لیا اور ہمارے قلب میں پیار کے لاکھوں سمندر موجزن ہو گئے تو ہم نے فوراً ان کی پیشانی منور پر بوسہ ثبت فرمایا پیشانی کے سامنے ہمیں کچھ سفید بال نظر آئے تو ہم نے فوراً پیار سے سوال کیا

☆ ءانت شيبه الحمد

کيا سفيد سړوالے اور حمد کرنے والے ہمارے لخت جگر آپ ہی ہیں؟
فرمایا جی ہاں ہمارا نام شيبه الحمد ہی ہے یعنی روزِ ولادت ہی سے آپ کا یہ نام
پاک مقرر ہوا تھا یا یہ کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اصل
نام پاک یہی ہے

ایک مہینہ تک معظّمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے نورِ نظر کے ساتھ اسی خلوت کدہ میں جلوہ
آراء رہے اور کسی کو کانوں کا نہ خبر بھی نہیں تھی کہ شہنشاہِ عرب دنیا میں ظہور پذیر ہو
چکے ہیں..... ایک ماہ بعد یہ معظّمہ بی بی اپنے لعل کو زینتِ آغوش بنا کر اپنے والد
ماجد کی خدمت میں حاضر ہوئیں، جس وقت ان کی نگاہ پڑی تو بے ساختہ تعظیم کیلئے
اُٹھ کھڑے ہوئے، اپنے نواسے کو گود میں لیا اور جی بھر کر پیار کیا

بعد ازاں مدینہ منورہ اور اس کے اطراف و اکناف میں خوشی کا اعلان کرایا گیا
اور کئی ماہ تک مسلسل لوگ تہنیت و مبارک بادی کیلئے آتے رہے اور غرباء میں
کھانے تقسیم ہوتے رہے

معظّمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا والدہ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتی ہیں کہ ہم نے اپنے
لخت جگر کی ہر چیز فطرتِ انسانی سے ماورئی اور معمولاتِ دنیا کے برعکس دیکھی
جب ان کی دنیا میں آمد کو دو ماہ گزرے تو ہم نے اپنے نورِ چشمین کو صحنِ اطہر میں
چلتے پھرتے اور دوڑتے ہوئے دیکھا تمام گھر والے حیران ہوئے کہ دو ماہ کا لعل
کجا اور چلنا پھرنا کجا..... پیشانیِ اطہر سے ہمیشہ ایک نورِ ساطع رہتا تھا جو رات کی
تاریکی میں بھی ستارہٴ صبح کی مانند درخشاں رہتا تھا

سات برس کی ظاہری عمر میں یہ پاک شہزادہ عرب کے ایک قوی ہیکل جوان کی طرح دکھائی دیتے تھے

دجیہ نامی ایک یہودی نے اپنے بیٹے لاطیہ کو اکسایا کہ تم ان کو (نصیب دشمنان) نقصان پہنچاؤ، لاطیہ اس وقت عین جوان تھا اور کافی مضبوط اعصاب کا تھا جب اس ملعون نے باپ کے کہنے پر آپ کی طرف جسارت کا ہاتھ بڑھایا تو آپ نے اسے سر سے اوپر اٹھا کر زمین پر پٹخ دیا اور پھر اس کے سر پر ایک لکڑی سے ایسا بھرپور وار کیا کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ ملعون خون میں غلطان ہو گیا اسے مخاطب کر کے فرمایا کہ اے زن یہودیہ کے ناخلف اب تمہاری موت کے دن قریب آ چکے ہیں

سرکار عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بچپن کا واقعہ ہے کہ مدینہ منورہ میں خشک سالی تھی کافی عرصہ سے بارش نہیں ہو رہی تھی، انسان اور جانور پیاس کی شدت سے قریب المرگ تھے، لوگ اپنے اپنے عقیدہ کے مطابق بڑی منتیں مان رہے تھے بارگاہِ الہی میں گڑگڑا کر دعائیں اور فریادیں کر رہے تھے مگر پھر بھی بارش کا نام و نشان تک نہیں تھا ایک دن اہل مدینہ شہر سے باہر آ کر رو کر دعا مانگ رہے تھے کہ آپ وہاں تشریف لائے اور ان لوگوں سے پوچھا کہ آپ کیوں رو رہے ہیں انہوں نے عرض کیا کہ ہم بارش کی دعائیں مانگ رہے ہیں مگر کوئی دعا شاید باجابت تک پہنچ ہی نہیں رہی..... آپ نے فرمایا کہ آج تمہاری جگہ پر ہم بارش مانگتے ہیں، یہی فرماتے ہوئے آسمان کی طرف نگاہ فرمائی، ابھی دعا کے الفاظ ہونٹوں پر نہیں آئے تھے کہ اچانک اس قدر تیز بارش شروع ہوئی کہ مدینہ منورہ کی

گلیاں دریا کا نظارہ پیش کر رہی تھی اور لوگ اپنا مال و اسباب بارش سے بچا نہیں پا رہے تھے، اس واقعہ کے بعد جب تک آپ مدینہ منورہ میں موجود رہے کبھی خشک سالی نہیں آئی..... اسی دن سے اہل مدینہ اس پاک ذات کو نام لے کر پکارنے کی بجائے ”غیث الوریٰ فی عام الحذب“ (قحط کے سالوں میں بے انتہا بارش سے سیراب فرمانے والے شہنشاہ) کے نام سے پکارا کرتے تھے

ان کے رُخ انور کا واسطہ بارش مانگنے کا معتبر ترین ذریعہ سمجھا جاتا تھا اس لئے ان کے القاب میں سے ایک لقب ”ساقی العطشان“ بھی تھا جس کے معنی ہیں پیاسوں کو سیراب فرمانے والی پاک ذات

جب تک آپ مدینہ منورہ میں قیام پذیر رہے اہل مدینہ کا یہ دستور تھا کہ جسے بھی کوئی مشکل درپیش ہوتی وہ بارگاہ رب العزت میں اس طرح دعا کرتا کہ اے رب کعبہ! تجھے جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ نورانی کا واسطہ میری مشکل آسان فرما

ان کی حیات طیبہ کے لاتعداد محیر العقول واقعات اور معجزات کتب سیر میں موجود ہیں، میں اختصار کے پیش نظر ان کو ترک کرتے ہوئے صرف حالاتِ زندگی پیش کرنا چاہتا ہوں

جس وقت ان کا ظاہری سن مبارک ساڑھے سات سال کا ہوا، اس وقت کا واقعہ ہے کہ حضور ایک دن مدینہ منورہ میں اپنے ہم عمر لڑکوں کے ساتھ فنِ شمشیر زنی کے کھیل میں مصروف تھے کہ مکہ کے قبیلہ بنی حارث کا ایک شخص وہاں سے گزرا

جب اس کی نظر جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر پڑی تو پہلے تو وہ کافی دیر تک ان

کے حسن کے سحر کا اسیر ہو کر اور مہبوت ہو کر ان کے چہرہ اطہر کی تلاوت کرتا رہا پھر بے ساختہ کہہ اُٹھا کہ کتنے خوش نصیب ہیں مدینہ منورہ کے لوگ کہ جن کے درمیان حسنِ الہی کا ایسا مرقعہ موجود ہے اور وہ روز و شب ان کی زیارت سے مستفیض ہوتے ہیں، پھر وہ شخص آپ کے قریب آیا اور سوال کیا کہ اے شہزادہ بدر جمال آپ کون ہیں؟..... آپ نے فرمایا کہ

☆ انا بن الصفاء والحرم وابن سید الهاشم المکرم

آپ نے ایسی فصاحت و بلاغت سے لب کشائی فرمائی کہ وہ حیران رہ گیا پھر آپ نے سوال کیا کہ اے اجنبی تم کہاں سے آئے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ میں مکہ سے آیا ہوں، فرمایا کہ مکہ میں تو ہمارے چچا رہتے ہیں کیا تم ان کو میرا پیغام پہنچا سکتے ہو؟ اس شخص نے عرض کیا کہ اگر آپ کے کسی کام آسکوں تو میں اسے اپنی خوش نصیبی تصور کروں گا..... فرمایا کہ ان کو میری طرف سے سلام عرض کرنا اور کہنا کہ آپ کا یتیم بھتیجا کہہ رہا تھا کہ جب بھی مکہ کی جانب سے ہوا مدینہ آتی ہے تو مجھے آپ کی خوشبو بے قرار کر دیتی ہے۔ میرے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت پر آپ کب عمل کریں گے، کب میں حرم تو حید کی زیارت کر سکوں گا؟ میں تو اپنے رشتہ داروں سے ملنے کیلئے بہت بے قرار ہوں، مگر ہمارے ننھیال مجھے آپ کے سپرد کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں، میرا دل چاہتا ہے کہ آپ فوراً تشریف لائیں اور مجھے مکہ مکرمہ لے جائیں

(درحقیقت جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ننھیال والوں کا خیال تھا کہ مدینہ منورہ میں برکات و نعماتِ الہی کا نزول اسی پاک ذات کے سبب سے ہے اور اگر

یہ یہاں سے کہیں اور چلے گئے تو ہم ان فیوضِ الہیہ سے محروم ہو جائیں گے)
 جب یہ شخص واپس مکہ مکرمہ پہنچا تو سب سے پہلے یہ جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی
 خدمت اقدس میں حاضر ہوا اور ان کی بارگاہِ قدسی میں سارا احوال اور مذکورہ
 پیغام پہنچایا، جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس وقت یہ بات سنی تو بے ساختہ آپ
 کی آنکھوں سے آنسو رواں ہوئے اور روتے ہوئے انتہائی اشتیاق سے اس
 شخص سے آپ کا احوال جزئیات تک دریافت فرماتے رہے کہ ان کا حسن و
 جمال کیسا تھا؟ وہ کلام کس انداز میں کرتے تھے؟ ان کی نگاہوں میں کس قدر
 کشش تھی وغیرہ وغیرہ

جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارا خیال تو یہ تھا کہ ابھی ان کا بچپن ہوگا
 اب ہم فوراً مدینہ جائیں گے

ادھر مدینہ منورہ میں بنی نجار کو ان کے ہم عمر لڑکوں نے یہ خبر پہنچا دی کہ جناب
 شیبۃ الحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ کے ایک آدمی کے ہاتھ اپنے چچاؤں کی
 طرف پیغام بھیجا ہے کہ وہ آکر انہیں لے جائیں۔ عنقریب کوئی شخص مکہ مکرمہ سے
 انہیں لینے ضرور آئے گا

یہ خبر سنتے ہی تمام قبیلہ پریشانی کے عالم میں جمع ہوا کہ ہمارے ساتھ تو یہ وعدہ کیا
 گیا تھا کہ جب یہ جوان ہوں گے تو تب اپنے چچا کے پاس تشریف لے جائیں گے
 جبکہ ابھی ان کا سن شہزادگی ہے اور اگر ابھی سے یہ مدینہ سے چلے گئے تو یقیناً ہم
 برکاتِ الہی سے محروم ہو جائیں گے..... واضح رہے کہ مدینہ کے نواح میں بسنے
 والے بنی قحطان کے قبائل جو کہ یہودی تھے ہمیشہ سے اس پاک خاندان علیہم الصلوٰۃ

والسلام کے دشمن تھے انہوں نے اس معاملہ کو کچھ زیادہ ہی ہوادی اور اسے اتنا اچھا لا کہ اگر کوئی جناب شعیبۃ الحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہاں سے لے جانے کی بات بھی کرے گا تو ہم اس کے ساتھ جنگ کریں گے اور یہ تجویز دی کہ مکہ مکرمہ سے اگر کوئی شخص انہیں لینے کیلئے آئے تو اسے راستے ہی میں قتل کر دیا جائے، یہ سب باتیں جو قبیلہ بنی قحطان کے لوگ کر رہے تھے ان کی وجہ ان کی جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ محبت نہ تھی بلکہ یہ خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کی دشمنی کی وجہ سے تھیں

ان تمام باتوں کا علم بنی نجار کو بھی تھا اس لئے وہ ان ملائین سے غافل نہیں تھے جس وقت جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ سے مدینہ پہنچے تو شہر سے کچھ فاصلے پر اپنے لخت جگر جناب شعیبۃ الحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنا منتظر پایا ان کی جبین مسعود سے ساطع ہونے والے نور کی کرنوں نے آگے بڑھ کر اپنے ذی عزت و عظمت چچا جان کا استقبال کیا

جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً گھوڑے کی زین سے اترے، آکر اپنے لخت جگر کو اٹھایا، اپنے سینہ سے لگا کر کافی دیر تک بے تحاشا پیار کرتے رہے اور روتے رہے

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ ہمارے ننھیال والے ہمیں آپ کے ساتھ نہیں جانے دیں گے اور شاید ہماری والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا بھی اس بات پر آمادہ نہیں ہوں گی اس لئے آپ ان کو بتائے بغیر ہمیں یہاں ہی سے فوراً مکہ لے چلیں

جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بنی نجار سے عہد کیا تھا، اس لئے ہم کبھی بھی یہ مناسب نہیں سمجھتے کہ ان کے علم میں لائے بغیر ہم آپ کو یہاں سے لے جائیں لیکن تسلی رکھو اب آپ کو ہمارے ساتھ جانے سے دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی..... ابھی یہی گفتگو جاری تھی کہ داجیہ یہودی ملعون کا بیٹا ستر 70 قحطانیوں کو ساتھ ملا کر جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر حملہ کرنے وہاں آ پہنچا

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے انہیں آتے دیکھ کر اپنے چچا جان سے عرض کیا کہ آپ اپنی عبا فوراً میری پیشانی پر ڈال دیں تاکہ یہ پہچان نہ سکیں جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی ردا کے چار تہہ کئے اور آپ کی پیشانی پر ڈالی مگر پھر بھی ان کی جبین مبین کا نور ویسے ہی سا طع رہا..... اتنے میں وہ قحطانی ملا عین ننگی تلواریں ہاتھ میں لے کر قریب تر آ گئے، اچانک جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہیں زمین پر سجدہ کیا اور ابھی سجدہ سے سر نہیں اٹھایا تھا کہ حملہ آور ہونے والے تمام ملا عین کے اعضاء مضحل ہو گئے اور وہ گھوڑوں سے بے حس ہو کر گر پڑے گویا ملکوت نے انہیں پا بہ زنجیر کر کے جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت میں پیش کر دیا..... جب یہ زمین بوس ہوئے تو جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم کس مقصد کیلئے یہاں آئے تھے انہوں نے کپکپاتے ہوئے عرض کیا کہ حضور ہم تو جناب شیبۃ الحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کی والدہ پاک کے پاس لے جانے کی خاطر حاضر ہوئے ہیں، ہمارا کوئی غلط ارادہ نہیں تھا

اتمام حجت کی خاطر نہ صرف ان کو معاف کر دیا گیا بلکہ انہیں آزاد کر دیا

داجیہ ملعون کے ملعون بیٹے لاطیہ نے دور جا کر کہا کہ تمہیں یہ تو علم ہی ہے کہ اس خاندان کے تمام افراد (نعوذ باللہ) بہت بڑے جادوگر ہیں اور ہم جادو کے زیر اثر بے حس ہوئے ہیں، اب ہمیں ایک کوشش اور کرنا چاہیے، جب انہوں نے دوبارہ حملہ آور ہونے کی کوشش کی تو ملکوتِ سماوی نے انہیں مہلت دے بغیر فی النار کر دیا..... خس کم جہاں پاک

ادھر بنی نجار تک جب یہ اطلاع پہنچی کی قحطانی نو جوان غلط ارادے سے مدینہ سے روانہ ہوئے ہیں تو بنی نجار کے چار سو 400 گھوڑے سوار نو جوان فوراً جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حفاظت کیلئے انتہائی سرعت سے روانہ ہوئے

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا کو جب اس تمام صورت حال کا علم ہوا تو آپ نے فوراً حکم دیا کہ ہمارے لئے محمل تیار کیا جائے ہم خود اپنے لخت جگر کے پاس جانا چاہتی ہیں اور فوراً ایک تیز رو گھوڑا سوار غلام کو یہ حکم فرما کر روانہ کیا کہ بنی نجار کو ہماری طرف سے جا کر کہو کہ ہمارے وہاں پہنچنے تک کوئی کاروائی نہ کی جائے، دراصل ان کو شفقتِ مادرِی کے تحت یہ احساس تھا کہ اس جنگ میں کہیں ہمارے نورِ چشم کو خدا نخواستہ کوئی نقصان نہ پہنچے

ابھی قحطانی ملاعین کی کٹی ہوئی گردنوں سے خون جاری تھا کہ بنی نجار کے چار سو گھوڑے سوار وہاں پہنچ گئے، جناب مطلب اور بنی نجار کے لوگوں کے درمیان ابھی سوال و جواب ہو ہی رہے تھے کہ معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا کے غلام نے آ کر یہ حکم پہنچایا کہ ہماری تشریف آوری تک کوئی کاروائی نہ کی جائے

تھوڑی دیر بعد معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا باپردہ محمل میں تشریف لے آئیں تو آپ نے

محمل ہی سے کلام فرمایا اور جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ آپ پر رب کعبہ کی رحمت ہو کیا آپ یہ بتانا پسند کریں گے کہ آپ کون ہیں اور آپ کا ہمارے لخت جگر سے کیا تعلق ہے؟

جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگے بڑھ کر اپنی محترم بھانج کو سلام کیا اور اپنا تعارف کرایا کہ ہم مکہ مکرمہ سے آئے ہیں، آپ کے سرتاج کے بھائی اور اس نور چشم کے رشتہ کے لحاظ سے تو چچا ہیں مگر حقیقت میں اس کے غلام ہیں اور آئے اس لئے ہیں کہ حرم کعبہ اپنے وارث کی زیارت کو ترس رہا ہے، مسند امامت ابراہیم علیہ السلام اپنے مسند نشیں کیلئے بے قرار ہے، جناب عبدالمناف علیہ الصلوٰۃ والسلام کا منبر جناب عدنان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستار کے وارث کیلئے سوگوار ہے اور کلید کعبہ مکرم سید البطحا کی آمد کی منتظر ہے

ان وجوہات کی بنیاد پر ہم اپنے نور چشمین کو اپنے ساتھ مکہ مکرمہ لے جانا چاہتے ہیں..... عہد کے مطابق آپ سے اجازت لینے کیلئے آپ ہی کی طرف آرہے تھے کہ بنی قحطان کے لوگ دیرینہ دشمنی کی بنا پر راہ میں حائل ہوئے، اس لئے آپ کو یہاں تک زحمت کرنا پڑی جس کیلئے ہم معذرت خواہ ہیں

معظمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا بھائی حقیقت یہ ہے کہ اپنے اس لخت جگر کی میں مالک نہیں ہوں کیونکہ یہ خود پوری کائنات کے مالک ہیں لہذا جو فیصلہ یہ خود کریں گے ہمیں بسر و چشم منظور ہوگا، ہم اپنے راحت جاں کو ہر حال میں خوشحال دیکھنا چاہتے ہیں، پاک شہزادے کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور والدہ گرامی کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو فی الحال ہمیں اپنے چچا جان

کے ساتھ مکہ جانے کی اجازت مرحمت فرمائیں کیونکہ اس وقت حکم حبیب یہی ہے کہ ایک پاک والدہ اپنے پیار کی قربانی اس کی بارگاہ میں پیش کرے اپنے نورِ نظر کے مدعا کو سمجھتے ہی پاک والدہ کی آنکھوں سے بے ساختہ آنسوؤں کی بارش ہونے لگی، اپنے لختِ جگر کو سینہ سے لگا کر کئی مرتبہ پیار کیا اور بار بار یہی فرماتی رہیں کہ وہاں جا کر والدہ کو بھول نہ جانا اور وقتاً فوقتاً ہمیں مدینہ آ کر ملتے رہنا..... سات سال کا یہ شہزادہ اپنی والدہ سے اجازت لے کر اپنے چچا جان کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ کی جانب روانہ ہوا

کس قدر خوش نصیب ہیں جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہ اپنے چچا جان کے ساتھ والدہ پاک کی دعاؤں کا زادِ راہ لے کر گھر سے روانہ ہو رہے ہیں لاکھ جان سے قربان جاؤں مظلوم دوراں امام زمانہ علیہ السلام کی مظلومیت پر کہ جن کا ظاہری سن اطہر صرف پانچ سال تھا، پاک بابا کا جنازہ درِ اطہر پر ابھی موجود تھا، اور آپ کو بیوہ ماں سے بہت جلد وداع ہونا پڑا، کم سن ہمیشہ پاک کو جی بھر کے پیار نہ کر سکے اور گھرِ اطہر کو چھوڑ کر انجانی منزل کی طرف سفرِ اختیار فرمایا اس دور میں مدینہ اور مکہ کے درمیان بہت سے قحطانی اور یہودی قبائل آباد تھے جو ہر وقت اس پاک خاندانِ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے درپے آزار رہتے تھے اس لئے حفظِ ماتقدم کے طور پر اس سفر کے دوران جو شخص بھی جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اس شہزادے کے بارے میں سوال کرتا تو آپ یہی جواب دیتے کہ یہ ہمارے غلام ہیں جنہیں ہم نے مدینہ منورہ سے حاصل کیا ہے

اس لئے جناب شیبۃ الحمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام

مشہور ہوا..... یعنی اپنے پاک چچا جان جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے غلام جس وقت یہ دونوں پاک ذوات علیہ الصلوٰۃ والسلام مکہ مکرمہ میں داخل ہوئے تو شام کا وقت تھا، جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جبین مبین کے نورِ وحدت مزاج نے اپنے گھر کو سامنے پایا تو چمک کر کعبہ کی دیواروں سے ٹکرایا اور کعبہ کی دیواروں سے ایک ایسا نور ساطع ہوا کہ مکہ کا ہر گھر اس قدر روشن ہو گیا کہ سورج نکل آنے کا گمان ہونے لگا، لوگ جب گھر چھوڑ کر باہر نکلے تو دیکھا کہ جناب مطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ایک معصوم شہزادہ حجر اسود کو بوسہ دے رہے ہیں اور کعبہ کی دیواریں فرط مسرت سے شمس نصف النہار کی طرح چمک رہی ہیں

المختصر جس وقت مسند ابراہیمی کو دستار ابراہیم علیہ السلام کے حقیقی وارث نے زینت بخشی تو تولیت کعبہ کا نظام ان کے سپرد کر دیا گیا، جو ان ہوئے، عقد ہوا، اور آپ کے پہلے فرزند جناب حارث علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دنیا میں آمد ہوئی جس کی وجہ سے آپ کی کنیت ”ابوالحارث“ ہے عربی میں ابوالحارث بر شیر کو بھی کہتے ہیں

واقعہ حضر زمزم

ان کی حیات طیبہ کا ایک اہم واقعہ چاہہ زمزم کی بحالی ہے

جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند جناب اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ مل کر جب کعبہ مکرم کی تعمیر نو فرمائی تو سونے کے دو ہرن کعبہ کی نذر کئے جو ہمیشہ کعبہ کے اندر موجود رہتے تھے..... اس کے بعد خالق دو جہاں نے آسمان سے تیرہ 13 تلواریں نازل فرمائیں جو خاندانِ تطہیر علیہم الصلوٰۃ والسلام کی تیرہ پاک ذوات کے نام

سے منسوب تھیں اور جناب ابراہیم علیہ السلام کی وصیت کے مطابق انہیں کوئی مس نہیں کر سکتا تھا، وہ بھی کعبہ کے اندر رکھوا دی گئی تھیں جن کی حیثیت تبرکات کی تھی جناب اسماعیل علیہ السلام سے اولادِ بنی جرہم تک یہ تبرکات کعبہ کے اندر موجود رہے اور چاہِ زمزم بھی جاری رہا

جب کعبہ مکرم کی تولیت اولادِ بنی جرہم کے سپرد تھی تو ایک ایسا وقت بھی آیا کہ بنی خزاعہ نے کعبہ مکرم کو بنی جرہم سے جبراً حاصل کرنے کا پروگرام بنایا بنی جرہم نے محسوس کیا کہ ان کے ممکنہ حملہ کے دوران کہیں یہ مقدسات تلف نہ جائیں، اسی خطرہ کے پیش نظر انہوں نے سونے کے مذکورہ ہرن اور تلواریں چاہِ زمزم کے سپرد کر دیں اور چاہِ زمزم کو پتھروں سے بھر دیا تاکہ یہ تبرکات غیروں کے ہاتھ سے محفوظ رہیں

اس وقت سے جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ تک چاہِ زمزم مخفی رہا ایک دن جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کعبہ کے اندر مصروفِ عبادت تھے کہ اچانک ایک ندائے غیبی ان کی سماعت تک پہنچی کہ ”برہ تلاش کرو“ انہوں نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے؟ دوبارہ آواز آئی کہ ”مضوفہ کھودو“ یہ ابھی سوچ ہی رہے تھے کہ مضوفہ کیا ہے کہ پھر ہاتھ غیب نے آواز دی کہ ”طیبہ کھودو“ انہوں نے سوال کیا کہ واضح حکم دیا جائے تاکہ ہم عمل کر سکیں تو اس وقت یہ حکم ملا کہ

چاہِ زمزم کو اپنے دست مبارک سے برآمد فرمائیں تاکہ حاجیوں کو پانی کے حصول میں جو مشکلات درپیش ہیں وہ دور ہو سکیں..... انہوں نے عرض کیا کہ وہ کس مقام پر ہے تو آگاہ فرمایا گیا کہ آپ باہر تشریف لے جائیں وہاں ایک سفید کوا

چیونٹیوں کے بل کے اوپر بیٹھا ہے اور چیونٹیاں اسے چٹٹی ہوئی ہیں آپ اسی جگہ کو کھودیں

آپ فوراً کعبہ مکرم سے باہر تشریف لائے اور اس مقام کو دیکھا جہاں ایک سفید کوا چیونٹیوں کے بل پر بیٹھا تھا پھر یہ وہاں سے اپنے گھرا طہر تشریف لائے اور شہر کے لوگوں کو جمع کیا اور ارشاد فرمایا کہ ہمیں پروردگارِ عالم کی طرف سے حکم پہنچا ہے کہ چاہِ زمزم کو کھود کر برآمد کریں اور ہم نے یہ کام ابھی کرنا ہے، اس وقت جو لوگ ہمارے ساتھ اس کارِ خیر میں شریک ہوں گے کل وہ لوگ چاہِ زمزم کی ملکیت میں بھی حصہ دار بنیں گے..... کوئی ہے جو اسی وقت اس کام میں ہمارا ساتھ دے؟

قریش کے جملہ قبائل نے عرض کیا کہ چاہِ زمزم کے آپ خود ہی وارث و مالک ہیں اور یہ کام بھی آپ ہی کا ہے۔ فرمایا کہ آپ کا یہ فیصلہ ہمیں منظور ہے

اس وقت تک آپ کے صرف ایک ہی فرزند جناب حارث علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، آپ نے انہیں ساتھ لیا اور مقامِ زمزم کو کھودنا شروع کر دیا

امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اصحاب سے فرمایا تھا کہ جس وقت سید البطحاء علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے ایک فرزند جناب حارث علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اس کام میں مصروف تھے تو انہیں اولاد کی قلت کا احساس ہوا، انہوں نے فوراً منت مانی اور خلاقِ کائنات کو مخاطب کرتے ہوئے عرض کیا کہ

اے رب کعبہ، اے رب ابراہیم و اسماعیل، اے اس نور کے خالق جو میری جبینِ متین میں جلوہ نما ہے اگر تیری ذات مجھے دس فرزند عطا فرمائے تو میں وعدہ کرتا ہوں کہ سنتِ ابراہیمی کے تحت زید دیو اور کعبہ ایک فرزند کی قربانی پیش کروں گا

پھر کھدائی کا کام شروع فرمایا جو کئی دن تک جاری رہا

ایک دن آپ نے جناب حارث علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ اب ہم کافی گہرائی تک پہنچ چکے ہیں اب ہم بھی آرام فرمانا چاہتے ہیں، تم بھی کچھ دیر کیلئے آرام کر لو

امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ہمارے جد اطہر سید البطحی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو چاہے زمزم کی گہرائی میں ہمارے منتقم علی اللہ فرجہ الشریف کے ظہور کی بشارت ملی تھی، جس کی مکمل تفصیلات سنتے ہی انہوں نے سجدہ شکر ادا فرمایا، سجدہ سے سر اٹھا کر کھدائی شروع کی تو ایک طرف سے انہیں ایک چمکتی ہوئی چیز نظر آئی، آپ نے جب اس جگہ کو کدال سے صاف کیا تو وہاں سے تیرہ تلواریں برآمد ہوئیں، انہوں نے فوراً بآواز بلند فرمایا ”اللہ اکبر“

(1)..... اسلام میں نعرہ تکبیر جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سنت مبارکہ ہے جو آج تک باقی ہے

سرکار امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ جس وقت انہوں نے تمام تلواروں کو بغور دیکھا تو ہر تلوار پر کلمہ طیبہ اس انداز میں تحریر تھا

☆ لا اله الا الله محمد رسول الله على ولي الله [فلاں خلیفۃ اللہ]

حیات القلوب جلد دوم میں علامہ مجلسی علیہ رحمۃ تحریر فرماتے ہیں کہ دراصل لفظ فلاں کی جگہ ہمارے امام زمانہ آقا صاحب الامر علی اللہ فرجہ الشریف کا وہ نام پاک تحریر تھا کہ جس کی تلاوت کی ممانعت فرمائی گئی ہے اس لئے عبارت میں نام پاک کی بجائے لفظ فلاں لکھ دیا گیا ہے

اس کے بعد سونے کے ہرن برآمد ہوئے شہنشاہ معظم نے ہر ہرن کی پیشانی پر

بوسہ ثبت فرمایا اور انہیں باہر نکال لیا، بعد ازاں کھدائی کا کام شروع فرمایا تو چند بالشت کی کھدائی کی تھی کہ چشمہ زمزم ابل کر برآمد ہوا، آپ نے پھر نعرہ تکبیر بلند فرمایا..... چاہہ زمزم کی کھدائی کی تکمیل اور آپ زمزم کے برآمد ہونے کے بعد آپ نے سونے کے ہرن کعبہ کے اندر رکھ دئے اور تلواریں کعبہ کی دیواروں پر آراستہ فرمائیں، زائرین جوق در جوق ان مقدسات کی زیارت کو آنے لگے

رات کو عالم رویا میں منتقم علی اللہ فرجہ الشریف کی پاک ذات نے جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ کل کعبہ مکرم سے ایک تلوار غائب ہوگی اس بات کا فکر نہیں کرنا ہے کیونکہ جب تک ہم خود غیب رہیں گے ہماری تلوار بھی غیب رہے گی بعد ازاں علامہ خروج بیان فرمائے کہ ان علامہ کے بعد ہم اسی تلوارِ آبدار کو بے نیام فرما کر خروج فرمائیں گے..... صبح جا کر دیکھا تو واقعی ایک تلوار غائب تھی اور بارہ تلواریں موجود تھیں..... آپ نے حکم فرمایا کہ یہ بارہ تلواریں شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے گیارہ انوارِ ذات کی ہیں انہیں کبھی کوئی غیر معصوم ہاتھ نہ لگائے

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیاتِ طیبہ کے واقعات کیلئے مجھے کئی عشرے درکار ہیں، اختصار کے پیش نظر ایک اور واقعہ بیان کرنے پر اکتفا کرتا ہوں

قربانی

فخر موجودات، علت غائی ممکنات، سرتاجِ مرسلین، شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فخریہ انداز میں فرمایا کرتے تھے کہ انابن الذبحتین کہ ہم قربان ہونے والی دو پاک ذوات کے وارث ہیں

اپنی حیاتِ طیبہ میں جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے چھ عقد فرمائے تھے، آپ کے آخری حرم اطہر جناب مخزوم کی اولاد اور مخزومی قبیلہ کے سردار جناب عمرو کی پاک دختر تھیں جو جناب ام الحسین معظمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا کی ہمنام تھیں

اس حرم اطہر سے جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دو فرزند ہوئے یعنی جناب ابوطالب عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام اور مصباح حرم جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام

شہنشاہِ انبیاء علیہ السلام کے پاک بابا کا سن ظاہری جب گیارہ سال کا ہوا تو جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو حکم الہی پہنچا کہ اب وقت آ گیا ہے کہ آپ چاہِ زمزم کی کھدائی کے وقت کئے گئے عہد کو پورا فرمائیں

رات کے کھانے پر دس فرزندانِ ارجمندان علیہم الصلوٰۃ والسلام کو جمع ہونے کا حکم فرمایا، رات کا کھانا آپ نے اپنے دس بیٹوں کے ساتھ تناول فرمایا، اس کے بعد اپنے سعادت مند فرزندان کو مخاطب فرماتے ہوئے سلسلہ کلام شروع کیا کہ

اے میرے سعادت مند بیٹو! آپ سب میرے نورِ چشم، لختِ جگر، میری آنکھوں کی ٹھنڈک اور میرے قوتِ بازو ہیں، آپ میں سے کوئی بھی ہماری نگاہ میں کم تر یا کم پیرا نہیں ہے مگر میری گردن میں حقِ الہی ہے جو میں ادا کرنا چاہتا ہوں، اس حقِ عظیم کی ادائیگی میں مجھے آپ کی حمایت اور رضامندی کی ضرورت ہے کیونکہ والدین اور اولاد اور رشتہ داروں کے حقوق سے اولیٰ، اعلیٰ اور مقدم حق خالق کائنات کا ہوتا ہے جس کی ادائیگی میں کسی قسم کی ہچکچاہٹ، پریشانی یا پشیمانی کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا..... ہمارا اپنے خالق حقیقی سے ایک عہد ہے ایک وعدہ ہے کہ جب وہ پاک ذات مجھے دس فرزند عطا فرمائے گا تو ان میں سے ایک کو میں

سنت ابراہیمی کے تحت راہِ خدا میں قربان کروں گا

اب آپ بتائیں کہ اس معاملہ میں آپ کا کیا ارادہ ہے اور کیا آپ اس عہد کی تکمیل میں میرا ساتھ دیں گے؟

جواب میں سبھی فرزند ان نے لبیک کہنا چاہی مگر جناب ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک والد مصباحِ حرم جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باقی بھائیوں سے چھوٹا ہونے کے باوجود سبقت کرتے ہوئے کلام کا آغاز فرمایا اور عرض کیا کہ بابا جان! جس طرح آپ نے فرمایا ہے بے شک خالق کائنات کا حق سب سے عظیم ہے، آپ ہمارے نہ صرف والد ہیں بلکہ حاکم اور مالک جان بھی ہیں آپ کی اطاعت ہی ہمارے لئے اللہ کی اطاعت ہے اور ہم آپ کے حکم کے منتظر ہیں

جناب عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب حارث علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا کہ بابا جان! پہلے تو یہ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی، اگر آپ نے شفقت پدری کے تحت پوچھ ہی لیا ہے تو ہم فقط اتنا ہی عرض کریں گے کہ اگر آپ ہم دس فرزندوں کو بھی قربان ہونے کا حکم دیں تو انشاء اللہ تعمیل میں کسی ایک کو بھی آپ متاثر نہیں پائیں گے

جناب عبد المطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے ہر فرزند کی پیشانی پر بوسہ ثبت فرمایا یا پیار کیا اور فرمایا کہ کل حرمِ کعبہ میں ہم قرعہ اندازی فرمائیں گے جس کا نام قرعہ میں نکلے گا اس خوش نصیب کو ہم خالق کی بارگاہِ قدس میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کریں گے، تم سب رات کو اپنی اپنی والدہ ماجدہ سے وداع کر لینا..... سبھی سعادت مند فرزند ان بہت خوش تھے اور اپنی اپنی جگہ دعا گو اور متمنی تھے کہ کل یہ منصب عظیم ہمیں نصیب ہو

فطرتِ انسانی ہے کہ والد کی نسبت والدہ کا دل اپنی اولاد کیلئے بہت زیادہ حساس ہوتا ہے اس لئے ہر پاک والدہ نے یہ رات اپنے فرزندوں کے ساتھ کس طرح گزاری یہ الفاظ میں واضح کرنا ممکن ہی نہیں ہے، ہر ماں کو جب اس بات کا یقین ہو کہ یہ میرے جگر گوشہ کی زندگی کی آخری رات ہے تو انہوں نے اپنے لختِ جگر کی زندگی کی آخری رات سمجھتے ہوئے ان کو کتنا پیار کیا ہوگا؟ اس کو تصور بھی محال ہے گویا کر بلا کی شبِ عاشور کا منظر سامنے تھا

جناب عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ نے اپنے فرزند ان کو عجیب نصیحت فرمائی، اپنے دونوں بیٹوں سے مخاطب ہو کر فرماتی ہیں کہ بیٹو! میں ماں ہوں میرا دل گواہی دیتا ہے کہ کل قرعہ اندازی کے دوران تم دونوں میں سے ہی کسی ایک کے نام قرعہ ضرور نکلے گا، میرے دودھ کی لاج رکھنا قربانی میں کسی قسم کی گھبراہٹ یا ہچکچاہٹ کا اظہار نہ کرنا، اس قدر خوش دلی سے قربان ہونا کہ دیکھنے والے عشِش کر اٹھیں، اب میری عزت اور لاج آپ کے ہاتھ میں ہے اور مجھے اپنے دونوں بیٹوں پر مکمل اعتماد ہے کہ کل انشاء اللہ ضرور آپ ماں کو سرخرو کریں گے

صبح ہوئی، جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تمام تبرکاتِ انبیاءِ زبیب تن فرمائے جناب آدم علیہ السلام کی عبا، جناب شیث علیہ السلام کی نعلین، جناب نوح علیہ السلام اور جناب سلیمان علیہ السلام کی انگوٹھیوں سے دست ہائے کرم کو مزین فرمایا..... ایک نرم و ملائم سی رسی اور ایک خنجر اٹھایا، اسے دوبارہ تیز کیا تا کہ ذبح اللہ کو کوئی تکلیف نہ ہو، اپنے حجرہ مبارک سے باہر تشریف لائے اور اللہ اکبر کی صدا بلند فرمائی

اس آواز کو سنتے ہی آپ کے آٹھ فرزند فوراً ہی اپنے گھروں سے باہر تشریف لائے مگر دو بیٹے باہر نہیں آئے

آپ نے جا کر دیکھا تو معظمہ کو نین جناب ام عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے دونوں بیٹوں کو سجانے سنوارنے میں مصروف تھیں، فاخرہ لباس زیب تن کرنے کے بعد آپ بیٹوں کی زلفوں میں کنگھی کر رہی تھیں مگر اس کے ساتھ ساتھ آنکھوں سے آنسو بھی جاری تھے، باری باری بیٹوں کو سجا رہی ہیں پیار کر رہی ہیں مگر دل کی حسرت ہے کہ تمام ہونے کا نام ہی نہیں لیتی، رور و کر فرماتی ہیں کہ مجھے یقین ہے کہ خالق اکبر کی نگاہ انتخاب میرے سبط اصغر پر ہی مرکوز ہوگی کیونکہ جب بھی میں ان کی منور پیشانی پر بوسہ ثبت کرتی ہوں تو میرا دل زیادہ زور سے دھڑکتا ہے

واضح رہے کہ شہنشاہ انبیاء و مرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نورِ مبین نسل در نسل منتقل ہوتا ہوا اس وقت تک مصباحِ حرم تو حید جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی منور تک پہنچ چکا تھا اس لئے باقی بھائیوں کی نسبت ان کا چہرہ اس قدر زیادہ منور اور روشن تھا کہ اس بات سے پاک خاندانِ علیم الصلوٰۃ والسلام کے سب لوگ آگاہ تھے کہ یہی پاک ذات ہی خالق اکبر کے نورِ ازل کی امین ہے

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قدموں کی آہٹ سن کر دونوں بھائیوں نے اپنی پاک والدہ گرامی کے گلے سے باہیں نکالیں اور فوراً اپنے کمرے سے باہر تشریف لائے، اس وقت ان کی والدہ ماجدہ نے اپنے سر تاج سے عرض کیا کہ مجھے صرف ایک مرتبہ اپنے بیٹوں کو پیار کرنے کی اجازت مرحمت فرمائیں، اجازت ملنے پر دوبارہ اپنے بیٹوں کو جی بھر کر پیار فرمایا، تاریخ بتاتی ہے کہ ان دونوں پاک

بھائیوں کی ایک کمسن پاک ہمشیر بھی اس موقع پر موجود تھیں جو ان دونوں کے ساتھ چلتی ہوئی گھرا طہر کے دروازہ تک آئیں اور وہیں سے بھائیوں کو الوداع کہا، دونوں نے اپنی معصوم بہن کو گلے لگا کر بے ساختہ پیار کیا اور منزل شہادت کی طرف روانہ ہوئے..... مجھے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہاں پر کر بلا معلیٰ کے کچھ مناظر قبل از وقت لوگوں کو دکھائے جا رہے تھے

یہاں قربان ہونے والی ذات کا سن اٹھ گیارہ سال کا تھا وہاں فقط چھ ماہ کا صغیر تھا جو تین روز کا پیاسہ بھی تھا، جسے اپنی چار سال کی کم سن بہن رخصت کرنے در خیام تک تشریف لائی تھیں، یہاں والدین کو یقین تھا کہ قرعہ کسی ایک کے نام ہی نکلے گا شاید میرا یہ بیٹا بچ جائے مگر وہاں پر یہ یقین تھا کہ میرے لعل نے ہرگز واپس نہیں آنا ہے اور میدان میں جا کر اپنے بابا کے پاک مشن پر قربان ہو کر ہمیں سرخرو کرنا ہے

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام گھرا طہر سے برآمد ہوئے، مکہ کے لوگ روتے ہوئے ساتھ روانہ ہوئے، حرم کعبہ میں داخل ہوئے، دس بیٹوں کے ساتھ سب سے پہلے بیت اللہ کے گرد سات مرتبہ طواف کیا

(2)..... اسلام میں اسی دن سے بیت اللہ کے گرد طواف کے چکروں کی تعداد سات مقرر ہوئی تھی جو ہمیشہ باقی رہے گی جبکہ اس سے پہلے یہ تعداد متعین نہیں تھی طواف کی تکمیل پر حجر اسود کے سامنے دس فرزند ان سمیت حاضر بارگاہِ قدس ہوئے اور دست دعا اٹھا کر فرمایا

اے رب کعبہ و حرم، اے مالکِ عظیم و زمزم، اے رب ملائکہ و امام و امم! میں

اپنے عہد کی تکمیل کیلئے حاضر ہوں، میرے دس فرزند بھی تیری بارگاہ قدس میں حاضر ہیں، اب تو جس کو قربانی کیلئے پسند فرمائے تو ہم سب کا مالک کل ہے اس کے بعد اپنے ترکش سے دس تیر برآمد فرمائے، ہر تیر کی نوک پر ایک ایک فرزند کا نام پاک لکھا، پھر خود جا کر ان تیروں کو بیت اللہ کے اندر جا کر رکھ دیا، اس کے بعد ایک غلام کو حکم دیا کہ یہ ہماری ردا ہے اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھالے اور اندر جا کر آنکھیں بند کر کے ایک تیر اٹھا، باہر آ کر دیکھ کہ اس تیر پر میرے جس بیٹے کا نام تحریر ہو یہ ردا اس کے گلے میں پہنا دینا ہم سمجھ جائیں گے کہ خالق دو جہاں نے میرے اس بیٹے کو قربانی کیلئے پسند فرمایا ہے یعنی جس طرح قربانی کے جانور کے گلے میں رسی پہنائی جاتی ہے یہاں رسی کی جگہ میری عبا ہوگی (3)..... اس دن سے یعنی اس رسم کی ادائیگی کے بعد سے قربانی کے جانور کے گلے میں ڈالی جانے والی رسی کا احترام واجب قرار دیا گیا تھا جسے اسلام نے بطریق اولیٰ آج تک باقی رکھا ہے

قرعہ اندازی کرنے والا غلام کعبہ کے اندر گیا اور ایک تیر اٹھا کر واپس آیا، باہر آ کر دیکھا تو اس پر جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی تحریر تھا، غلام نے جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب جا کر مؤدبانہ انداز میں ردا پیش کی، آپ نے ردا کو دونوں ہاتھوں پر لیا، چوم کر اسے آنکھوں سے لگایا اور فرط مسرت سے آپ کا چہرہ گلنار ہو گیا اور ہونٹوں پر مسکراہٹ پھیل گئی، ردا کا ایک سرا اپنے گلے میں موزوں فرمایا اور دوسرا سرا پکڑ کر اپنے پاک بابا کے ہاتھ میں دیا، مسکرا کر فرماتے ہیں بابا جان اپنے تمام بھائیوں سے میں کس قدر زیادہ خوش نصیب ہوں

کہ اس منصب اعلیٰ کو حاصل کر چکا ہوں کہ جس کے حصول کے ہم سبھی متمنی تھے جناب عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دوڑ کر اپنے چھوٹے بھائی کا ہاتھ پکڑ لیا اور رو کر اپنے پاک بابا کی بارگاہ میں عرض کیا کہ کیا میں ان کا فدیہ بن سکتا ہوں؟

گھرا طہر کے دروازہ پر مخدراتِ عصمت موجود تھیں، جب یہ خبر ان تک پہنچی تو وہاں ایک کھرام برپا ہو گیا، تمام اہل خانہ کی یہ خواہش تھی کہ چاہے اور تمام فرزندان کو قربان کر دیا جائے مگر جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمیشہ زندہ و سلامت رہیں کیونکہ یہ نورِ الہی کے امین ہیں

لوگوں نے عرض کیا کہ حضور خالق اکبر نے اپنی قربانی تو منتخب فرمائی ہے مگر ہم آپ سے التجا کرتے ہیں کہ آپ ایک مرتبہ اور قرعہ اندازی فرمائیں

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لوگوں کے اصرار پر تین مرتبہ قرعہ اندازی فرمائی اور ہر مرتبہ قرعہ میں مصباحِ حرم جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام پاک ہی برآمد ہوا (4)..... اسی دن سے اسلام میں استخارہ کی مقدار تین مرتبہ مقرر ہوئی

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لختِ جگر جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیوارِ کعبہ کے نزدیک سجدہ ریز ہونے کا حکم دیا اور خود خنجر برآمد فرما کر ان کے قریب تشریف لائے، اس وقت باقی نو 9 بھائی آ کر اپنے پاک بابا کے قدموں پر گر پڑے اور عرض کیا کہ ہم سب اپنے اس بھائی پر قربان ہونے کو حاضر ہیں مگر آپ ان کو قربان نہ کریں..... اس وقت سبھی موجودگان گریہ کناس تھے، کسی نے خنجر پکڑ لیا، کچھ قدموں پر گر پڑے اور کچھ نے دست بستہ گزارش کی

اس وقت رؤسائے مکہ میں سے عکرمہ بن عامر آگے بڑھا اور روتے ہوئے عرض

کیا کہ حضور آپ یہ نہ سمجھیں کہ ہم آپ کے اور آپ کے خالق کے درمیان حائل ہو رہے ہیں، ہم تصدیق کرتے ہیں کہ آپ کا مقصد حق ہے مگر ہم سب سے اس لخت جگر کی قربانی کا منظر برداشت نہیں ہوتا جس کی وجہ آپ کو بھی معلوم ہے قربانی کا ایک طریقہ یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ مال بھی انسان کا فدیہ و صدقہ ہو سکتا ہے اور انسانی جان کی دیت اونٹوں کی شکل میں تمام اہل عرب ادا کرتے ہی ہیں آپ نے ان تمام بھائیوں کے درمیان قرعہ اندازی فرمائی ہے، اب ہماری گزارش پر جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور اونٹوں کے درمیان قرعہ اندازی فرمائیں اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ اپنے اس لخت جگر کی دیت کے طور پر خلاق دو جہاں کی بارگاہ میں آپ اونٹوں کی قربانی پیش کریں

فرمایا مجھے یقین ہے کہ خالق کون و مکاں میرے محبوب ترین بیٹے کو پسند فرما چکا ہے چاہے ہزار مرتبہ قرعہ اندازی کروں اسی کا انتخاب ہی ہو گا بہر حال آپ کی رائے کا احترام کرتے ہوئے ہم یہ بھی کر کے دیکھ لیتے ہیں مگر پہلے قربانی کیلئے سو اونٹ مہیا کئے جائیں کیونکہ جب تک اونٹ موجود نہ ہوں اس وقت تک قرعہ اندازی مناسب نہیں ہے اور کل تک یہ انتظام کر لیں ہم کل دوبارہ قرعہ اندازی فرمائیں گے

تاریخ کا ایک المیہ یہ ہے کہ کتب تاریخ میں واقعات تو بیان کر دئے جاتے ہیں مگر جذبات و احساسات کو بے دردی سے کچل دیا جاتا ہے..... اب کوئی تاریخ ہمیں یہ نہیں بتاتی کہ یہ رات جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ان کی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے کس حال میں گزاری یا اس وقت ان کے احساسات کیا تھے

دوسرے دن پہلے دس اونٹ منگوائے گئے ان کو بیت اللہ کے گرد بغرض طواف سات مرتبہ پھرایا گیا اس کے بعد کعبہ مکرم کے ایک طرف اونٹوں کو کھڑا کر دیا گیا دوسری جانب جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لے آئے قرعہ اندازی ہوئی اور قرعہ جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام نکلا، جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ اطہر پر خوشی کی ایک لہر دوڑی اور آپ نے سجدہ شکر ادا فرمایا کہ خالق نے میرے لخت دل کو پسند فرمایا ہے

بعض روایات میں ہے کہ نو مرتبہ قرعہ اندازی ہوئی اور ہر مرتبہ اونٹوں کی تعداد میں دس کا اضافہ کیا گیا، دوسری روایت یہ ہے کہ ہر مرتبہ اونٹوں کی تعداد کو پہلے کی نسبت دگنا کیا گیا، بہر حال جو بھی صورت ہو 80 اونٹوں تک قرعہ اندازی میں جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نام پاک کا انتخاب ہوا

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی اولاد اور اپنے اہل خاندان علیہم الصلوٰۃ والسلام کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ اب تو آپ سب کو یقین ہو چکا ہے کہ خالق کائنات کو صرف اور صرف میرے اسی فرزند کی قربانی منظور ہے میرے خیال میں اب کوئی گنجائش باقی نہیں رہی ہے

اس کے بعد اپنے لخت جگر کو سینے سے لگایا، پیشانی پر بوسہ دیا، رُخسار چومے اور پوچھا کہ بیٹے اللہ کی راہ میں قربان ہونا کیسا محسوس ہو رہا ہے؟

☆ یا ابت احلی من العسل کہ شہادت کا ذائقہ شہد سے زیادہ میٹھا محسوس ہو رہا ہے میدانِ کربلا میں یہی سوال شہنشاہِ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فخریوسف بیٹے شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کیا تھا اور انہوں نے بالکل انہی الفاظ میں جواب دیا تھا

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے فرزند سے فرمایا کہ اگر کوئی وصیت کرنا چاہیں تو کر لیں..... شہزادے پاک نے جواب دیا کہ لاکھ حمد ہے خالق کائنات کی کہ جس نے اپنی قربانی کیلئے مجھے منتخب فرمایا ہے اور میں اس احسانِ عظیم پر اس غیب ذات کا شکر گزار ہوں..... آپ کی بارگاہ میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ

1..... آپ میرے ہاتھ پاؤں مضبوطی کے ساتھ باندھ دینا تاکہ قربان ہونے کے دوران مجھ سے کوئی ایسی بات سرزد نہ ہو جو قربانی کے شایانِ شان نہ ہو

2..... قربان کرتے وقت میرے چہرے کو کپڑے سے ڈھانپ دینا تاکہ آپ کی ذات پر شفقت پوری غالب نہ آنے پائے

3..... میرے خون سے اپنے لباس اطہر کو آلودہ نہ ہونے دینا کیونکہ خون آلود لباس کے ساتھ آپ گھر اطہر میں تشریف لے جائیں تو شاید مستورات برداشت نہ کر سکیں

4..... ہماری آخری وصیت یہ ہے کہ اولاد کے حق میں والدہ بہت زیادہ حساس ہوتی ہے ہماری والدہ شاید یہ صدمہ نہ سہہ سکیں اس لئے میری والدہ ماجدہ کا خاص خیال رکھنا اور ان کو صبر اور حوصلہ کی تاکید فرماتے رہنا

یہی وصیت بوقت آخر میدانِ کربلا میں شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے مظلوم بابا سے کی تھی کہ میرے بعد میری پاک والدہ کا خیال رکھنا تو شہنشاہِ کرب و بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا کہ بیٹے یہ وصیت تو آپ کو اُسے کرنا چاہیے تھی کہ جس نے اس دنیا میں زندہ رہنا ہو، ہم سبھی تو راہیءِ ملکِ عدم ہیں، تھوری دیر بعد ہم بھی اسی منزل پر پہنچنے والے ہیں جہاں آپ جا رہے ہیں

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے نورِ چشمن کو سجدہ کا حکم فرمایا، سجدہ ادا کرنے کے بعد ایک نرم و ملائم رسی کے ساتھ مضبوطی سے آراستہ فرمایا، پھر دیوارِ کعبہ کے قریب آپ کو لٹا دیا، اپنی عبا اور قبا کو بڑی احتیاط کے ساتھ سمیٹتے ہوئے آپ نے دست دعا بلند فرمائے اور دعائے قربانی کی تلاوت شروع فرمائی

جب یہ اطلاع پردہ داروں تک پہنچی تو جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کمسن پاک ہمیشہ جن کا نام پاک (ع ات کہ ہ) (صلوٰۃ اللہ علیہا ہے انہوں نے اپنی پاک والدہ سے عرض کیا کہ اماں ہمیں اجازت عطا فرمائیں ہم اپنے بھائی سے آخری بار ملنے جانا چاہتی ہیں، انہوں نے فرمایا کہ بیٹی حرم اطہر کے صحن میں لوگوں کا اڑدھام ہے، تل دھرنے کی جگہ نہیں ہے اور آپ پردہ دار ہیں کیسے جائیں گی؟ عرض کیا کہ برقعہ پہن کر جائیں گی اور امید ہے کہ لوگ مجھے راستہ دے دیں گے..... اجازت ملنے پر یہ معصوم بہن روانہ ہوئیں اور مخلوق کے رش میں سے راستہ بناتی ہوئی عین اس وقت وہاں پہنچیں کہ جب جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام دعائے قربانی کی تکمیل فرما کر اپنے لخت جگر کے گلے پر خنجر چلانے ہی والے تھے

معصوم بہن یہ درد انگیز منظر برداشت نہ سکی اور اپنے بھائی کے اوپر خود کو گرا لیا اور دونوں ہاتھوں سے اپنے پاک بابا کا ہاتھ پکڑ لیا

پہلی مرتبہ جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، فوراً اپنی عبا اتار کر اپنی دختر پاک کے برقعہ کے اوپر ڈالی اور دھیمے لہجے میں فرمایا کہ بیٹی آپ کیا چاہتی ہیں کہ ہم اپنے مقصد سے دست بردار ہو کر وہ منت، وہ عہد پورا نہ کر سکیں جو کہ ہم اپنے پروردگار سے کر چکے ہیں، عرض کیا بابا جان میں ہرگز

ہرگز یہ نہیں چاہتی، نہ ہی آپ کو روک سکتی ہوں، صرف اتنا عرض کرتی ہوں کہ لوگوں کے کہنے پر آپ نے نو مرتبہ قرعہ اندازی فرمائی ہے صرف ایک مرتبہ میرے کہنے پر بھی قرعہ اندازی فرمالیں تو یہ آپ کا احسان ہوگا اور اس مرتبہ خالق کائنات کی طرف سے جو فیصلہ بھی صادر ہوا مجھے منظور ہوگا

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ بیٹی آپ گھر تشریف لے جائیں، ہم آپ کے کہنے پر ایسا ہی کرتے ہیں..... جناب عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی کمسن پاک بہن کو گھر اطہر تک پہنچایا، جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہم آخری مرتبہ قرعہ اندازی تو کراتے ہیں مگر ہم خود اسی مقام پر اسی حالت میں موجود رہیں گے، میرا لخت جگر زمین سے نہیں اُٹھے گا، ہمارا زانو اس کے سینہ پر ہی رہے گا اور ہمارا خنجر اسی طرح ان کے گلے پر ہی رہے گا اور اگر اس مرتبہ بھی قرعہ ہمارے نورِ چشم کے نام نکلا تو پھر ہم ایک پل کی بھی تاخیر نہیں کریں گے

فوراً سوانٹ منگوائے گئے، ان کو بیت اللہ کا طواف کرایا گیا، قرعہ کیلئے تیر کعبہ مکرم کے اندر رکھوائے گئے، جب قرعہ برآمد کیا گیا تو اس میں اونٹوں کا انتخاب سامنے آیا، سب لوگوں کے چہروں پر سکون کی لہر دوڑی، مگر جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ یہ فیصلہ حق و انصاف سے بعید ہے کیونکہ دس مرتبہ قرعہ اندازی کی گئی نو مرتبہ قرعہ میرے بیٹے کے نام آیا اور صرف ایک مرتبہ اونٹوں کا منتخب ہونا میرے لئے باعث اطمینان نہیں ہے، جتنی مرتبہ قرعہ میں میرے لخت دل کا نام برآمد ہوا ہے جب تک اتنی ہی مرتبہ اونٹوں کے نام قرعہ نہیں نکلے گا رب کعبہ کی قسم ہم اپنے ارادے سے پیچھے نہیں ہٹیں گے اور اپنی بات پر قائم رہیں

گے، اس لئے نور مرتبہ اور قرعہ اندازی کی جائے..... آپ کے حکم پر قرعہ اندازی شروع ہوئی اور ہر مرتبہ قرعہ اندازی میں اونٹوں کا انتخاب سامنے آتا رہا، جب قرعہ اندازی کرنے والا غلام چوتھی مرتبہ کعبہ کے اندر قرعہ اٹھانے کیلئے داخل ہوا تو کعبہ کی دیواروں میں لرزہ پیدا ہوا اور اندر سے آواز آئی کہ بے شک آپ کو ہم نے ثابت قدم پایا ہے اور آپ کی قربانی خالق نے قبول و منظور فرمائی ہے سب سے پہلے جناب عمران علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بجلی کی سی سرعت سے دوڑ کر اپنے بابا جان کے زانو کے نیچے سے اپنے پاک بھائی کو اٹھایا، تمام بھائی سجدہ شکر میں کعبہ مکرم کے سامنے سر بہ سجود ہو گئے، سجدہ شکر بجالانے کے بعد بھائیوں نے روتے ہوئے جناب عبداللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے رُخساروں سے، جسم سے اور لباس سے خاک صاف کی

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ صفا و مروہ کے درمیان مقام خروہ پر ان اونٹوں کو ذبح کیا جائے اور جب تک یہ تمام اونٹ ذبح نہ کر دیئے جائیں ہم گھر نہیں جائیں گے، اونٹ فوراً ذبح کر دیئے گئے اور ان کا گوشت غرباء میں تقسیم کر دیا گیا تو پھر حضور اپنے لخت جگر کے ساتھ اپنے گھر اطہر میں تشریف لے گئے (5)..... اس دن سے انسانی دیت کی مقدار سو 100 اونٹ مقرر ہوئی جو آج تک اسلام کا حصہ ہے کہ انسانی جان کی دیت سو 100 اونٹ ہی ہے



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيفِ
وَّ صَلَّوْا ثَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَّ عَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِيْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

دوسری مجلس

اولیت نور محمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

دوستو!

حبیب رب اکبر، حامل نورِ منور، شفیع الآئینین، رحمۃ اللعالمین، مالک عرش اعظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ کے کلی حالات و واقعات کو مجالس کے قلیل وقت میں بیان کرنا انتہائی مشکل ہے کیونکہ مجالس میں عزا دار کا ایک مخصوص مزاج ہوتا ہے سامعین کی سماعت کا ایک مخصوص پیٹرن (pattern) ہوتا ہے، قلت وقت کا سامنا بھی ہوتا ہے۔ اپنے اس سلسلہ مجالس میں چاہتا ہوں کہ سیرت طیبہ کے کچھ حصے پیش کرنے کی سعادت حاصل کر کے ان کے انصار و عباد میں اپنا نام شامل کر لوں دوستو جب بھی کوئی سیرت نگار سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ لکھنے کا آغاز کرتا ہے تو سب سے پہلے ان کے نورِ اقدس کے ظہورِ اول سے آغاز کرتا ہے اس لئے میں بھی اسی مقام سے آغاز کر رہا ہوں مگر میں اپنی طرف سے کچھ عرض کرنے کی بجائے وہ واقعات شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زبان مبارک سے پیش کر کے ان کی ترجمانی کرنا چاہتا ہوں

☆ روی عن امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام قال کان اللہ ولا شیء معہ

فاول ما خلق نور حبیبہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ایک وقت تھا جب صرف اللہ جل جلالہ کی ذات واجب الوجود موجود تھی اور اس کے ساتھ کوئی بھی چیز موجود نہ تھی اس وقت اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب شہنشاہ معظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس و مطہر نور کو خلق فرمایا

☆ ان اللہ خلق نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من نور اخترعہ من عظمتہ و

جلالہ و هو نور ہویتہ

فرمایا اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس کو اپنے نور عظمت و جلال میں سے اختراع فرمایا جو اس کی ہویت ذات کا نور تھا.....

☆ قبل خلق الماء والعرش والكرسى و السماوات والارض واللوح والقلم والجنہ والنار والملائكة و آدم و حواء باربعة وعشرين و اربع مائة الف عام

فرمایا اللہ جل جلالہ نے اپنے نور ذات میں سے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور کو الماء، عرش، کرسی، زمین، آسمان، لوح، قلم، جنت، جہنم، ملائکہ، جناب آدم علیہ السلام اور حوا سے چار لاکھ چوبیس ہزار سال پہلے اختراع فرمایا۔ یہ سال زمینی سال نہیں بلکہ الہی سال ہیں جن کا ایک سیکنڈ ہمارے اربوں کھربوں سالوں سے بھی زیادہ طویل ہوتا ہے

☆ فلما خلق اللہ تعالیٰ نور نبینا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بقی الف عام

بین یدی اللہ عزوجل واقفا یسبحہ ویحمده والحق تبارک وتعالیٰ
 ينظر اليه ويقول يا عبدی انت المراد والمريد وانت خيرتى من خلقى
 وعزتى وجلالى لولاك لما خلقت الافلاك من احبك احبته ومن
 ابغضك ابغضته..... (بخارجلد 15)

شہنشاہ معظم حبیب رب اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پاک نور جب ہویت ذات کے نور سے
 جدا ہو کر ظہور پذیر ہوا تو ایک ہزار سال تک خلوتِ الہیہ میں واجب الوجود کے
 روبرو رہا۔ گویا خالق اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر کے ان کے جمال
 وحدت مثال پر صلوات نچھا کر کرتا رہا اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کی ذات کی
 حمد و تسبیح میں مصروف رہے، یہ اس کی حمد کرتے تھے، وہ ان پر صلوات پڑھتا تھا
 یہ سلسلہ ایک ہزار سالِ الہی تک قائم رہا اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک
 حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رُخِ انور پر نظر وحدانیت فرمائی اور اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ
 وآلہ وسلم کو خطاب فرمایا اے میرے پاک محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ہی میری مراد ہیں اور
 آپ ہی میرے ارادہ فرمانے والے ہیں اور آپ کی ذات ہی خیر الخلائق ہے
 مجھے اپنی عزت وجلال کی قسم اگر میں آپ کی ذات کو ظاہر نہ فرماتا تو کائنات و
 ارض و سما کو بھی خلق نہ کرتا اب میری ذات کا یہ فیصلہ ہے کہ جو آپ کی ذات کے
 ساتھ محبت کرے گا میں اس کے ساتھ محبت کروں گا اور جو آپ کی ذات کے
 ساتھ بغض رکھے گا میں اس کے ساتھ بغض رکھوں گا آج سے آپ کی محبت میری
 محبت ہے، آپ کی عداوت میری عداوت ہے، یعنی جو آپ کے ساتھ رو یہ ہوگا
 وہ میرے ساتھ ہوگا

☆ فتلاً نورہ و ارتفع شعاعہ فخلق اللہ منہ اثنی عشر حجاباً اولها حجاب القدرة ثم حجاب العظمة ثم حجاب العزة ثم حجاب الهيبة ثم حجاب الجبروت ثم حجاب الرحمة ثم حجاب النبوة ثم حجاب الكبرياء ثم حجاب المنزلة ثم حجاب الرفعة ثم حجاب السعادة ثم حجاب الشفاعة

جس وقت اللہ جل جلالہ نے یہ فرمایا کہ آپ کی محبت میری محبت ہے اس وقت اللہ جل جلالہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور موجزن ہوا، ان اُٹھتی ہوئی موجوں میں سے اللہ جل جلالہ نے یکے بعد دیگرے بارہ نورانی حجابات خلق فرمائے یعنی () حجاب قدرت () حجاب عظمت () حجاب عزت () حجاب ہیبت () حجاب جبروت () حجاب رحمت () حجاب نبوت () حجاب کبریا () حجاب منزلت () حجاب رفعت () حجاب سعادت () حجاب شفاعت

☆ ثم ان الله تعالى امر نور رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ان يدخل في حجاب القدرة فدخل وهو يقول سبحان العلى الاعلى وبقي على ذلك اثني عشر الف عام

جس وقت سارے حجابات مکمل ہو گئے تو اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا آپ سب سے پہلے حجاب قدرت میں داخل ہو جائیں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب قدرت میں داخل ہوئے اور پورے بارہ ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان العلى الاعلى کی تسبیح فرمائی ہے

☆ ثم امره ان يدخل في حجاب العظمة فدخل وهو يقول سبحان عالم

السر واخفى احد عشر الف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب عظمت کے اندر داخل ہوئے اور پورے گیارہ ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان عالم السد کی تسبیح فرمائی ہے

☆ ثم دخل فى حجاب العزة وهو يقول سبحان الملك المنان عشرة آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب عزت میں داخل ہوئے اور پورے دس ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان الملك المنان کی تسبیح فرمائی ہے

☆ ثم دخل فى حجاب الهية وهو يقول سبحان من هو غنى لا يفتقر تسعة آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب الہیہ میں داخل ہوئے اور پورے نو ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان من هو غنى لا يفتقر کی تسبیح فرمائی ہے

☆ ثم دخل فى حجاب الجبروت وهو يقول سبحان الكريم الاكرم ثمانية آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب جبروت میں داخل ہوئے اور پورے آٹھ ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان الكريم الاكرم کی تسبیح فرمائی ہے

☆ ثم دخل فى حجاب الرحمة وهو يقول سبحان رب العرش العظيم سبعة آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب رحمت میں داخل ہوئے اور پورے سات ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان رب العرش العظیم کی تسبیح فرمائی

☆ ثم دخل فی حجاب النبوة وهو يقول سبحان ربك رب العزة عما يصفون ستة آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب نبوت میں داخل ہوئے اور پورے چھ ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان ربك رب العزة عما يصفون کی تسبیح فرمائی

ثم دخل فی حجاب الكبرياء وهو يقول سبحان العظيم الاعظم خمسة آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب الکبریا میں داخل ہوئے اور پورے پانچ ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان العظيم الاعظم کی تسبیح فرمائی ہے

☆ ثم دخل فی حجاب المنزلة وهو يقول سبحان العليم الكريم اربعة آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب منزلت میں داخل ہوئے اور چار ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان العليم الكريم کی تسبیح فرمائی ہے

☆ ثم دخل فی حجاب الرفعة وهو يقول سبحان ذي الملك و الملكوت ثلاثة آلاف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب رفعت میں داخل ہوئے اور تین ہزار

سال تک یہاں انہوں نے سبحان ذی الملك و الملكوت کی تسبیح فرمائی ہے
 ☆ ثم دخل فی حجاب السعادة وهو يقول سبحان من يزيل الاشياء ولا
 يزول الفي عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب سعادت میں داخل ہوئے اور دو ہزار
 سال تک یہاں انہوں نے سبحان من يزيل الاشياء ولا يزول کی تسبیح فرمائی
 ہے

☆ ثم دخل فی حجاب الشفاعة وهو يقول سبحان الله و بحمده
 سبحان الله العظيم الف عام

پھر شہنشاہ معظم سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب شفاعت میں داخل ہوئے اور ایک
 ہزار سال تک یہاں انہوں نے سبحان الله و بحمده سبحان الله
 العظيم کی تسبیح فرمائی ہے

☆ قال الامام على بن ابي طالب عليه الصلوة والسلام ثم ان الله تعالى خلق من
 نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عشرين بحرا من نور فی کل بحر علوم لا
 يعلمها الا الله تعالى ثم قال لنور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انزل فی بحر
 نور العلم

شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ ان مراحل کے بعد اللہ جل جلالہ
 نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور میں سے بیس سمندر خالق فرمائے ہر سمندر
 ایسے انوار عالم سے معمور و مملو تھا جن کا علم سوائے ذات واجب الوجود کے کسی کو
 نہیں اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے نور اقدس سے فرمایا کہ آپ اب علم کے

چودہ سمندروں میں اتر جائیں

☆ فنزل ثم فی بحر الصبر ثم فی بحر الخشوع ثم فی بحر التواضع ثم فی بحر الرضا ثم فی بحر الوفاء ثم فی بحر الحلم ثم فی بحر التقی ثم فی بحر الخشية ثم فی بحر الانابة ثم فی بحر العمل ثم فی بحر المزیّد ثم فی بحر الهدی ثم فی بحر الصیانة ثم فی بحر الحیاء

نور سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چودہ نور کے سمندروں میں داخل ہوا یعنی بحر صبر، بحر خشوع، بحر تواضع، بحر رضا، بحر وفا، بحر حلم، بحر تقی، بحر خشية، بحر انابت، بحر عمل، بحر مزید، بحر ہدی، بحر صیانت، اور بحر حیا

☆ حتی تقلب فی عشرين بحرا فلما خرج من آخر الابحر قال الله تعالى يا حبيبى ويا سيد رسلی ویا اول مخلوقاتى ویا آخر رسلی انت الشفیع یوم المحشر

نور سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان چودہ سمندروں کے اندر منقلب رہا جس وقت آخری سمندر کو عبور فرمایا تب رب ذوالجلال والاکرام نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اے ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغمبروں کے سردار و سرتاج و شہنشاہ اے میرے نور و اول اے میرے آخری رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کی ذات کے پاک سر پر گنہگاروں کی شفاعت کا تاج موزوں رہے گا

☆ فخر النور ساجدا ثم قام فقطرت منه قطرات كان عددها مائة الف واربعة وعشرين الف قطرة فخلق الله تعالى من كل قطرة من نوره

نبيا من الانبياء فلما تكاملت الانوار صارت تطوف حول نور محمد

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما تطوف الحجاج حول بیت اللہ الحرام

جس وقت رب ذوالجلال والاكرام نے یہ خطاب فرمایا تو اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سجدہ میں سر جھکا دیا اور ایک طویل سجدہ ادا فرمایا اس سجدے کے دوران ان کے جسم اقدس سے پسینے کے قطرات ٹپکنے لگے۔

ادھر تمازتِ نورِ الہی سے پسینے کے ایک لاکھ چوبیس ہزار قطرات ٹپکے اس خلوت کی یادگار قائم کرنے کیلئے اللہ جل جلالہ نے پسینے کے ہر قطرہ سے ایک نبی کی روح تخلیق فرمائی۔ کسی قطرے سے جناب آدم علیہ السلام کی روح خلق ہوئی، کسی سے جناب نوح علیہ السلام کی روح وجود میں آئی، کسی قطرے سے جناب ابراہیم علیہ السلام کی روح خلق فرمائی گئی، کئی قطروں سے جناب موسیٰ علیہ السلام و جناب عیسیٰ علیہ السلام کی روح خلق ہوئی، جس وقت ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء و رسل علیہم السلام کی روحيں کامل ہو گئیں تو اللہ جل جلالہ نے حکم فرمایا کہ تم میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد ایسے طواف کرو جیسے حاجی بیت اللہ کا طواف کرتے ہیں حکم ملنے کی دیر تھی سارے انبیاء علیہم السلام تسبیح و تہلیل و تقدیس و تحمید کرتے ہوئے مصروف طواف ہو گئے

☆ فناداهم اللہ تعالیٰ تعرفون من انا؟.....

اس وقت اللہ جل جلالہ نے ندائی اے گروہ انبیاء و رسل کیا تم کو معلوم ہے کہ میں کون ہوں؟ سارے انبیاء و رسل علیہم السلام متحیر ہوئے کہ ہم کیا جواب دیں

☆ فسبق نور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل الانوار و نادى انت اللہ الذی

لا اله الا انت وحدك لا شريك لك رب الارباب وملك الملوك

اس وقت اللہ جل جلالہ کے نور ازل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انبیاء و رسل علیہم السلام کو درس دینے کیلئے سبقت فرمائی اور جواب میں عرض کیا کہ آپ وہ اللہ ہیں جس کے سوا کوئی اللہ ہے ہی نہیں، آپ واحد ولا شریک ہیں، آپ رب الارباب اور شہنشاہوں کے شہنشاہ ہیں۔ جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ فرمایا تو اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ میری ذات صفات و اسما سے منزہ و پاک تھی آج آپ نے میرا نام اللہ رکھا تو آج کے بعد یہ میرا اسم ذات ہے

☆ ثم خلق من نور محمد صلى الله عليه وآله وسلم جوهرة وقسمها قسمين فنظر الى القسم الاول بعين الالهية فخلق منها الماء عذبا ونظر الى القسم الثانى بعين الشفقة فخلق منها العرش فاستوى على وجه الماء اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور نور سے ایک جوہر خلق فرمایا، اس جوہر کو اللہ جل جلالہ نے دو حصوں میں تقسیم فرمایا، اس کے پہلے حصہ پر خالق نے نگاہ ہیبت و جلال فرمائی جس کے ساتھ ایک خوش ذائقہ آب نور خلق ہوا، اس کو عرفاء الماء کا نام دیتے ہیں اور اس کو روحانیت میں حقیقت محمدیہ بھی کہا جاتا ہے۔ اور اس سے اگلے مراتب میں یہ نور اول کسی کے ادراک میں نہیں آتا یعنی مخلوق کے سامنے اس کی کوئی پہچان نہیں ہوتی بلکہ وہ رازِ الہی کی صورت رکھتا ہے جس کو سوائے اللہ جل جلالہ کے کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا

اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے دوسرے حصے کی طرف نگاہ شفقت فرمائی

☆ فخلق العرش من نوره فخلق الكرسي من نور العرش وخلق من نور الكرسي اللوح وخلق من نور اللوح القلم وقال له اكتب توحيدى فبقى

القلم الف عام سكران من كلام الله تعالى

نور سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس دوسرے حصے سے اللہ جل جلالہ نے عرشِ الہی کی تکوین فرمائی ہے اور نورِ عرش سے کرسیِ رفیع کے نور کی تخلیق و تکوین فرمائی اور پھر نورِ کرسیِ رفیع سے لوحِ محفوظ کو ایجاد فرمایا اور نورِ لوحِ محفوظ سے نورِ قلم کو جامہ وجود بخشا۔ اس کے بعد قلم کو حکم فرمایا کہ تو میری توحید لکھ۔ کلامِ الہی سننے سے قلم پر وجد و عرفان کی کیفیت طاری ہوگئی، لذتِ کلامِ الہی کے نشہ سے قلم مخمور ہو گیا اور ایک ہزار سال تک قلم پر یہ نشہ طاری رہا

☆ فلما افاق قال اكتب قال يارب ما اكتب قال اكتب لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم فلما سمع القلم اسم محمد صلى الله عليه وآله وسلم خرّ ساجدا وقال سبحان الواحد القهار سبحان العظيم الاعظم

جس وقت قلم سے کلامِ الہی کا خمار اترتا تو پھر آواز آئی اے قلم لکھ قلم نے عرض کیا میں کیا لکھوں ارشاد ہوا لکھو لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم جس وقت قلم نے سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسم مبارک سنا تو فوراً لوحِ محفوظ کو سجادۂ عبادت سمجھ کر نام کے ادب سے سجدہ ریز ہو گیا اور اس مقدس نام کی تعظیم کیلئے اللہ جل جلالہ کی حمد کرنا شروع کی کہ تم نے مجھے یہ نام لکھنے کا اعزاز عطا فرمایا اور سر بہ سجود ہو کر عرض کیا

☆ قال سبحان الواحد القهار سبحان العظيم الاعظم ثم رفع راسه من السجود وكتب لا اله الا الله محمد رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم

جب قلم نے سجدے سے سر اٹھایا تو اس کے بعد کلمہ طیبہ لکھا اور اس کے بعد سوال کیا

☆ قال يارب ومن محمد صلى الله عليه وآله وسلم الذی قرنت اسمه باسمك وذكره بذكرك

میرا خالق یہ کون ذات ہیں جن کا نام پاک آپ کے نام پاک سے جڑا ہوا اور تجھ لا شریک کا شریک کلمہ ہے

☆ قال الله تعالى له يا قلم فلولا ما خلقتك ولا خلقت خلقي الا لاجله فهو بشير ونذير وسراج منير وشفيع وحبیب فعند ذلك انشق القلم من حلاوة ذكر محمد صلى الله عليه وآله وسلم

اللہ جل جلالہ نے فرمایا او قلم سن اگر یہ ذات نہ ہوتی تو تمہیں خلق نہ کیا جاتا اور میری پاک ذات نے ہر چیز اپنے اس پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر تخلیق و تکوین فرمائی ہے، یہ میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بشیر و نذیر ہیں، سراج منیر ہیں شفیع العالمین ہیں، شہنشاہ انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ذکر کے بیٹھاس کو محسوس کر کے قلم شق ہوا۔ اس وقت قلم نے ایک کلام کیا

☆ ثم قال القلم السلام عليك يا رسول الله صلى الله عليك وآلك وسلم فقال الله تعالى وعليك السلام منى ورحمة الله وبركاته

قلم نور نے فوراً شہنشاہ انبیاء حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان الفاظ کے ساتھ سلام کیا

☆ السلام عليك يا رسول الله صلى الله عليك وآلك وسلم

یعنی ایک جزو نے اپنے کل کو سلام کیا، جس وقت قلم نور نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کو سلام عرض کیا تو سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب نہیں دیا بلکہ فوراً اللہ جل جلالہ نے قلم کو جواب دیا کہ میرا تجھے سلام ہوا اور میری رحمت بھی نصیب ہو اور برکت کا نزول بھی ہو۔ یہاں غور کریں کہ جو بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام کرتا ہے اس کا جواب دینا اللہ جل جلالہ اپنی ذات پر واجب سمجھتا ہے۔ صلوات و سلام سے روکنے والوں کیلئے یہ لمحہء فکر یہ ہے

☆ فلاجل هذا صار السلام سنة والرد فريضه

شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ اس دن سے سلام کرنا سنت ہو گیا اور جواب دینا واجب ہو گیا

☆ وجرى القلم فى اللوح المحفوظ فى ام الكتاب ثم اخوه صاحب اللوا
يوم المحشر الاكبر وصيه و وزيره و خليفته فى امته ثم احدا عشر
اماما.....

جواب الہی پا کر قلم لوح محفوظ پر جاری و رواں ہو گیا اور یہ لکھا کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور ان کے بردار بجان برابر امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام محشر اکبر کے روز حامل لواء الحمد ہوں گے جو ان کے وصی بھی ہیں اور وزیر امور بھی اور امت مسلمہ میں ان کے خلیفہء مطلق بھی ہیں۔

اس کے بعد گیارہ آئمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کا ذکر بھی تحریر ہوا

☆ ثم قال الله تعالى اكتب قضائى وقدرى وما انا خالقه الى يوم القيامة
اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے فرمایا اے قلم اب میری قضا و قدر کو تحریر فرما اور جو کچھ میں قیامت تک تخلیق و تکوین فرماؤں گا وہ سب کچھ لکھ دے

☆ ثم خلق الله ملائكة يصلون على محمد وآل محمد عليهم الصلوة والسلام

ويستغفرون لامته الى يوم القيامة

اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے ملکوت کو خلق فرمایا جن کو حکم فرمایا کہ تم نے میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک آل پر قیامت تک صلوات پڑھنا ہے اور ان کے چاہنے والوں کی مغفرت طلب کرنا ہے

☆ ثم خلق الله تعالى من نور محمد صلى الله عليه وآله وسلم الجنة وزينها باربعة اشياء التعظيم والجلالة والسخاء والامانة وجعلها لا ولياءه واهل طاعته

اس کے بعد اللہ جل جلالہ نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس میں سے جنت کو خلق فرمایا اور اس کو چار چیزوں کے ساتھ زینت بخشی یعنی تعظیم، جلالت، سخاوت اور امانت کے ساتھ جنت کو آراستہ فرمایا اور اس کو پاک ذوات متعالیات کے چاہنے والوں اور اطاعت کرنے والوں کے نام وقف کر دیا

☆ ثم خلق من بعدهم ارواح المؤمنين من امة محمد صلى الله عليه وآله وسلم ثم خلق الشمس والقمر والنجوم والليل والنهار والضياء والظلام وسائر الملائكة من نور محمد صلى الله عليه وآله وسلم

اس کے بعد بہت کچھ تخلیق ہوا، اس کے بعد مومنین کی روحوں کو تخلیق فرمایا گیا، ان کے بعد شمس و اقمار یعنی نظام سیارگان و نظام ہائے شمسی کو خلعت وجود بخشی گئی سلسلہ لیل و نہار جاری ہوا، نظام ظلمت و نور انیت ایجاد ہوا، اور سارے ملائکہ کو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس میں سے خلق فرمایا گیا یعنی پوری پوری مخلوق کو

ان کے نور سے اختراع فرمایا گیا

☆ فلما تكاملت الانوار سكن نور محمدؐ صلى الله عليه وآله وسلم تحت العرش

ثلاثة وسبعين الف عام

جس وقت یہ سلسلہ تخلیق مکمل ہوا تو اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات کو اپنے عرش کے سائے میں سکونت عطا فرمائی، یہاں اس پاک نور نے 73 ہزار الہی سال تک قیام فرمایا

☆ ثم انتقل نوره الى الجنة فبقى سبعين الف عام ثم انتقل الى سدرۃ

المنتهى فبقى سبعين الف عام

اس کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک ذات کو جنت میں منتقل فرمایا گیا یہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس نے ستر ہزار الہی سال گزارے، اس کے بعد ان کو ہبوط پذیر فرمایا گیا اور سدرۃ المنتهی پر سکونت عطا فرمائی گئی۔
یہاں انہوں نے ستر ہزار سال رہائش رکھی

☆ ثم انتقل نوره الى السماء السابعة ثم الى السماء السادسة ثم الى

السماء الخامسة ثم الى السماء الرابعة ثم الى السماء الثالثة ثم الى السماء

الثانية ثم الى السماء الدنيا فبقى نوره في السماء الدنيا الى ان اراد الله

تعالى ان يخلق آدم عليه السلام

اس کے بعد یہ ذات اقدس مسلسل ہبوط پذیر رہی، سب سے پہلے ساتویں آسمان

پر، پھر چھٹے آسمان پر، پھر پانچویں آسمان پر، پھر چوتھے آسمان پر، پھر تیسرے

آسمان پر، پھر دوسرے آسمان پر، پھر سائے دنیا یعنی پہلے آسمان پر ان کا نزول

ہوا، اور یہاں اربوں کھربوں سال تک قیام رہا۔ اس کے بعد جناب آدم علیہ السلام کی مٹی زمین سے منگوائی گئی اور شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر انہوں نے آدم علیہ السلام کا جسد خاکی تیار کروایا۔

یہی وجہ تھی کہ اللہ جل جلالہ نے ابلیس ملعون کو فرمایا تھا کہ تو نے اس کے سجدے سے انکار کر دیا ہے کہ جس کو میں نے اپنے دونوں ہاتھوں سے بنایا ہے۔ یعنی آدم علیہ السلام کو تیار کرنے والے دوید اللہ ہیں، ایک سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور دوسرے

سرکار امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام

☆ فلما خلق الله تعالى آدم عليه السلام اوحى الى الملائكة (انى خالق بشرا من طين فاذا سويته و نفخت فيه من روحي فقعوا له ساجدين) فحملت الملائكة جسد آدم عليه السلام ووضعوه على باب الجنة وهو جسد لا روح فيه و الملائكة ينتظرون متى يؤمرون بالسجود

جس وقت اللہ جل جلالہ نے جناب آدم علیہ السلام کو خلق فرمانے کا ارادہ فرمایا تو ملکوت کو آگاہ فرمایا

قرآنی قصہ ہے، حکم فرمایا گیا تھا کہ جس وقت ہم اس کو مکمل کر لیں اور اس کے جسم کے اندر اپنی روح پھونک دیں تو تم فوراً سجدے میں گر جانا..... جس وقت جناب آدم علیہ السلام کا خاکی جسد تیار ہو گیا تو ملکوت نے اس کو اٹھا کر جنت کے دروازہ پر آ رکھا اور ملکوت انتظار میں کھڑے ہو گئے کہ کس وقت اس کے اندر روح کا انفاخ ہوتا ہے اور ہمیں سجدے کا حکم ہوتا ہے

ایک ہزار سال تک فرشتے انتظار میں کھڑے رہے۔ جس وقت ایک ہزار سال

گزر گیا تو اس کے بعد جمعہ کے روز جب نماز ظہر کا وقت ہوا تو اس وقت اللہ جل جلالہ نے اپنی روح نسبتی کو جسد آدم علیہ السلام کے اندر داخل ہونے کا حکم فرمایا، حکم پر وردگار کے تحت تمام فرشتوں نے اپنی گردنوں کو سجدے میں جھکا دیا مگر ابلیس ملعون اڑ گیا

یہ سجدہ ظہر سے لے کر عصر تک جاری رہا
کشاف علم الحقائق ودقائق امام جعفر الصادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ جناب آدم علیہ السلام کے جسم میں جس وقت روح داخل ہوئی تو اس نے سب سے پہلے آ کر ان کے سر میں قیام فرمایا

☆ كانت الروح في راس آدم عليه السلام مائة عام وفي صدره مائة عام وفي ظهره مائة عام وفي فخذه مائة عام وفي ساقيه وقدميه مائة عام فلما استوى آدم عليه السلام قائما امر الله الملائكة بالسجود وكان ذلك بعد الظهر يوم الجمعة فلم تزل في سجودها الى العصر

جناب آدم علیہ السلام کی روح نے آپ کے سر میں سو سال تک قیام کیا، اس کے بعد ان کے سینہ میں پہنچ کر سو سال تک قیام کیا، اس کے بعد ان کی پشت میں سو سال قیام کیا، اس کے بعد ان کی رانوں میں سو سال قیام کیا، اس کے بعد ان کی پنڈلیوں میں سو سال تک قیام کیا، اس کے بعد جناب آدم علیہ السلام فوراً کھڑے ہو گئے، اس وقت پورے عالم ملکوت کو سجدے کا حکم ہوا، اور یہ جمعہ کے دن ظہر سے لے کر عصر تک کا طویل سجدہ تھا

اس کے بعد عالمین کے انوار یعنی نور سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور امانت

واعزاز جناب آدم علیہ السلام کی پشت سر میں دو لیت فرمایا گیا، جس وقت یہ نور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی پشت سر میں امانت رکھا گیا تو سارے ملکوت جناب آدم علیہ السلام کی پشت والی طرف آ کر درود و سلام میں مصروف ہو گئے، اس وقت نور سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تسبیح و تہلیل کا آغاز فرمایا

☆ فسمع آدم علیہ السلام من ظہرہ نشیشا کنشیش الطیر وتسبیحا
وتقدیسا فقال آدم علیہ السلام یارب وما هذا قال یا آدم علیک السلام هذا
تسبیح محمد العربی سید الاولین والاخرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
اس وقت جناب آدم علیہ السلام نے پشت کے پیچھے ایسی آواز سنی جیسے کوئی طائر خوش
الجان نغمہ سرا ہو، انہوں نے خالق کے حضور سوال کیا کہ اے میرے خالق یہ آواز
کیسی ہے؟

اللہ جل جلالہ نے فرمایا میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز ہے جو سارے
عالمین کے سید و سردار ہیں، کائنات کے مالک و مختار ہیں۔ اس وقت جناب آدم
علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے خالق! یہ نور میرے پشت سر کی طرف رکھا گیا ہے جس کی
وجہ سے میں آپ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نہیں کر سکتا اور نہ ہی
ملکوت کو دیکھ سکتا ہوں کیونکہ سارے ملکوت اس طرف کھڑے ہیں جس طرف
تیرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نور ہے، اب اس نور کو میری پیشانی میں منتقل
فرمایا جائے تاکہ میں اس کی زیارت بھی کر سکوں اور ملکوت کا مجمع بھی میرے
سامنے رہے۔ اس وقت خالق کائنات جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
کے نور کو جناب آدم علیہ السلام کی پیشانی میں جلوہ آراہونے کا حکم فرمایا۔

اس کے بعد یہ نور ہو ویت ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب آدم علیہ السلام کی اولاد کی جبینوں کے اندر غیر مسلسل انداز سے نازل ہوتا رہا اور جناب عدنان علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد ہر مقدس ذات کی جبین مبین کو زینت بخشا رہا۔ لیکن یہ نور اپنی کامل وحدانیت کے ساتھ سید العجم والعرب جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جبین مبین کی زینت بنا حدیث پاک میں فرمایا گیا ہے کہ جس وقت یہ نور الہی سید العجم والعرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جبین مبین میں جلوہ کش ہوا تو

☆ اخرج ذلك النور فشقه نصفين فجعل نصف في عبدالله عليه الصلوة والسلام و نصف في ابي طالب عليه الصلوة والسلام

یہاں آ کر یہ نور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دو حصوں میں تقسیم فرمایا گیا اس نور اقدس کا ایک نصف مصباح حرم توحید جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جبین مبین میں جلوہ کش ہوا اور اس کا دوسرا نصف سراج حرم الہی جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جبین قدس آفرین کے اندر جلوہ آرا ہوا اس نور کے جز و اول کو سرور کونین و رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہتے ہیں اور اس نور اقدس کے جز و ثانی کو امیر الاولین و آخرین امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں۔

اس لئے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا کہ

☆ لا تصلح النبوة الا لى ولا تصلح الوصية الا لك فمن جدد وصيتك

جحد نبوتى ومن جحد نبوتى اكبه الله على منخریه فى النار

اے میرے برادر بروح برابر! قیام و تکمیل نبوت ہمارے بغیر محال ہے اور تکمیل وصایت آپ کے بغیر محال ہے، جس شخص نے آپ کی وصایت سے انکار کیا گویا

اس نے ہماری نبوت سے انکار کیا اور جس نے ہماری نبوت سے انکار کیا اللہ جل جلالہ اس کو نذر خرے سے پکڑ کر جہنم واصل کرے گا
 دوستو! اولیت نور پر مبنی کئی سوا حدیث ہیں جن کا میں نے مختصر ترین اور اجمالی خلاصہ پیش کیا ہے وہ بھی بغیر کسی شرح و تشریح کے، چونکہ دامن وقت میں زیادہ گنجائش نہیں ہے اس لئے اس سلسلہ کو یہیں ختم کرتا ہوں
 دعا کریں کہ وہ وقت جلد آئے جب پاک خاندانِ توحید و رسالت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حقیقی شان و عظمتِ الہیہ اہل دنیا کے سامنے ظاہر ہو



﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِیْفِ
 وَ صَلَّوْاۤتِ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَّ عَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ

يَا مَوْلَا كَرِيمِ عَجَلِ اللّٰهُ فَرْجُهُ الشَّرِيفُ وَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْكَ
 ھُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ



محسنہ اسلام

صلوات اللہ علیہا

☆ وہ محسنِ دین خدا مشعلِ وحدت
 تھا جن کی بہاروں سے جواں باغِ رسالت
 مرہونِ کرم جن کے ہیں توحید و نبوت
 تھی جن کی محبت بھی رسالت کی عبادت

یہ شان و شرف مریم و حوا میں کہاں ہیں
 کیا شان ہے؟ یہ اُمّ ابیہ کی بھی ماں ہیں

اسلام کی گرتی ہوئی عظمت کو سنبھالا
 اس دین کی کشتی کو مصائب سے نکالا
 تھا عرش پہ اس شمعِ وحدت کا اُجالا
 آغوش میں خود حیدرِ کرار کو پالا

خالق کو اسی ذات سے رحمت کی طلب تھی
 عالم میں یہ مشہورِ ملیکہ العرب تھی

ثابت جو کی سرور کی نبوت تو انہی نے
 رائج جو کیا کلمہ وحدت تو انہی نے
 قرآن کو دیا اذن ہدایت تو انہی نے
 اسلام کیا سب کو عنایت تو انہی نے

اسلام کی کشتی کا کنارہ انہیں کہیے

خود خالق اکبر کا سہارا انہیں کہیے

دولت تھی تو تبلیغ رسالت میں لٹا دی
 بگڑی ہوئی اسلام کی ہر بات بنا دی
 خود ذات محمد کی رسالت کو چلا دی
 فاقوں میں بھی قرآن کو ہدایت کی غذا دی

ہر کانٹا کیا دور رہ رُشد و ہدیٰ سے

قرآن کو لکھا اپنے ہی پیوندِ ردا سے

ہر غم میں سہارا دیا خالق کے ولی کو
 اور گود لیا پیار سے نورِ ازل کو
 آغوش میں بیٹوں کی طرح پالا علیٰ کو
 ممنون کیا اس پہ سوا لاکھ نبیٰ کو

سیراب ہوئے غیر بھی اس بحرِ عطا سے

خالق کو بھی مقروض کیا جود و سخا سے

اک معدنِ توحید و رسالت انہیں کہیے
 سرور ہیں نبی ، ختم نبوت انہیں کہیے
 اور مبدۂ انوارِ امامت انہیں کہیے
 ہستی کیلئے اصل سیادت انہیں کہیے

یہ ملکہ تو صدیقہ کونین کی ماں ہیں
 یوں ملک اسی ذات کے یہ دونوں جہاں ہیں

حسینؑ سے لے کر بہ ایں سلطانِ زمانہ
 گیتی کے مدبر تھے تو نگرانِ زمانہ
 تھا سب کے زمانے میں یہ اعلانِ زمانہ
 اس شے پہ کریں غور اے شاہانِ زمانہ

تم جتنے بھی موتی ہو شہنشاہِ نجف کے
 در اصل ہو گوہر تو اسی نوری صدف کے

حسینؑ بھی جس نانی کی عظمت پہ ہیں نازاں
 خود چودہ بھی جس بی بی کی رفعت پہ ہیں نازاں
 ساداتِ جہاں ان کی سیادت پہ ہیں نازاں
 خود عصمت کل ان ہی کی عصمت پہ ہیں نازاں

جب بیٹی کو خود اپنی ہی تصویر بنایا
 خالق نے انہیں ملکہءِ تطہیر بنایا

یہ طوبیٰ عصمت ہیں ، یہ معصوم کلی ہیں
خود شجرہ تقدیس کی چھاؤں میں پلی ہیں
دنیا میں عیاں انہی کے انوارِ جلی ہیں
سب انہی کے غنچے ہیں جو ابنائے علیٰ ہیں

سرتاج نبوت جو تھا سرتاج تھے ان کے

یہ ان کی تھیں معراج وہ معراج تھے ان کے

قرآن جو اترا تھا کبھی قلبِ نبی پر
تھا مطلع کوئی بھی نہ اس راز خفی پر
یہ راز تو دنیا میں کھلا تھا نہ کسی پر
ہاں منکشف اول جو ہوا تھا تو انہی پر

فرقان کو تفریق کا ہر گر بھی سکھایا

فرقان کی قرأت کی تو قرآن بنایا

کونین پہ اللہ کی شفقت ہے تو ان سے
دنیا میں اگر کلمہ وحدت ہے تو ان سے
دھرتی پہ فروکش جو سیادت ہے تو ان سے
تطہیر کے آنگن میں جو رحمت ہے تو ان سے

محبوبہ محبوب خداوند یہی ہیں

انوار سے انوار کا پیوند یہی ہیں

یہ موسمِ تطہیر کی اک فصل بہاری
عصمت میں یہ تقدیس کی مضمون نگاری
یہ رحمتِ کونین پہ بھی رحمتِ باری
خود عرشِ خدا جس کی کرے آ کے زواری

دراصل ہے وہ درِّ حرمِ ملکہِ عالم
بے اذن نہ جائیں جہاں سلطانِ معظم
رفتار میں گلبن کی سر شاخ لہک تھی
رخسار پہ توحید کے جلوؤں کی چمک تھی
ہر زلف میں والیل کی بے عیب مہک تھی
مسکان میں بے ساختہ کلیوں کی چمک تھی

گفتار کے میٹھاس میں فردوس کی نم تھی
ہر جنبش لبِ وحی کا پیغامِ کرم تھی
چہرے پہ تقدس کی دل آویز فضا تھی
آنکھوں سے چھلکتی ہوئی مریم کی حیا تھی
موزوں سرِ اطہر پہ تو عصمت کی ردا تھی
وہ رحمتِ کونین کی رحمت کی گھٹا تھی

ملکوتِ ادب کرتے تھے نقشِ کفِ پا کا
تھا پردے کا اندازِ سبھی ذاتِ خدا کا

ناقدری عالم کا میں عالم کیا بتاؤں
 کیا ان کے مصائب میں زمانے کو سناؤں
 کیا ان کے دکھی حال کی تصویر دکھاؤں
 موزوں جو ہوں الفاظ کہاں سے میں وہ لاؤں

وہ شعبِ ابی طالب و بوسیدہ سا گھر ہے

اس بی بی کا خود زانوئے سرتاج پہ سر ہے

کی عرض یہ سرور سے دم باز لپس میں
 ہے ایک نشانی میری اس اُجڑی زمیں میں
 ہے عکس میرا جس کی درخشندہ جبین میں
 میرے سبھی انداز ہیں اس پردہ نشیں میں

میری سبھی پونجی میری کل مایہ یہی ہے

ممتا کے چمن زار کی واحد یہ کلی ہے

اس کا نہ کوئی بھائی نہ ہمدرد یہاں ہے
 ہے باپ تو اس کا بھی عدو سارا جہاں ہے
 سکھ اس کے میں دیکھوں میری قسمت میں کہاں ہے
 یہ لاڈلی میری تو میری روح رواں ہے

اک یہ ہے میری چادرِ انوار کی وارث

ہے بیٹی پہ ہے آپ کی دستار کی وارث

اس دنیائے فانی سے میرا آج سفر ہے
 لیکن میری حالات کے ہر خم پہ نظر ہے
 کسمن ابھی دنیا میں میری لخت جگر ہے
 کہسارِ مصائب سے سدا اس کا گزر ہے

ہیں بھائی بھی آپ اس کے تو ماں آپ پدر آپ
 دکھ سکھ میں سدا رکھیں گے بیٹی کی خبر آپ

آقا دم آخر یہ سنیں میری وصیت
 یہ بیٹی میری ہے میرے اوصاف کی جنت
 یہ ماں سے بھی شرماتی ہے گر کچھ ہو ضرورت
 کچھ مانگنے کی آئے کسی وقت نہ نوبت

نازک یہ کلی ماں کے جگر سے بھی سوا ہے
 دکھ اس سے رہیں دور یہ ممتا کی دعا ہے

اولاد کے سکھ دیکھے سخی باپ کے سائے
 دکھ درد نہ کوئی میری معصوم پہ آئے
 دکھ ہوں نہ کبھی اس کے ، تو سکھ ہوں نہ پرانے
 آنگن میں مسرت کی خوشی فصل اُگائے

پھر بیٹی کو سینے پہ سلایا کسی دم کو
 پھر روح سفر کر گئی فردوس و ارم کو

جعفرؑ دل آفاق سے اٹھتی ہیں دعائیں
 ہر دم لب افلاک سے آتی ہیں صدائیں
 اس گھر میں مصائب کے تو سائے بھی نہ آئیں
 اس گھر کو مسرت کے سبھی پھول سجائیں

آباد ہو یوں ملکِ سلطانِ مدینہ
 ساحل پہ رہے اوجِ مسرت کا سفینہ

﴿﴾
 ﴿آمین یا رب العالمین﴾
 ﴿﴾

﴿الحمد لله و نذكره لصاحب الزمان عجل الله فرجه الشريف و صلوات الله عليك﴾

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

تیسری مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

معظمہ انام، ملکہ اسلام، محسنہ دین خدا، ملکہ تجارت، شہزادی و اخبار، خاتون کائنات، سیدۃ السیدات، الطاہرہ، العذراء، قیصرۃ یثرب و بطحا، محبوبہ رسول، ملیکہ العرب معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے بارے میں آج سے گفتگو کا ایک نیا سلسلہ شروع کرنا چاہتا ہوں، اور سب سے پہلے اپنے مالک و منعم ازل علیہ الفرج الشریف کے عطا کردہ علم و شعور کے مطابق ان کا تعارف کروانا چاہتا ہوں۔

یہ ایک اصول تعارف ہے کہ جب کسی شخصیت کا تعارف کرایا جاتا ہے تو سب سے پہلے اس شخصیت کے والدین اور نسب کے بارے میں تفصیل بتائی جاتی ہے اس لئے میں بھی اپنے سلسلہ بیان کا نقطہ آغاز اسی پوائنٹ کو بنا کر سفر کلام شروع کر رہا ہوں..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے والد ماجد جناب خویلد بن اسد بن عبد العزی بن سید البطحا جامع القریش جناب قصی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔

ان کے نسب کا یہ آخری نام پاک سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جد اطہر کا ہے یعنی سید البطحا جناب قصی علیہ الصلوٰۃ والسلام۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ

العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا نسب مبارک چوتھی پشت میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جا کر ملتا ہے

یہاں یہ وضاحت کرنا ضروری ہے کہ قریش کو ایک قوم بنانے والے جنابِ قصی علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے۔ انہوں نے صحرائے عرب میں بکھرے ہوئے مختلف قبائل کو ”اقرشو..... اقرشو.....“ یعنی جمع ہو جاؤ جمع ہو جاؤ کی آواز دی تھی۔

ان میں سے جو مختصر قبیلے ان کے فرمان پر جمع ہوئے ان کو لقب دیا گیا تھا ”قریش“ جس کا مطلب ہے جمع ہونے والا چھوٹا گروہ کیونکہ قریش تصغیر کا صیغہ ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جمع ہونے والے قبائل تھوڑے تھے

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا بنت زائدہ بن الاصم بن رواحد بن حجر بن عبد بن معیص بن عامر بن لوئی بن غالب تھیں

(سیرۃ ابن ہشام، طبقات ابن سعد)

عرب میں جس وقت عیسائیت کی تبلیغ ہوئی تو عرب کے بہت سارے تجارت پیشہ لوگوں نے ترک دنیا کیا اور رہبانیت اختیار کی اور انہوں نے اپنی تجارت کا ذمہ دار جناب خویلد بن اسد بن عبد العزیٰ کو قرار دیا کیونکہ یہ عیسائیت کے بہت بڑے عالم اور مبلغ تھے اور یہ یہودیت عیسائیت صائبیت اور باقی مذاہب کی الہامی و آسمانی کتب اور جملہ مذاہب کی قدیم کتب کے عالم بتھر تھے، ان کے کتب خانہ میں قدیم کتب و صحائف کا ایک بہت بڑا ذخیرہ موجود تھا، ان کی اس خصوصیت کو دیکھتے ہوئے جو بھی رہبانیت اختیار کرتا تھا وہ ان کو اپنی دولت تجارت اور جائیداد وغیرہ دے دیتا تھا کہ یہ دولت کسی کا رِخیر پر صرف ہوگی تو ان

کے ہاتھوں سے ہوگی۔ اسی وجہ سے عرب کی بہت بڑی دولت بلا محنت و مشقت ان کے پاس جمع ہو گئی تھی اور یہ اس دولت کو رفاہی کاموں پر صرف بھی کرتے تھے جس کی وجہ سے سارے عرب میں ان کی بہت عزت کی جاتی تھی

جناب عبدالعزیٰ کے ایک فرزند تھے جناب اسد بن عبدالعزیٰ، آگے اسد بن عبدالعزیٰ کے تین فرزند تھے

(1) جناب نوفل بن اسد (2) جناب خویلد بن اسد (3) عمرو بن اسد

جناب نوفل بن اسد کے ایک فرزند تھے جن کا نام جناب ورقہ بن نوفل تھا، اور یہ تمام الہامی کتب کے عالم ربانی تھے اور جناب خویلد کے بعد ان کے علم کے وارث قرار پائے۔ بعض کتب میں جناب ورقہ بن نوفل کو جناب خویلد کا چچا زاد بھائی لکھا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔ جناب خویلد بن اسد کی اولاد ذرینہ نہیں تھی ہاں ان کے کئی متمنی بیٹے اور بیٹیاں تھیں، اس کی وجہ یہ تھی کہ یہ ایک عالم ربانی اور مذہبی شخصیت تھے اور ان کو انسانیت سے پیار تھا جس کی وجہ سے یہ بہت سی یتیم بچیوں اور بچوں کی مسلسل کفالت فرمایا کرتے تھے۔ اور عرب کی قدیم روایت کے مطابق ان زیر کفالت بچوں کو اپنی پہچان دی تھی، یعنی ان کو متمنی بیٹا یا بیٹی بنا کر ولدیت کے خانے میں اپنا نام لکھوایا تھا کیونکہ عرب میں جو بھی کسی شخص کا لے پا لک ہوتا تھا اس کو اس پالنے والے کی حقیقی اولاد سمجھا جاتا تھا

جیسا کہ سرور کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا زاد جناب زید بن حارث بن عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش کی تھی تو جب تک خالق نے آیت بھیج کر منع نہیں کیا سارے لوگ ان کو یا بن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کہہ کر خطاب کرتے تھے۔ ایسے

ہی جناب خویلد نے بھی کئی یتیم بچے پالے ہوئے تھے جن میں سے ایک نوفل بن خویلد بھی تھا جو جنگ بدر میں کفار کی طرف سے شامل ہو کر آیا اور فی النار ہوا تھا دوسرا لے پالک بیٹا عوام بن خویلد تھا جو زبیر کا باپ تھا، اُس دور میں طلحہ اور زبیر کی جوڑی اپنے کارناموں کی وجہ سے بہت مشہور ہوئی تھی، اس میں جو زبیر بن عوام کا نام ہے یہ زبیر بن عوام اپنے آپ کو جناب خویلد کا پوتا کہلاتا تھا، مگر اصل میں یہ ایک مصری شخص تھا اور جناب خویلد جب مصر گئے تھے تو ان کے سپرد ایک ایسا یتیم بچہ کیا گیا تھا کہ جس کا کوئی وارث نہیں تھا، انہوں نے اس یتیم بچے کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور وہ یہی عوام بن '؟؟؟' تھا، اسی وجہ سے شاعر نعت حسان بن ثابت نے آل عوام کی ہجو بیچ بھی لکھی تھی..... جناب خویلد کا تیسرا متبنی یا لے پالک بیٹا مرام بن جناب خویلد تھا جس کے بیٹے حکیم بن مرام کے بارے میں مشہور کیا گیا تھا کہ یہ بھی خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوا تھا..... (شرح نہج البلاغہ)

مگر یہ روایت درست نہیں تھی، بات صرف اتنی تھی کہ وہ حرم کعبہ کے اندر پیدا ہوا تھا نہ کہ بیت اللہ کے اندر۔ اور شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی صاحب نے اس روایت کو ہوا دی تھی

دوستو! جس طرح جناب خویلد کے کئی لے پالک بیٹے تھے ایسے ہی ان کی کئی لے پالک یتیم بچیاں بھی تھیں، جن کو انہوں نے اپنی بیٹیاں بنایا ہوا تھا اور ان کے کفیل تھے، ان میں سے ایک تھی بی بی ہالہ بنت جناب خویلد..... یہ بھی جناب خویلد کی پالی ہوئی بیٹی تھی جس کا عقد ابوالہند تمیمی کے ساتھ ہوا تھا، ابوالہند کا اس کے ساتھ عقد ثانی ہوا تھا کیونکہ ابوالہند تمیمی کی پہلی بیوی اپنی تین بیٹیاں چھوڑ کر فوت

ہوئی تھی جس کی ذمہ داری ہالہ بنت جناب خویلد پر آئی تھی۔ لیکن اس عقد کے بعد ابوالہند فوت ہو گیا اور اس کی موت جناب ملکیت العرب ﷺ کے جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ عقد کے تھوڑا عرصہ بعد ہوئی تھی اور وہ تمیمی ایک نادار اور مفلس شخص تھا اس لئے بی بی ہالہ بیوہ ہو کر جناب سیدہ ملکیت العرب ﷺ کے گھر آ گئی تھی اور وہ بچیاں بھی اس کے ساتھ تھیں۔ (ملکیت العرب ص 179)

بعد والوں نے انہیں نعوذ باللہ محسنہ اسلام پاک بی بی ﷺ کی دختران قرار دے دیا اور آج تک مؤرخین اس مسئلہ سے نہیں نکل سکے۔

دوستو..... ان بچیوں کی شادیاں جب ابولہب کے بیٹوں کے ساتھ ہوئیں تو وہ جوان تھیں مگر بعض واضعین روایات نے یہ لکھا ہے کہ جس وقت زینب کی ولادت ہوئی تو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک تیس سال کا اور رقیہ کی پیدائش کے وقت 33 سال کا تھا اور اعلان نبوت چالیس سال کے سن میں فرمایا اور اس سے پہلے ان کی شادیاں ابولہب کے بیٹے عتبہ وغیرہ کے ساتھ ہو گئی تھیں یعنی ایک کی عمر ابھی نو سال تھی اور دوسری کی چھ سال تو اس وقت ان کی شادیاں ہو چکی تھیں اور اعلان نبوت کے فوراً بعد ان کو طلاق بھی مل گئی تھی

☆ ذکر ابو العاص محمد بن اسحاق السراج قال سمعت عبد الله بن محمد بن سليمان بن جعفر بن سليمان الهاشمي قال ولدت زينب بنت رسول الله ورسول الله ابن ثلاثين سنة ولدت رقية بنت رسول الله ورسول الله ابن ثلاث ثلاثين سنة

☆ واما رقية بنته فولدت ولسول الله ثلاث وثلاثون سنة وكان

تزوجھا عتبہ بن ابی لہب.....☆ ولدت رقیۃ و لرسول اللہ ثلاث
و ثلاثون سنة

(شرح فقہ اکبر، الاستیعاب، تاریخ خمیس، حبیب السیر، مواہب اللدنیہ، نورالایصار)

اس کے بعد ان کی شادیاں ابوالعاص بن ربیع اور عثمان بن عفان کے ساتھ
ہوئیں..... یہ تاریخ کا ایک بہت بڑا مغالطہ ہے جس کو دور کرنے کی بجائے رسول
کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین پر مبنی مواد کو ہوا دی گئی ہے۔ جبکہ وہ بچیاں بی بی ہالہ کی
سو تیلی بیٹیاں تھیں اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد سے پہلے پیدا ہو چکی تھیں اور
اعلان نبوت سے پہلے وہ جوان تھیں اور سورہ ”تبت ید ابی لہب“ کے نزول
کے بعد عتبہ و عتیبہ سے ابولہب نے انہیں طلاق دلوائی تھی اور بعض محققین کا یہ بھی
خیال ہے کہ یہ مفروضہ لڑکیاں تھی جو تاریخ سازوں نے خود بنائی تھیں

جناب خولید کی دوسری لے پالک بیٹی ابوالعاص بن ربیع کی ماں تھی یہ ابوالعاص
وہ ہے جس کی شادی ہالہ کی بیٹی زینب کے ساتھ ہوئی تھی اور لوگوں نے اس کو نعوذ
باللہ داماد پیغمبر مشہور کر دیا تھا..... مسئلہ بنات پر بحث کرنا علم مناظرہ کا کام ہے اور
اس پر بہت سی کتب موجود ہیں جو ہند گان حقیقت ان کتب سے حقائق اخذ کر سکتے
ہیں۔ چونکہ یہ بحث میرے موضوع کلام سے باہر ہے اس لئے اسے ترک کرتے
ہوئے میں اپنے موضوع پہ واپس آتا ہوں اور مزید بحث نہیں کر سکتا

ولادت باسعادت

دوستو! اس بات کو اکثر محققین تاریخ و سیرت اچھی طرح جانتے ہیں کہ ملیکہ
العرب معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا نہ کوئی بھائی تھا اور نہ کوئی سگی بہن بلکہ جو جو رشتے

جوڑے گئے ہیں وہ سب لے پا لک کے ہیں..... اس بات کی اس سے زیادہ محکم دلیل اور کیا ہو سکتی ہے کہ جناب خولید بن اسد کی پوری کی پوری دولت بلا تقسیم کئے ہوئے محسنہ اسلام معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو ملی اور کوئی لے پا لک اولاد اس میں شریک نہیں ہو سکی اور نہ کسی کو کوئی حصہ دیا گیا۔ اگر کوئی حقیقی اولاد ہوتی تو وہ قدیم عرب کے قانون وراثت کے مطابق اپنے اپنے حق کا مطالبہ ضرور کرتی اور اس دور میں بیٹی کو جائیداد اور وراثت ملتی ہی نہیں تھی لیکن صرف اس صورت میں ملتی کہ متوفی کی کوئی اولاد نہ ہو۔ جب کسی کا بیٹا موجود ہوتا تو بیٹی کو جائیداد میں سے کوئی حصہ دیا ہی نہ جاتا تھا۔ محسنہ اسلام معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا اپنے والد کی ساری پر اپری تجارت منقولہ وغیرہ منقولہ جائیداد کا بلا شرکت غیر وارث ہونا اس بات کا قوی ثبوت ہے کہ ان کا کوئی بھائی موجود تھا نہ کوئی بہن۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی دنیا میں آمد کب ہوئی تھی؟ اس کا جواب یہ ہے کہ سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے عقد سعید کے وقت ان کا جو سن مبارک تھا اس کے بارے میں کئی روایات موجود ہیں

(1) بوقت عقد سعید ان کی عمر مقدس 45 سال تھی (2) عمر مبارک چالیس سال تھی

(3) عمر مبارک تیس سال تھی (4) عمر مبارک اٹھائیس سال تھی (5) عمر مبارک پچیس سال تھی (6) عمر مبارک چوبیس سال تھی (7) عمر مبارک بائیس سال تھی

ان میں سے پہلی روایات تو مخالفین کی وضع کردہ ہیں اور ہمارے علمائے اعلام میں آخری دو روایات زیادہ مشہور ہیں۔ اب ان آخری دو روایات میں سے دیکھنا یہ ہے کہ درست روایت کون سی ہے؟

یہاں صاحب بحار الانوار کی ایک روایت ہمارے پاس موجود ہے جس میں اصل سن، وصال الی اللہ اور عمر مبارک کے دن تک شمار کر کے بیان کئے گئے ہیں اس میں ہے کہ ان کی وفات دس رمضان نو بعثت کو ہوئی اور اس وقت عمر مبارک چھیا لیس سال آٹھ ماہ چوبیس یوم تھی (بحار الانوار 19)

اگر ہم سابقہ شمسی سال کے حساب سے بوقت وصال ان کی عمر مبارک چھیا لیس سال آٹھ ماہ چوبیس یوم تسلیم کر لیں تو قمری حساب میں یہ عرصہ 48 سال 15 یوم بنتا ہے اور ایک روایت یہ بھی موجود ہے کہ جب ان کا وصال الی اللہ ہوا تو اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سن مبارک 49 سال اور 7 مہینے قمری تھا اور شمسی حساب سے ان کا سن مبارک تقریباً 48 سال 2 مہینے اور 20 یوم تھا

شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت 22 اپریل سن 571 عیسوی ہے اور اس میں اگر ہم 48 سال 2 مہینے اور 20 یوم شامل کریں تو یہ تقریباً جولائی سن 619 عیسوی بنتا ہے۔ اب اگر ہم بحار الانوار کی روایت کو درست مانتے ہوئے دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ جولائی 619 عیسوی میں معظمہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا کا وصال الی اللہ ہوا اور اس وقت ان کی ظاہری حیات طیبہ تھی 46 سال 8 مہینے اور 24 یوم تو اس حساب سے ان کا سن ولادت تقریباً اکتوبر 572 عیسوی بنتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عیسوی سالوں کے حساب سے تقریباً ڈیڑھ سال یعنی ایک سال چھ ماہ چھوٹی ہیں اور انہوں نے سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ 22 سال رفاقت حیات کا عرصہ گزارا ہے تو معلوم ہوا کہ ان کی بوقت عقد عمر مبارک 24 سال

اور کچھ مہینے تھی

بحار الانوار کی سولہویں جلد میں قصص الانبیاء، المناقب ابن شہر آشوب کے حوالے سے بوقت عقد حضور پاک کی عمر مبارک 25 سال لکھی گئی ہے ابن البرقی اور ابن عباس نے بھی عقد مبارک کے وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 سال لکھی ہے..... (بحار الانوار)

اگر اس روایت کو درست تسلیم کیا جائے تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم عمر یا ہم سن ثابت ہوتے ہیں۔ مگر درست روایت یہ ہے کہ اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری سن مبارک 24 سال تھا کیونکہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہری حیات طیبہ کا پچیسواں سال تعمیر کعبہ کا سال ہے جس میں ان کو حکم بنایا گیا تھا اور انہوں نے چادر میں حجر اسود کو ڈال کر قریش کے قبائل کی آپس کی جنگ کا فیصلہ فرمایا تھا۔ سن مبارک کے تحقیقی مقالے کو اجمالی طور پر پیش کرنے کے بعد میں اپنے مقصد کی طرف آتا ہوں

یکم عالم الفیل = بمطابق 570 عیسوی = بمطابق 42 سن نوشیروانی تھا، اس نوشیروانی سال کے مطابق ان کی ولادت باسعادت 44 سن نوشیروانی میں ہوئی

بچپن

دوستو! جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے بچپن کے بارے میں کوئی زیادہ معلومات ہمیں حاصل نہیں مگر اتنا معلوم ہے کہ چھ سال تک انہوں نے اپنے گھر پاک میں پورے سکھ اور ناز و نعمات کے ساتھ گزارے..... جس وقت ان کا سن

مبارک سات سال کا ہوا تو ان کی زندگی کے نفیس و نازک پھول کو بادِ خزاں کا پہلا جھونکا لگا یعنی ان کی والدہ ماجدہ کا دنیا سے انتقال ہوا ان کی وفات کی وجوہات کے بارے میں تاریخ خاموش ہے

مگر دنیا کی ماؤں کی روایات کو اگر دیکھا جائے تو ہر ماں اپنی اولاد کے بارے میں اور خاص طور پر اپنی بیٹیوں کے بارے میں آخری وصیت کرتی نظر آتی ہے اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ جب ان کی والدہ ماجدہ کا آخری وقت آیا ہوگا تو انہوں نے جناب خلیل کو اپنے قریب بلایا ہوگا رو کر کہا ہوگا کہ میری اس کمسن یتیم بیٹی کا بہت خیال رکھنا یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ بیٹیوں کیلئے ماں کا صدمہ بڑا مشکل ہوتا ہے کیونکہ دکھ سکھ آئیں تو مائیں بیٹیوں کو سنبھال لیتی ہیں، کوئی پریشانی ہو تو بیٹیاں آ کر ماؤں کے سامنے دکھ رو کر غم کا بوجھ ہلکا کر لیتی ہیں، اس لئے انہوں نے بھی اپنی دختر کے خیال و ذمہ داری کا ضرور کہا ہوگا کہ میری اس یتیم بیٹی کا خاص خیال رکھنا یہ باتیں اگرچہ اعتباری ہیں مگر فطرت اور حقیقت کے تقاضوں کے عین مطابق ہیں

گریریز

ایک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا یہ ہیں کہ سات سال کے سن میں جن سے پاک والدہ ماجدہ جدا ہوئیں، اس حوالے سے میری نگاہ ایک اور مقام پر لگی ہوئی ہے اس پاک گھر کی ایک کمسن بیٹی ہیں اور وہ ہیں جناب بیمار مدینہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا جو صرف ایک سال اپنی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی آغوش میں رہیں

سن 54 ہجری کے آخر میں ان کی پاک والدہ معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا دور علالت شروع ہوا، رات ڈھلنے لگی، ادھر بیمار بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے بخت نے ڈھلنا شروع کیا، تاجدارِ کر بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سر ہانے آ بیٹھے، معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی آنکھیں بند تھیں، شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک والدہ کے پاس آ بیٹھے، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آہستہ سے آواز دی، اے ملکہ ہجر صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک اماں! پاک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے آنکھیں کھولیں، کریم کر بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آج اگر کوئی وصیت کرنا چاہیں تو ضرور کریں

پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف دیکھا، دو آنسو گر کر تکیے میں جذب ہوئے، فرمایا اکبرؑ اپنی پاک بہن کو اٹھا کر لے آؤ، جناب اکبرؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام دوڑ کر بہن کے قریب آئے، پاک بہن کو سینے سے لگا کر پاک والدہ کی خدمت میں حاضر ہوئے، تاجدارِ کر بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بیٹی کو اٹھایا، پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا جاگ میری یتیم بیٹی، سونے کا وقت تو پھر بھی مل جائے گا، آج اپنی پاک والدہ سے آخری پیار تو کروالو

پاک بابا کی آواز پر کمن معصوم بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے آنکھیں کھولیں، پاک والدہ کی آنکھوں سے آنکھیں ملیں، پاک والدہ کی محبت نے کشش کی، معصوم بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک والدہ پر جھکنا شروع کیا، جھکتے جھکتے پاک والدہ کے رُخساروں کے ساتھ رُخسار مس ہوئے، معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے آہستہ آہستہ بیٹی کی پیشانی سے زلفیں ہٹائیں، پاک دختر کی پیشانی پر بوسہ ثبت فرمایا، اور روتے ہوئے مولا کریم کر بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں عرض کیا کہ آقا میری اس یتیم بیٹی کا خاص

خیال رکھنا، میری یہ ایک ہی بیٹی ہے، اور شریفوں کو بیٹیاں بیٹوں سے زیادہ پیاری ہوتی ہیں، میری بیٹی کا خاص خیال رکھنا، اسے اپنے سے کبھی جدا نہ کرنا، اور کوشش کرنا کہ یہ میری کمی کبھی بھی محسوس نہ کرنے پائے۔

اس کے بعد معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے دوبارہ اپنی پاک بیٹی کی پیشانی چوم کر فرمایا کہ ماں کے اس تھوڑے سے پیار کو کافی سمجھنا

اس کے بعد شہزادہ پاک سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اے میرے آقا کے حسین لخت جگر! اس یتیم بہن کا بہت خیال رکھنا اور اس کا دل کبھی نہ توڑنا۔

دوستو!

میں عرض کر رہا تھا کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی والدہ ماجدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کا انتقال ہوا تو اس وقت ان کا سن مبارک سات سال تھا اس کے بعد تین سال انہوں نے والد کے سائے میں گزارے، دس سال کی عمر میں ان کی حیاتِ طیبہ کو بادِ سموم کے دوسرے جھونکے نے متاثر کیا

والد کی وفات

تاریخ عرب میں ایک جنگ بہت مشہور ہے جو عام الفیل یعنی ابرہہ کے کعبہ پر حملہ کرنے کے دس گیارہ سال بعد ہوئی تھی جسے جنگِ فجار کہا جاتا ہے، یہ جنگ قریش مکہ اور بنی قیس کے درمیان ہوئی تھی، اسی جنگ میں جناب خویلد بن اسد بن عبد العزی کی شہادت ہوئی، بروایت دیگر اس جنگ میں وہ شدید زخمی ہوئے اور اسی زخمی حالت میں انہیں گھرایا گیا جہاں چند دن بعد ان کی وفات ہوئی۔

اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا سن مبارک دس سال تھا جب ان کی وفات کا وقت قریب آیا تو انہوں نے اپنی معصوم بیٹی کو اپنے قریب بلایا اور اپنے بھتیجے عالم ربانی جناب ورقہ بن نوفل اور اپنے پدری بھائی عمرو بن اسد کو اپنے پاس بلایا اور انہیں تاکید کے ساتھ اپنی بیٹی کی محافظت سونپی۔

جناب خویلد بن اسد جو خود بھی عالم ربانی تھے اور آسمانی کتب کے عالم تھے انہوں نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی علمی و روحانی تربیت جناب ورقہ بن نوفل کے ذمہ لگائی اور فرمایا آپ نے ان کی ایسی علمی و روحانی تربیت فرمانا ہے کہ ہماری اس معصوم شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا کے متعلق سارے عرب کے بچے بچے کی زبان پر ہو کہ واقعی یہ شہزادی طاہرہ، عذراء، صادقہ، مقدسہ اور امینہ شہزادی ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے اپنے پدری بھائی جناب عمرو بن اسد سے فرمایا کہ آپ بھی تجارت کرتے ہیں اور امور تجارت سے آشنا ہیں ہم اپنی طرف سے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی تجارت و اقتصادی امور کی ذمہ داری آپ کے سپرد کرتے ہیں، ان کو مالی طور پر کوئی نقصان نہیں پہنچنا چاہیے۔

اس کے بعد انہوں نے اپنے ایک معتمد غلام جناب میسرہ کو بلایا اور فرمایا کہ اس ساری تجارت اور سامان اور ہمارے سارے گھر کے ظاہری نگران میرے یہ بھائی ہوں گے مگر اصل ذمہ داری آپ کی ہوگی، آپ نے میری شہزادی جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا ہمیشہ خیال رکھنا ہے اور ان کی ہر چیز کا امین تم نے ہونا ہے..... یہ وصیتیں فرمانے کے بعد جناب خویلد نے داعی اجل کو لبیک کہا

جناب میسرہ نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے مال تجارت کو اپنے مالک

کی وصیت کے مطابق اپنے ہاتھوں میں لے کر بہت ترقی دی لیکن جس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے ظاہری سن شعور کی سرحد میں قدم رکھا تو اس کے بعد اپنی تجارت کو مزید وسعت دی، اہل عرب شیئر (Share) و حصص کی بنیاد پر مال لے کر تجارت کرتے تھے اور ان کے مال سے وہ لوگ امیر بنے تھے

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا پردہ کی بڑی سختی سے پابند تھیں اس کے باوجود انہوں نے پس پردہ رہ کر اپنی تجارت کو ایسا منظم فرمایا کہ پورے عرب میں آپ ملکہ تجارت کے نام سے مشہور تھیں..... اس دور میں عرب میں تجارت کو بڑی اہمیت حاصل تھی، لیکن قزاقوں، ڈاکوؤں اور راہزنوں کا بھی عرب میں عروج تھا جس کی وجہ سے عام آدمی کا سامان تجارت لے کر عرب کے صحراؤں کو عبور کرنا بڑا مشکل تھا کیونکہ جس کو جہاں موقع ملتا تھا تجارتی قافلوں کو لوٹ لیتا تھا اس لئے مکہ مکرمہ کے لوگ اپنا سامان تجارت بنی ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامان تجارت کے ساتھ مختلف علاقوں کی طرف روانہ کرتے تھے کیونکہ یہ حرم کعبہ کے متولی تھے۔

ایام حج کے دو موسم شمار ہوتے تھے یعنی شوال اور ذوالحجہ میں سارا عرب آ کر جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا مہمان ہوتا تھا اور ان کی مہمان نوازی ان کی پاک اولاد کرتی تھی، اس لئے سارے عرب کے ڈاکو یا قزاق اور راہزن بھی ان کے سامان کو کوئی نقصان نہیں پہنچاتے تھے اس وجہ سے سارے مکی تجارت اپنا اپنا سامان تجارت انہی کے قافلہ کے ساتھ بھیجتے تھے..... اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا سامان تجارت بھی بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سامان کے ساتھ جایا کرتا تھا اور اس کے نگران کی حیثیت سے جناب میسرہ ساتھ جاتے تھے۔ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام

میں سے بھی کوئی نہ کوئی ہمیشہ تجارتی قافلے کے ساتھ جاتا تھا اور اکثر جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ساتھ جاتے تھے یا جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ بھیجتے تھے گیارہ سال کے سن میں جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھی ایک دفعہ شام کے سفر میں ساتھ لے گئے تھے اور راستے میں بحیرہ راہب والا واقعہ پیش آیا تھا ان حقائق کی ایک اجمالی سی تصویر تو آپ کے سامنے آگئی ہوگی اب میں اپنے الفاظ کی بار بار آگے لئے چلتا ہوں

پہلی بشارت

دوستو! قبل از اسلام قدیم عرب اپنے رسم و رواج کے مطابق سال میں دو مرتبہ حج کیا کرتے تھے، یعنی پہلی حج وہ ماہ شوال کی پہلی تاریخ کو پڑھتے اور دوسری مرتبہ ذوالحجہ کی دس تاریخ کو پڑھتے تھے جو اسلام نے بھی باقی رکھی تھیں اور صرف بت پرستی کو خارج کر دیا گیا تھا

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی اوائل جوانی کا واقعہ ہے یعنی اس وقت ان کا سن مبارک 13/14 سال تھا، مشرکین مکہ اپنے مناسک حج ادا کر چکے تھے، اس وقت عید شوال کے موقع پر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے شرفائے مکہ کی لڑکیوں سے فرمایا کہ مناسب ہے ہم بھی اپنے جد اعلیٰ جناب ابراہیم علیہ السلام کے بنائے ہوئے اللہ کے گھر کی زیارت کریں، انہوں نے رات کو جانے کا پروگرام بنایا، اس لئے شرفائے مکہ نے حرم کعبہ میں مردوں کا داخلہ بند کر دیا اور مستورات کو زیارت کی اجازت دے دی گئی، چونکہ اس وقت سارے عرب کی شریف

زادیاں پردے کی بہت پابند ہوتی تھیں اس لئے پردے کا خصوصی انتظام کرایا گیا، اس وقت رات کے پردے میں بہت سی شریف زادیوں کے زمرے میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا حرم کعبہ کی زیارت کو آئیں، یہاں آ کر انہوں نے ساری مستورات کے ساتھ مل کر طواف کیا، حجر اسود کو بوسہ دیا، سارے مناسک ادا کرنے کے بعد کعبہ محترم کے ایک طرف یہ سب بیٹھ گئیں تاکہ یہاں بیٹھ کر کچھ دیر عبادت کی جائے، یکا یک ایک شخص حرم کعبہ میں داخل ہوا، تمام مستورات حیران ہو گئیں کہ یہ کون ہے اور اتنے انتظام کے باوجود حرم کعبہ میں داخل کیسے ہوا ہے؟ ابھی یہ سوچ ہی رہے تھے کہ کسی کنیز کو بھیج کر اسے روکا جائے کہ اس شخص نے آواز دی..... اے بنات العرب! اے بنات سادات و قریش! تمہاری اس نگری میں آخری نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظہور ہونے والا ہے اور وہ اعلانِ نبوت فرمانے والے ہیں جن کا نام پاک قدیم کتب میں احمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے، آپ میں سے جس مقدس مستور کی قسمت یاوری کرے وہ شہنشاہ کائنات رحمت اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفاقت حیات کا اعزاز حاصل کرے

یہ بات سن کر کئی لڑکیوں نے قہقہہ لگایا کہ یہ دیوانہ کون ہے اور کیا کہہ رہا ہے؟ کئی لڑکیوں نے اس کے بلا اجازت آنے کی وجہ سے اسے کنکر بھی مارے، کچھ لڑکیوں نے اسے برا بھلا بھی کہا مگر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اس کی بات کو سنجیدگی سے سنا کیونکہ وہ ایک روحانی اور علمی گھر کی شہزادی تھیں اس دن سے ان کے دل میں سرو کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت پیدا ہوئی

دوسری بشارت

دوستو!..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو پہلی بشارت حرم کعبہ کے اندر ملی تھی مگر وہ واضح نہیں تھی لیکن جب ان کا سن مبارک 16/15 سال کا ہوا تو اس وقت انہوں نے ایک خواب دیکھا، معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا روایت کرتی ہیں کہ ہم نے دیکھا مشرق کی طرف سے ایک سورج طلوع ہوا، اور وہ سورج آسمان کی طرف بلند ہونے کی بجائے ہمارے قصر اخضر کی طرف روانہ ہوا، جس وقت وہ سورج ہمارے محل سرا کے اندر داخل ہوا تو ہم حیران ہوئے، اس کے بعد وہ سورج ہمارے قریب آیا اور ہم نے اس کو اپنی چادر کے دامن میں ڈالا جس کے بعد اس میں سے اتنی روشنی اور نور نکلا کہ جس سے مکہ کے درو دیوار روشن ہو گئے اس کے بعد اس سورج کی روشنی سے پوری کائنات روشن ہو گئی

رات کو انہوں نے خواب دیکھا، علی الصبح انہوں نے اپنے چچا زاد بھائی عالم ربانی جناب ورقہ بن نوفل کو بلایا اور اپنا خواب سنایا اور اس خواب کی تعبیر پوچھی تو انہوں نے جواب میں عرض کیا کہ عنقریب اس نگری میں اللہ جل جلالہ کا آخری نبی مبعوث ہوگا اور اعلان نبوت فرمائے گا اور آپ نے اس شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رفیقہ حیات بننا ہے، آپ کو یہ بشارت مبارک ہو۔

اس خواب کے بعد جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ہمیشہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے سوچتی رہتی تھیں اور یہی وجہ تھی کہ ان کے سامنے ہزاروں رؤوساء، اشراف عرب، سردارانِ قبائل کے رشتے آئے، قیصر و کسری کے رشتے آئے،

مناذرہ عراق کے رشتے آئے، مگر انہوں نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر سارے رشتوں کو پائے حقارت کی ٹھوکر ماری اور کسی کی رفاقت حیات قبول نہیں فرمائی

عقد مبارک کی تحریک

دوستو!..... یہاں میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کوئی سگی ہمیشہ نہیں تھی مگر امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بڑی پاک ہمیشہ جن کا نام پاک (ری طہ) صلوٰۃ اللہ علیہا تھا وہ شہنشاہ معظم سرور مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سگی بہن بنی ہوئی تھیں، یہ معظمہ جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے چھوٹی اور جناب عقیل علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑی تھیں، کیونکہ جناب طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہم عمر تھے اور جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام ان سے دس سال چھوٹے تھے اور ان سے جناب عقیل علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید دس چھوٹے تھے اور ان سے امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام مزید دس سال چھوٹے تھے یعنی جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عقد ہوا تو جناب عقیل علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سن مبارک پانچ سال تھا اور ان سے جو بڑی بہن تھیں ان کا سن مبارک سات یا آٹھ سال تھا، ان کو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بے پناہ محبت تھی، اور یہ معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا انہیں اپنا سگ بھائی سمجھتی تھیں اور اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مستقل رہائش بھی ان ہی کے گھر تھی۔ شہنشاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کو اپنی سگی والدہ سمجھتے تھے اور انہوں نے ان کی جھولی میں تربیت پائی تھی اس لئے ان بہن بھائیوں کا آپس میں بہت پیار تھا یہ تو ہر کوئی جانتا ہے کہ ہر بہن کی اولین خواہش ہوتی ہے کہ اپنے بھائی کی شادی

کے سکن یعنی رسمیں اپنے ہاتھوں سے ادا کرے، اس لئے پاک گھر میں اس پاک ہمیشہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی طرف سے یہ آواز وقتاً فوقتاً سنائی دیتی تھی کہ ہمارے پاک بھائی کی شادی کب ہوگی؟ لیکن ابھی باضابطہ طور پر اس کی تحریک نہیں اُٹھی

سفر تجارت

دوستو یہ 24 عام الفیل کا واقعہ ہے کہ ایک دن امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک سرتاج بیضة البلد سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا کہ آپ نے کبھی اپنے لعل کی جوانی کی طرف بھی نگاہ فرمائی ہے، آپ کو اچھی طرح علم ہے کہ جب بیٹے جوان ہو جائیں تو ان کی جوانی کا ماں سے صرف ایک مطالبہ ہوتا ہے یعنی شادی، آپ بھی اپنے لعل کے بارے میں کچھ سوچتے تو بہتر تھا

ہمراہِ مشیتِ الہی بیضة البلد سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام زیر لب مسکرائے اور مسکرا کے فرمایا 24 سال کی عمر تک بیٹوں کی شادی ہو جانا چاہیے مگر ارادۃ الہی اپنی تکمیل کیلئے موزوں وقت کی تلاش میں تھا جو شاید آگیا ہے، اس کے بعد مسکرا کر فرمایا کہ سمجھ دار والدین چاہے کتنے ہی امیر و رئیس کیوں نہ ہوں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ جوان بیٹا جب تک اپنے پاؤں پر خود کھڑا نہ ہو جائے اس کی شادی نہ کی جائے اور آپ کے لاڈ لے بیٹے نے ابھی تک دنیا کے کسی کام کو ہاتھ نہیں لگایا..... معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے جواب میں فرمایا کہ آپ نے بھی تو ان کو گھر میں شہزادہ بنا کر رکھا ہوا ہے وگرنہ میرا لعل اتنا لائق ہے کہ کائنات میں مٹی کو ہاتھ

لگا دے تو سونا کر دے آپ ان کے سپرد کوئی کام کر کے تو دیکھیں
 ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکراتے ہوئے گھر میں داخل
 ہوئے، سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسکرا کر فرمایا اللہ تعالیٰ اس لعل
 کی عمر دراز فرمائے، ابھی ہم ان کا ذکر فرما ہی رہے تھے کہ وہ آ بھی گئے
 شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آ کر والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کے پہلو میں بیٹھ گئے اور عرض
 کیا اماں جان! آپ ہماری کیا بات کر رہے تھے

معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا میرا لعل جوان بیٹوں کی شادی کے علاوہ بھی ماؤں کا کوئی
 موضوع گفتگو ہوتا ہے؟ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے
 لعل آپ کی پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی خواہش ہے کہ آپ کی اب شادی ہو جائے مگر
 والدین جتنے امیر کبیر کیوں نہ ہوں ان کی خواہش ہوتی ہے کہ جب تک ہمارا بیٹا
 اپنے پاؤں پر خود کھڑا نہ ہو جائے یعنی برسر روزگار نہ ہو جائے اس کی شادی نہ کی
 جائے اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اپنے پاؤں پر خود کھڑے ہوں اس کے بعد
 آپ کی شادی کی جائے

شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو بابا پاک علیہ
 الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ہم بھی تجارتی امور میں ہاتھ بٹانا چاہتے ہیں۔

سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا میرے لعل ہم آپ سے کوئی کام
 کرانا بھی نہیں چاہتے مگر اب آپ کا کوئی نہ کوئی کام کرنا ضروری بھی ہے، اگر
 آپ مناسب سمجھیں تو ہمارا ایک تجارتی قافلہ شام کی طرف جانے والا ہے جس
 میں بہت سے عرب سرداروں کا سامان تجارت بھی جائے گا اس کی ذمہ داری

آپ سنبھال لیں، اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ اب ہماری ضعیفی ہے ہم ویسے بھی ساتھ نہیں جاسکتے، ہمارے کاندھوں کا بوجھ اب اٹھانا تو آپ ہی نے ہے اور اس ذمہ داری کے عوض جو منافع ہر تجارتی چکر پر ہمیں ملتا تھا وہ ہم آپ کو دیں گے واپسی پر آپ ایک برس روزگار نو جوان بن کر لوٹیں گے تو پھر ہم آپ کی شادی دھوم دھام سے کریں گے۔ پاک ہمشیرہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے خوشی کی یہ خبر سن کر پشت کی جانب سے آکر پاک بھائی کے گلے میں بائیں ڈالیں

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ذمہ داری قبول کی، اس کے بعد مکہ اور گرد و نواح کے سارے تجارتی سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میٹنگ طلب کی اور ان سب کو اپنے رائے سے آگاہ فرمایا کہ اس مرتبہ ہم ساتھ نہیں جائیں گے بلکہ ہمارے لخت جگر پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مال کے نگران بن کر اس تجارتی قافلہ کے ساتھ جائیں گے۔ سارے تاجر اس فیصلے پر متفق ہوئے اور جو اجرت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ملنا تھی وہ وہیں طے ہو گئی۔

اُس دور میں یہ دستور تھا کہ قافلہ کے ساتھ جانے والے تمام تاجر سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل میں حاضر ہو کر انہیں اپنے اپنے پروگرام سے آگاہ کیا کرتے تھے، سوائے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے، کیونکہ وہ اپنی پردہ نشینی کی وجہ سے یہاں تشریف نہیں لاتی تھیں اس لئے ان سے اگر کوئی اہم معاملہ ہوتا تو جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام خود ان کے ہاں تشریف لے جایا کرتے تھے۔ وہ اپنے پورے نظام تجارت کو خود (Manage) فرماتی تھیں یعنی اپنی تجارت کا انتظام انہوں نے خود سنبھالا ہوا تھا اس دستور کے مطابق بیضۃ البلد سید

العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے محل سرا میں تشریف لے جانے کا پروگرام بنایا اور اُدھر تشریف لے جانے سے پہلے گھر پاک میں تشریف لے آئے تو جناب سرو کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک پھوپھیاں صلوٰۃ اللہ علیہن اور پالنے والی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا اور آپ کی پاک ہمیشہ صلوٰۃ اللہ علیہا یعنی تمام پاک مستورات اس انتظار میں تھیں کہ دیکھیں اب کیا فیصلہ ہوتا ہے؟ کیونکہ اسی فیصلے کے ساتھ ان کی امیدوں کے مرکز شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کی خوشی وابستہ تھی۔ جس وقت سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس گھر میں تشریف لے آئے تو سب پردہ دارانِ توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہا نے فوراً سوال کیا کہ ہمارے لعل کی شادی کا اہتمام ہو گیا ہے یا نہیں؟

اُنہوں نے مسکرا کر فرمایا کہ سب لوگ ان کی قیادت میں جانے کیلئے تیار ہو گئے ہیں اب ایسے سمجھیں کہ آپ کے لعل کی شادی کا موسم آ گیا ہے۔

گر بیز

یہاں سب سے زیادہ خوشی اس معصوم ہمیشہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو محسوس ہو رہی ہے کہ جس نے اپنے بچپن کی جھولی میں بھائی کی خوشیوں کے ارمان پال رکھے ہیں اسی پاک گھر کی ایک اور ہمیشہ بھی تھیں، اس ہمیشہ کی طرح وہ بھی سگی ہمیشہ تو نہیں تھیں مگر سگی بہنوں سے بھی زیادہ اپنے پاک بھائی سے محبت کرتی تھیں، اس ہمیشہ پاک کا سن مبارک بھی سات سال کا تھا، عجیب اتفاق یہ ہے کہ دونوں بہنوں کے بھائی جوان بھی تھے، اور مشکل بھی تھے، آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ یہ دوسری پاک

ہمیشہ صلوٰۃ اللہ علیہا کون ہیں؟ یہ ہمیشہ پیغمبر شہزادہ علی اکبر علیہم الصلوٰۃ والسلام کی پاک بہن بیمار مدینہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا ہیں، انہوں نے بھی اپنے بچپن کی آغوش میں بھائی کی خوشیوں اور شگنوں کی اُمیدیں پال رکھی تھیں

ان دونوں بہنوں میں فرق اتنا ہے کہ ایک ہمیشہ بہت خوش نصیب ہے کہ جس نے اپنے بھائی کی خوشیاں اپنی آنکھوں سے دیکھیں، اپنے ہاتھوں سے بھائی کے شگن منائے اور جی بھر کے اپنی حسرتوں کی تکمیل کی..... مگر دوسری ہمیشہ صلوٰۃ اللہ علیہا بہت کم نصیب ہے کہ جو تمام زندگی اپنے پاک بھائی کی خوشیوں کیلئے ترستی رہیں مگر ہجرو فراق ہی اُن کا مقدر بنا

وہ آج تک ترستی اور دعائیں مانگتی ہیں کہ میرا خالق! مجھے اب تو میرے جوان بھائی کی خوشیاں دکھا دے، یہ پاک معظمہ ملکہ ہجرو فراق صلوٰۃ اللہ علیہا آج تک تقدیر سے یہ سوال کرتی ہیں کہ میرے جس بھائی نے شادی کے شگن منانے کیلئے گھوڑے پر سوار ہونا تھا، اسے ظالمین نے ظلم و ستم کے ساتھ گھوڑے سے کیوں اتارا؟ جس نے اپنے نرم و نازک ہاتھوں پر شگنوں کی مہندی لگانا تھی، اس کی ریش مقدس کو خونِ جگر سے کیوں رنگین کیا گیا؟

جس نے اپنے سراطہر پر سہرے سجانا تھے اس کی لاش پر یہ کم نصیب بہن پھول بھی نہیں سجاسکی، البتہ اتنا ہوا کہ اس پاک بہن کی تمام امیدیں اور ارمان اس کے بھائی کی لاش کے ساتھ ہی زمین کر بلا کی گہرائیوں میں دفن ہو کر رہ گئے

یہ دوسری بہن صلوٰۃ اللہ علیہا وہ ہیں جن کی دنیا میں آمد کے تھوڑے عرصہ بعد ان کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کا وصال ہو گیا، سن 54 ہجری سے سن 56 ہجری تک بیمار مدینہ

بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے بھائی شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی گود میں پلتی رہیں، سارا دن بھائی سے جدا نہ ہوتی تھیں، بھائی کے سینہ پر سر رکھ کر سو جاتی تھیں، جب تک شہزادہ پاک سامنے موجود رہتے بھائی کے سامنے بیٹھی رہتیں، رُخساروں کے نیچے دونوں ہاتھ رکھ کر مسلسل بھائی کے چہرے کی تلاوت کرتی رہتیں، جس وقت اس معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی نظر پاک بھائی پر پڑتی سگی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا بھول جاتیں، دوڑ کر بھائی کو گلے ملتیں اور رو کر فرماتیں اے میری آنکھوں کی ٹھنڈک! زیادہ دیر تک گھر سے باہر نہ رہا کرو، میرا دل برداشت نہیں کرتا ہے، آپ کے بغیر مجھے یہ گھر سونا سونا لگتا ہے، ذرا جلدی واپس آیا کرو

اب انہی باتوں سے آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ جو بہن اپنے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی چند لمحوں کی جدائی بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی جب اسے ہجر و فراق جیسی صعوبتوں سے گزرنا پڑا ہوگا تو اس کے دل پر کیا گزری ہوگی؟

اسی پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے ہمیں بھی ہم شکل پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انتظار کا عملاً درس دیا ہے، اس لئے ہمارا فرض ہے کہ ہم ہر وقت اپنی اس محسنہ معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے حق میں دعا کریں کہ اس بیمار مدینہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو پاک بھائی کی خوشیاں نصیب ہوں، یہ پاک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے پاک بھائی علیہم الصلوٰۃ والسلام کو خوشیوں کے سہرے پہنائیں، کائنات سے زیادہ حسین بھائی ہم شکل پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا کو اپنے پاک ہاتھوں سے سجائیں ﴿آمین یا رب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِیْفِ
وَصَلِّوْا ثَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَّ عَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

چوتھی مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

مکہ مکرمہ کا شہر ہے، جس میں ایک شاہی طرز کا نادر روزگار شاہی محل ہے، جسے قصر
اخضر کہتے ہیں، صبح کا وقت ہے، قصر اخضر کے صحن میں لگے ہوئے درختوں کی
ٹھنڈی چھاؤں میں قالین بچھے ہوئے ہیں، ان قالینوں پر ریشمی مسندیں آراستہ
ہیں، ان مسندوں پر رؤسائے عرب کی نوجوان لڑکیاں نرم و گداز تکیوں کی ٹیک لگا
کر بیٹھی ہیں، سامنے بہت سی کینئریں سامانِ خورد و نوش پیش کرنے کیلئے مستعد
کھڑی ہیں، ان شریف زادیوں کے سامنے طلائی برتنوں میں عجوہ کی کھجوریں
اور موسم کے دیگر پھل رکھے ہوئے ہیں جن سے وہ شریف زادیاں دل بہلا رہی
ہیں، ان کے سامنے ایک سنہری مسند آراستہ ہے، جس پر ایک شہزادی تشریف فرما
ہیں، اچانک قصر اخضر کے مرکزی دروازے کی طرف سے ایک کینئر دوڑتی ہوئی
آئی اور اس نے پھولی ہوئی سانس کے ساتھ اطلاع دی کہ ہمارے قصر کے
سامنے سے ایک عیسائی راہب گزر رہا ہے جو اپنے وقت کا مشہور کاہن اور منجم بھی
ہے، آنے والے واقعات سو فیصد درست بتاتا ہے، اور بڑا کامل درویش ہے۔

عورتوں کی فطرت ہے کہ ان کو اپنے مستقبل کے حالات پوچھنے کا بہت شوق ہوتا ہے، ساری لڑکیوں نے فوراً کہا کہ اس کا ہن کو بلایا جائے تاکہ ہم اس سے اپنے مستقبل کے بارے میں تو پوچھیں کہ ہماری آنے والی زندگی کیسے گزرے گی؟

مگر جو شہزادی سنہری پاک مسند پر تشریف فرما ہیں انہوں نے بڑی بے نیازی سے فرمایا کہ ہمیں ان کے علم پر کوئی یقین نہیں ہے، جو خالق چاہتا ہے وہی ہوتا ہے سب دوشیزاؤں نے اصرار کیا اور عرض کیا کہ اے شہزادی ہم آپ کی دعوت پر آئی ہیں آپ ہماری یہ بات مان لیں اور راہب کو بلو ادیں۔ انہوں نے فرمایا کہ تم جانتی ہو ہم پردہ کے سخت پابند ہیں اور وہ غیر محرم ہے۔ اس پاک شہزادی کے پہلو میں ایک رئیس زادی بیٹھی ہوئی تھی جس کا نام صاحبان تارتخ نے نفیسہ بنت منیہ لکھا ہے، یہ بنت منیہ اس پاک شہزادی صلوات اللہ علیہا کی انتہائی عزیز و چیمتی سہیلی اور بے تکلف دوست تھی، اس نے عرض کیا کہ بی بی آپ پردہ کر لینا مگر ہمیں تو اپنا مستقبل معلوم کرنے دیں

انہوں نے فوراً ایک کنیز کو حکم دیا کہ جلدی جا کر اس کا ہن راہب کو بلا لاؤ۔ وہ کنیز گئی اور کچھ دیر بعد ایک سفید ریش مقدس رُوراہب کو محل کے اندر لے آئی اس شہزادی نے اپنے رُرخ اقدس پر نقاب درست کیا اور ان لڑکیوں کے ایک طرف بیٹھ گئیں، ساری لڑکیوں نے راہب کو خوب پریشان کیا، کچھ دیر بعد راہب نے عرض کیا کہ اے پردہ نشین شہزادی! آپ بھی اپنے بارے میں کچھ دریافت فرمائیں..... انہوں نے جواباً فرمایا کہ ہمارا ان باتوں پر یقین نہیں ہے، اس ضعیف راہب نے عرض کیا کہ بی بی دین ابراہیم میں کیا کتب سماوی پر یقین رکھنا

جائز نہیں ہے؟ فرمایا ہاں ان آسمانی والہامی کتب پر یقین رکھنا ایمان کا جزو ہے اس نے عرض کیا کہ میں بھی کتب سماوی کا عالم ہوں اور میں جانتا ہوں کہ عنقریب اس سرزمین پر ایک مقدس شہنشاہ ظہور فرمائیں گے جو ایک لاکھ چوالیس ہزار انبیاء کے سردار ہوں گے (عیسائی عقیدہ کے مطابق انبیاء کی تعداد ایک لاکھ چوبیس ہزار نہیں بلکہ ایک لاکھ چوالیس ہزار ہے)

اس پاک شہزادی نے فرمایا کہ معلوم نہیں وہ کس گھر کو زینت دیں گے سفید ریش کا ہن نے مسکرا کر عرض کیا میں یہ بھی جانتا ہوں کہ آپ میں سے ایک شہزادی کو یہ معراج سعادت نصیب ہوگی کہ اس مقدس شہنشاہ کی رفیقہء حیات ہونے کا شرف حاصل کرے گی، یہ بات سن کر پاک شہزادی چونک گئیں اور فرمایا آپ کیسے جانتے ہیں؟

اس کا ہن نے عرض کیا کہ ہم نے اپنی الہامی کتابوں میں جو علامت پڑھے تھے وہ پورے ہو چکے ہیں اور ان کے بارے میں ہم نے پڑھا ہے کہ وہ جس شہزادی کو رفیقہء حیات ہونے کا اعزاز عطا کریں گے وہ سارے کوائف آپ کی ذات میں موجود ہیں اور میں بڑے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ آپ آنے والے شہنشاہِ معظم کے حرم اقدس کی خاتونِ اول ہیں۔

یہ سن کر باقی لڑکیوں نے قہقہہ لگایا اور معظمہ کو نبین صلوٰۃ اللہ علیہا کے رُخ اقدس پر حیا کی سرخی دوڑ گئی، انہوں نے فوراً ایک کنیز کو اشرفیاں دیں کہ کاہن کے پیش کریں اور انہیں رخصت کریں، کاہن تو چلا گیا مگر وہ ایسی بات کر گیا جس نے پاک شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا کے دل میں ہلچل مچا دی اور کئی سوالات پیدا کر گئی اور ان کو کئی

سال پہلے کا دیکھا ہوا خواب اور اس کی تعبیر یاد آگئی جس کی وجہ سے ان کے دل میں آنے والے شہنشاہ کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنے کی جستجو کی شدید خواہش پیدا ہوئی۔ یہ اپنے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل سے عبرانی تعلیم حاصل کر چکی تھیں اس لئے انہوں نے فوراً عبرانی کی کئی کتب طلب فرمائیں تاکہ آنے والے شہنشاہ کے بارے مکمل مواد پڑھا جائے کہ ان کی خصوصیات کیا ہوں گی، ان کے فضائل کیا ہوں گے، کیا کیا علامات ہوں گی اور ان کے کیا کیا معجزات ہوں گے؟ انہوں نے اس موضوع پر بہت سی کتابیں دیکھیں اور آنے والے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ان کی محبت شدید ہوتی گئی لیکن ان کے دل میں یہ خواہش تھی کہ کسی طرح ہمیں یہ معلوم ہو سکے کہ وہ کس دن اور کس گھر میں ظہور فرمائیں گے، ان کی شکل و صورت کیسی ہوگی، اور وہ کون ہوں گے؟

ان کے دل میں آخری شہنشاہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانے کی خواہش شدید سے شدید تر ہوتی گئی اور ان کے ساتھ غائبانہ محبت میں بھی روز افزوں اضافہ ہوتا گیا

محل میں آمد

دوستو!..... سابقہ مجلس میں میں نے یہ عرض کیا تھا کہ بیضة البلد جناب ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر تجارتِ مکہ کی میٹنگ ہوئی تھی..... انہوں نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے قصر اخضر میں آکر ان کو آگاہ کرنا اور اپنا پروگرام بتانا تھا تاکہ وہ بھی اگر اپنا مال بھیجنا چاہیں تو ساتھ بھیج دیں۔

اس شام سورج غروب ہونے سے دو تین گھنٹے پہلے پاک خاندان علیہم الصلوٰۃ والسلام کے

افراد جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے محل سرا کے دروازہ پر پہنچے، غلاموں نے اطلاع دی، فوراً محل کے ہال کمرہ کے درمیان مسند لگوائی گئی اس کے پیچھے ریشمی پردہ آویزاں کیا گیا اور اس پردے کے پیچھے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی مسند آراستہ کی گئی، اس کے بعد خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام کے پاک افراد کو اندر بلایا گیا، سید العجم والعرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام مسند پر تشریف فرما ہوئے، انہوں نے سلسلہ کلام شروع فرمایا، ہم یہ چاہتے ہیں کہ اس دفعہ ہماری بجائے ہمارے پاک بھائی کا یتیم بیٹا آپ کے اور ہمارے سامان تجارت کا نگران بنے اور ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ اس سفر سے واپسی کے بعد ان کی شادی کا اہتمام کریں اور اس دفعہ کی ساری اُجرت ہم ان کو دیں گے تاکہ ان کی شادی دھوم دھام سے ہو۔

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے دریافت فرمایا کہ وہ آپ میں سے کون سے ہیں؟ جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ وہ ہمارے ساتھ نہیں آئے مگر وہ صادق و امین ہیں، ان کو سارا عرب صادق اور امین کہتا ہے فکر کی کوئی بات نہیں ہے، اگر آپ ان کی زیارت کرنا چاہیں تو ہم ان کو بلا لیتے ہیں اور آئندہ آپ کے ساتھ ہمیشہ ڈیل (deal) اُنہیں کی رہے گی۔

اس کے بعد جناب عباس سے فرمایا کہ آپ جا کر ہمارے لعل کو لے آئیں جناب عباس یہاں سے روانہ ہوئے، ان کو راستہ میں کسی شخص نے بتایا کہ ہم نے ان کو غارِ حرا کی طرف جاتے ہوئے دیکھا ہے، یہ گھر نہیں گئے بلکہ غارِ حرا میں آئے، یہاں آ کر دیکھا کہ اللہ کی رحمت ازلی غار کی سنگلاخ زمین کو عرشِ الہی سمجھ

کر آ رام فرما ہے اور ان کے سرہانے ایک سفید رنگ کا اثر دہا اپنا پھن پھیلائے کھڑا ہے۔ ان کو خیال آیا کہ شاید یہ اثر دہا ہمارے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نقصان پہنچائے، انہوں نے فوراً تلوار برآمد کی اور اثر دہا پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا کہ یکا یک اس اثر دہانے خود ان پر حملہ کر دیا اور ایسا حملہ کیا کہ ان کو یقین ہو گیا کہ اب ہمارے بچنے کی کوئی امید نہیں۔

انہوں نے فوراً آواز دی..... ادرکنی یا بن اخی سرو کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فوراً آنکھیں کھولیں نگاہ فرمائی اور دیکھا کہ جناب عباس نے تلوار برآمد کی ہوئی ہے مگر سامنے کوئی چیز موجود نہیں، انہوں نے سوال کیا کہ چچا جان یہ آپ کیا کر رہے ہیں اور یہ تلوار کیوں برآمد کی ہوئی ہے؟ انہوں نے عرض کیا اے شہنشاہ لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ابھی ہم نے دیکھا ہے کہ ایک اثر دہا آپ کے سرہانے کھڑا تھا، ہم نے اس پر حملہ کیا، جواباً اس نے ہم پر حملہ کیا، ہم نے آپ کو پکارتا تو وہ فوراً غائب ہو گیا

☆ فتبسم النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقال یا عم لیس هذا بثعبان ولكنہ ملك من الملائكة (بخار الانوار)

فرمایا چچا جان کوئی اثر دہا نہیں تھا بلکہ یہ ایک فرشتہ تھا جو ہمیشہ ہماری حفاظت کیلئے ہمارے ساتھ رہتا ہے، ملائکہ ہمارے اور ہمارے در کے غلاموں کے خادم ہیں سورج ابھی غروب نہیں ہوا تھا کہ جناب عباس شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے عالیشان محل کے صدر دروازے میں داخل ہوئے، ان کا صدر دروازہ مغربی طرف تھا اور جس ہال کمرہ میں سب پہلے

سے موجود تھے اس کی ایک کھڑکی مغربی جانب کھلتی تھی، جس وقت کائنات اور اللہ کی رحمت ازلی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مین گیٹ کے اندر قدم رکھا تو ان کی پیشانی سے نور کی ایک کرن نکلی جس نے کھڑکی کا پردہ منور کیا اور پھر کھڑکی کو عبور کرتے ہوئے سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک پیشانی کا بوسہ جالیا۔

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی ایک کنیز کو فرمایا کہ تم کیسی غافل ہو کہ تم نے کھڑکی کا پردہ بھی صحیح طریقے سے نہیں جوڑا اور سورج کی روشنی اندر آ رہی ہے، وہ کنیز جلدی سے کھڑکی کا پردہ درست کرنے آئی، اس نے نگاہ کی تو پردہ درست تھا مگر اس میں سے نور اندر آ رہا تھا، اس کنیز نے فوراً پردہ اٹھا کر دیکھا تو اسے معلوم ہوا کہ جو روشنی اندر آ رہی تھی وہ سورج کی نہیں بلکہ کونین کے ازلی مالک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبین سے ساطع ہو رہی تھی، اس نے فوراً عرض کیا

☆ قالت لها یا مولاتی هذا الذی رأیتہ من انوار محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اس کنیز نے سر جھکا کر عرض کیا میری مالک صلوٰۃ اللہ علیہا ہماری کوئی غفلت نہیں پردہ درست ہے اور یہ نور شمس سما کا نہیں بلکہ شمس الضحیٰ کا ہے جو پردوں کو عبور کر کے اپنے پاک چچا کی جبین مبین کے بوسے لے رہا ہے۔ یہ بات سن کر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا بہت حیران ہوئیں۔ سرور کائنات مالک موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محل کے کمرہ میں تشریف لے آئے۔ یہاں پہلی مرتبہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے شہنشاہ کائنات مالک موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی۔ شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد کے بعد دوبارہ سلسلہ گفتگو جاری ہوا اور تجارت کے موضوع پر بات شروع ہوئی تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے عرض کیا کہ حسب سابق

ہم اپنے سامان تجارت کی اُجرت سواوقیہ (تین کلوگرام) سونا اور سواوقیہ چاندی کی شکل میں پیش کریں گے

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں منظور ہے (بخاری الاوار)

اب یہاں میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ آپ خود سوچیں جن کے مال کے حفاظت کی اُجرت تقریباً تین کلو سونا اور تین کلو چاندی ہو ان کا وہ مال جو تجارت کیلئے بھیجا جا رہا تھا کتنا ہوگا؟ یہ بھی سوچیں کہ یہ سارا مال تو نہ تھا جو روانہ کیا جا رہا تھا بلکہ یہ تو صرف ایک شام کی منڈی میں بھیجا جانے والا مال تھا تو ان کا باقی مال کتنا ہوگا اور ان کی کل دولت کتنی ہوگی؟ جن کے سامان تجارت کی بار برداری کیلئے ایک لاکھ اسی ہزار اونٹ رکھے ہوئے ہوں، ان اونٹوں پہ جانے والا مال کتنا ہوگا؟ اس کا اندازہ شاید ہم نہیں کر سکتے

یہودی عالم یا حبر

دوستو! جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس اپنے گھر تشریف لے آئے تو ان کے جانے کے بعد جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو یقین ہو گیا کہ اللہ جل جلالہ کے نور اول و ازل نے جس ذات کی شکل میں آنا ہے وہ یہی شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں مگر پھر بھی وہ مزید یقین چاہتی تھیں اس لئے انہوں نے یہودی احبار میں سے ایک بتحبر کو اگلے دن اپنے محل سرا میں یاد فرمایا، جس وقت وہ آیا تو اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر میں شرفائے عرب کی بہت سی لڑکیاں آئی ہوئی تھیں جو یہ چاہتی تھیں کہ ہم بھی آنے والے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ﷺ کے بارے معلومات حاصل کریں، جس وقت وہ یہودی عالم محل کے اندر آیا تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اس کے سامنے ذکر کیا کہ ہم نے عبرانی کتب میں دیکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کی سرزمین کو اللہ جل جلالہ کی کل کی کل رحمت نے آخری نبی کی شکل میں زینت دینا ہے، ہمیں ان کی علامات اور نشانیاں بتاؤ تاکہ اگر وہ ظاہر ہوں تو ہم ان کو فوراً پہچان سکیں۔ اس یہودی نے اپنی کتابیں کھولیں اور علامات بیان کرنا شروع کیں

اس نے عرض کیا ہماری کتب میں لکھا ہوا ہے کہ جب کائنات کے اس کلی وارث و مالک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دنیا میں ظہور ہوگا تو چند ماہ بعد ان کے بابا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال الی اللہ ہو جائے گا اور ان کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا ان کی کفالت کریں گی، کچھ سال بعد ان کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کا بھی وصال الی اللہ ہو جائے گا اور ان کے دادا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کی کفالت کریں گے، پھر کچھ عرصہ بعد ان کے پاک دادا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بھی داعی اجل کو لبیک کہیں گے تو ان کے سگے چچا ان کی کفالت و حفاظت کریں گے

ابھی وہ یہودی عالم علامات بیان کر ہی رہا تھا کہ اچانک دروازہ سے ایک غلام نے آ کر عرض کیا کہ اللہ کی رحمت ازلی سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنا سفر شام کا پروگرام فائنل کرنے کیلئے تشریف لے آئے ہیں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فوراً ان کو اندر بلوایا اور خود پس پردہ تشریف لے گئیں اور جاتے ہوئے یہودی عالم سے فرمایا کہ آپ اس آنے والی ذات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں بھی ذرا سوچ لینا اور دیکھنا ممکن ہے ان میں وہ علامات موجود ہوں جو آخری

شہنشاہ کی لکھی ہوئی ہیں

شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے جس وقت ان پر یہودی عالم کی نظر پڑی وہ فوراً تعظیم کیلئے اُٹھا، بڑھ کر پاک پیشانی پر بوسہ دیا، اس کے بعد عرض کیا کہ جبین مبین سے تو صاف ظاہر ہے کہ جو کچھ ہم نے سمجھا ہے وہ درست ہے مگر پھر بھی اگر آپ اجازت دیں تو ہم آپ کے شانہ مبارک اور شکم اطہر کی زیارت کر کے مزید تسلی کر لیں، مگر اس نے ظاہراً یہ نہیں بتایا کہ وہ کس لئے یہ سب کچھ کر رہا ہے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی ہر فرمائش پوری کی اور مسکرا کر فرمایا کہ آپ بھی تسلی کر لیں

مختلف تجارتی امور پر گفتگو فرمانے کے بعد جب شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس تشریف لائے تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے یہودی عالم سے دریافت فرمایا کہ آپ اپنی رپورٹ دیں۔

اس وقت یہودی عالم بولا اللہ کی قسم یہی ذات ہے، یقیناً یہی ذات ہے، جو اللہ جل جلالہ کی مظہر اتم و اکمل ہے، یہی جناب ہیں جنہوں نے آخری نبی بن کر آنا تھا اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا آپ یہودی ہو کر ان کے فضائل بیان کر رہے ہیں جبکہ ان کے چچا تو یہودی احبار سے ہمیشہ خائف رہتے ہیں۔ اس نے سر جھکا کر عرض کیا کہ اللہ کی قسم ان کو کوئی نقصان پہنچا ہی نہیں سکتا کیونکہ یہ اللہ کا ازل سے فیصلہ ہے اور اس نے ہر حال میں مکمل ہونا ہے

(بحوالہ ابوالحسن الکبری، کتاب الانوار، بحار الانوار)

اس کے بعد یہودی عالم نے عرض کیا

☆ وحق الکلیم رسول الملك العظیم فی آخر الزمان فطوبی لمن یرکون له بعلًا وتکون له زوجة وأهلا

کہ مجھے جناب موسیٰ علیہ السلام کی عظمت کی قسم یہ شہنشاہ معظم رب ذوالجلال کے زمانہ آخر کے رسول کریم ہیں، اس کے بعد راہب جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی طرف دیکھ کر مسکرایا اور کہنے لگا کہ شرف عظیم ان کیلئے ہے جن کے یہ سرتاج ہوں گے اور جو ان کی زوجہ طاہرہ ہوں گی اور ان کیلئے ہے جو ان کے اہل بیت ہوں گے۔ اور اس وقت راہب نے انگلی کا اشارہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی طرف کیا تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے شرم سے سر جھکا لیا..... صاحب بحار الانوار لکھتے ہیں کہ

☆ فلما سمعت صلوٰۃ اللہ علیہا مانطق بہ الحبر تعلق قلبہا بالنبی وکتمت امرہا

جس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اس راہب کی یہ بات سنی تو ان کے دل میں شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت سراپت کر گئی مگر انہوں نے اس کو ظاہر نہیں فرمایا

سرو رکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گفتگو فرما کر سفر شام کا آخری پروگرام طے کر کے واپس گھر تشریف لے آئے، یہاں سب اہل خانہ ان کی ضروریات سفر کا سامان تیار کر رہے تھے، پاک پھوپھیاں صلوٰۃ اللہ علیہن بھی گھر پاک میں آئی ہوئی تھیں، دل میں تھا کہ آج پہلی مرتبہ ہمارا لعل تجارتی قافلے کا نگران بن کر سفر پر جا رہا ہے ہم ان کو لاکھوں دعائیں دے کر روانہ کریں گے، خدا کرے خیریت سے جلدی واپس

آئیں اور اس کی پیشانی پر سہرہ سجا ہوا دیکھیں..... پالنے والی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا بھی لعل کا سامان تیار کرنے میں مصروف ہیں..... حصہ کی بہن صلوٰۃ اللہ علیہا ایک طرف بہت خوش ہیں کہ سفر سے واپسی کے بعد میں بھائی کی شادی کی تمام رسمیں (سگن) اپنے ہاتھوں سے ادا کروں گی، بھائی کو مہندی بھی لگاؤں گی، دوسری طرف دل میں بھائی کی جدائی کا احساس بھی ہے

جس وقت جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لباس سفر زیب تن فرما کر مکمل تیار ہو گئے تو دروازے پر اسد الرسول چچا جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آواز دی میرے لعل جلدی آئیں، اس وقت تمام مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن جوان بیٹے کے قریب آگئیں تاکہ ان کو دعائیں دے کر رخصت کیا جائے۔ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پالنے والی والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے جھکے تو انہوں نے آنکھوں پر کنٹرول کر کے لعل کی آمادہ اظہار ریش مقدس پر بوسہ ثبت فرمایا، پھر ایک ایک پھوپھی نے جوان بیٹے کی پیشانی پر بوسے دیئے اور لاکھوں دعائیں دیں، جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے حصہ کی بہن کو گلے لگایا تو کائنات کی نبضیں رکنے لگیں، بہن بھائی کی محبت قلبی نے عالمین کے لطیف جذبوں کو چھیڑا، اور بہتے ہوئے آنسوؤں میں بھیگی ہوئی دعاؤں کے ساتھ کمسن بہن نے بھائی کو رخصت کیا

گریز

آئیں ذرا 28 رجب کی رات، مدینہ منورہ کے شہر میں شہنشاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کامل واکمل تصویر کو اپنے حصہ کی بہن صلوٰۃ اللہ علیہا سے جدا ہوتا دیکھیں

ان دونوں بہنوں کے بھائی ہم شکل تھے، جدائی کے وقت دونوں بہنوں کے دلوں میں اپنے اپنے بھائی کی شادی کی آس و اُمید بیقمراری کی حد تک تھی، دونوں بہنوں سے بھائی پہلی مرتبہ جدا ہو رہے تھے، لیکن ان دونوں بہنوں کے مقدر اور انجام میں بہت زیادہ فرق ہے، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہن کو بھائی مل بھی گیا اور انہوں نے اپنے بھائی کی شادی کی رسمیں ادا کرنے کے ارمان بھی پورے کر لئے، مگر کریم شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک ہمشیرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی اپنی قسمت کہ ان کے دل میں پاک بھائی کی شادی کی تمنا ادھوری ہی رہی

تمنا وہ تمنا ہے جو دل کی دل میں رہ جائے
جو مر کر بھی نہ پورا ہو اُسے ارمان کہتے ہیں

یہ شعر ملکہ عہجرو فراراق صلوٰۃ اللہ علیہا پر صادق آتا ہے کہ جن کی حیات طیبہ میں ان کی کوئی ایک حسرت بھی پوری نہ ہو سکی، قسمت کے فیصلے بھی عجیب ہوتے ہیں، نصرت امام زمانہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خاطر لاکھوں حسرتوں کے ساتھ اپنے بھائی کو روانہ تو کر دیا مگر دل میں ایک آس ایک امید باقی رہی کہ اللہ کرے گا میرا بھائی واپس آئے گا اور میں اپنی حسرتوں کی تکمیل کروں گی

آپ سب جانتے ہیں کہ یہ زندگی بھر اپنے بھائی کے نقش قدم چوم چوم کر روتی رہیں مگر پاک بھائی واپس نہیں آیا، قدموں کے نشان چوم کر بھائی کو آواز دیتیں پکارتیں اور بین کر کے فرماتیں کہ اے میرا جوان بھائی اب تو واپس آئیں.....

بھائی کے ہجر نے اس پاک بہن صلوٰۃ اللہ علیہا پر یوں اثر کیا کہ یہ سات سال کے سن اقدس میں ضعیف ہو گئیں اور ان کے سرا قدس کے بال بھی سفید ہو گئے تھے

اب وقت کا تقاضہ یہ ہے کہ سارے مومنین ان بہتے ہوئے آنسوؤں کی برسات میں مل کر دعا کریں کہ اب تو یہ پاک بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے پاک بھائی کی خوشیاں دیکھیں، اب تو ہم مشکل پیغمبر اپنی پاک ہمشیرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو مسکراتے ہوئے آکر ملیں، ان کا صدیوں کا فراق ختم ہو، انہیں اتنی خوشیاں نصیب ہوں کہ ہجر و فراق کے سارے دکھ ان کو بھول جائیں، یہ پاک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا اپنی ہر حسرت کی تکمیل کریں، اور اپنے ہاتھوں سے اپنے بھائی کو خوشیوں کے سہرے باندھیں



﴿آمین یا رب العالمین﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِیْفِ
وَصَلِّوْاۤتِ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَّعَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

پانچویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

یہ ایک حقیقت ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر ہمیشہ عرب کی شریف زادیوں کا اجتماع رہتا تھا کیونکہ شرفاء کے گھر شریف زادیوں کے جانے پر والدین پابندی نہیں لگاتے اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا تو ویسے بھی اپنے تقدس و طہارت اور عظمت و وقار میں کیتائے روزگار شہزادی تھیں، اس لئے عرب کے رؤساء اپنی بیٹیوں کو ان کے گھر بھیج کر فخر محسوس کرتے تھے کہ ہماری بیٹی شہزادی عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا کی حاشیہ نشینوں میں شامل ہے

جس وقت جناب سرو کوین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر سے اپنے تجارتی قافلہ کے ساتھ روانہ ہوئے تو ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا تجارتی قافلہ پورا سامان تجارت اونٹوں پر لاد کر آپ کے محل کے سامنے تیار کھڑا تھا تا کہ سرو کوین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئیں اور سفر شروع کیا جائے

بیضۃ البلد سید العرب والادب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ساتھ تیار کیا کہ آپ نے ہمارے لعل کی ہر طرح سے

حفاظت کرنا ہے، جناب عباس کو تاکید فرمائی کہ اگر کسی جگہ ہمارے لعل پر زندگی بچھا کر کرنا پڑے تو دریغ نہ کرنا

جناب سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے پروقار گھوڑے پر سوار ہیں، سمند ناز و انداز سے خراماں خراماں چل رہا ہے، آپ کے دائیں جانب سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سواری شاہانہ انداز میں محو خرام ہے، جو اپنے لعل کو رخصت کرنے کیلئے ساتھ تشریف لا رہے ہیں، بائیں جانب اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے کامل ہیبت و جلال کے ساتھ موجود ہیں جن کی کمر مبارک کے ساتھ برق جھندہ تلوار آویزاں ہے، سر پر سنہری خود ہے جس پر سیاہ رنگ کا عمامہ موزوں فرمایا ہوا ہے، یہ دونوں گویا اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے باڈی گارڈ (Body Guard) بن کر آ رہے ہیں

ان کے پس پشت جناب عباس اپنے چنچل گھوڑے پر سوار ہیں

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے محل کی چھت سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کا یہ پروقار اور سہانہ منظر دیکھا تو انگشت بہ دندان ہو کر کافی دیر تک مکمل محویت کے عالم میں آپ کے حسن بے مثال سے لطف اندوز ہوتی رہیں، جس وقت سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قصر اخضر کے سامنے پہنچے تو آپ فوراً محل کی چھت سے نیچے اتریں اور وداع کرنے کیلئے دروازہ پر تشریف لے آئیں۔

انہوں نے سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب عباس کو دروازے پر یاد فرمایا اور پس پردہ رہتے ہوئے ان سے تجارتی امور پر آخری گفتگو کی، اس کے بعد انہوں نے اپنے غلام جناب میسرہ سے فرمایا کہ

ہمارے نئے سردار ہمارے سامان تجارت کے محافظ بن کر پہلی مرتبہ تشریف لے جا رہے ہیں اس لئے مناسب یہ ہے کہ ہم ان کو سواری کیلئے اپنا سب سے قیمتی اونٹ (ناقہ صہبا) تحفہ کے طور پر پیش کریں۔

یہ وضاحت کرتا چلوں کہ عربی زبان میں بار برداری اور سواری والے اونٹوں کیلئے کئی سوافاظ استعمال ہوتے ہیں، ان میں سے لفظ ”ناقہ“ صرف سواری کے اونٹ کیلئے استعمال ہوتا ہے، چاہے وہ شتر مادہ ہو یا نر

جناب میسرہ کو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے حکم فرمایا کہ جلدی سے اونٹ لے آئیں، جناب میسرہ اونٹ لانے کیلئے باہر چلے گئے، پاک بنی ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام محل کے سامنے آکھڑے ہوئے اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنی چند ہم جولیوں کے ساتھ محل کی چھت پر آئیں کہ دیکھیں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اونٹ پر کیسے سوار ہوتے ہیں، کیونکہ یہ ایک بدمست اونٹ تھا جو اپنی پشت پر کسی کو سوار نہیں ہونے دیتا تھا

یہ اونٹ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو یہ خیال آیا کہ جس ذات پاک نے مکہ میں نبی بن کر آنا ہے اور بقول راہمین و احبار اگر واقعی یہ وہی شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں تو ان کا امتحان لے لیں تاکہ تسلی ہو جائے، کیونکہ اگر یہ واقعی نبی بن کر آئے ہیں تو پھر جانور ضرور ان کے مطیع و فرمان بردار ہوں گے اور سرکشی نہیں کریں گے

جناب میسرہ جس وقت اونٹ لے آئے تو وہاں موجود سب لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ یہ انتہائی خطرناک اونٹ تھا، جو عالم مستی میں ہیبت ناک آوازیں نکال

رہا تھا، بار بار ششقیہ (تالو) باہر نکال کر منہ سے جھاگ برسار رہا تھا، اور مستی کی وجہ سے اس کی آنکھیں سرخ تھیں

یہ دیکھ کر جناب عباس نے کہا میسرہ! کیا تو ہمارے شہنشاہ کا امتحان لینا چاہتا ہے شہنشاہ کائنات مالک موجودات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے میسرہ اس ناقہ کو ہمارے پاس آنے دو اور اسے چھوڑ دو..... جناب میسرہ نے اونٹ کو چھوڑ دیا وہ بدست اونٹ جناب میسرہ کو چھوڑ کر فوراً سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف روانہ ہوا سب لوگ دیکھ رہے تھے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے محل کی سقف سے دیکھ رہی تھیں، اونٹ چلتا ہوا سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آیا اور آ کر آپ کے قدموں پر اپنا سر رکھ دیا

☆ وجعل یمرغ وجہہ قدمی النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ونطق بالکلام فصیح

وقال من مثلی وقد لمس ظہری سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ اونٹ اپنا منہ ان کی نعلین سے مس کر رہا تھا اور فصیح عربی میں عرض کر رہا تھا کہ میں کتنا خوش نصیب ہوں کہ میری پشت کو ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کا سردار زینت دے گا، اسی لئے تو میں نے آج تک کسی کو اپنی پشت پر قبول ہی نہیں کیا تھا اس کے بعد ناقہ نے کئی نعتیہ اشعار پڑھے، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا جو اپنی ہم جولیوں کے ساتھ یہ منظر دیکھنے میں مصروف تھیں ان کی آنکھوں میں یقین کی چمک پیدا ہوئی، ایک عورت نے کہا کہ واقعی یہ تو کھلا جادو ہے اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ ذرا ہوش کرو

☆ لیس هذا سحرا وانما هو آیات بینات وکرامات ظاہرات (بخارالانوار)

یہ جادو نہیں بلکہ کائنات کے ازلی مالک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشن نشانیوں میں سے ایک نشانی ہے

روانگی شام

دوستو! شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ظاہری حیات طیبہ میں دو مرتبہ شام کا سفر اختیار فرمایا، پہلی مرتبہ اس وقت شام کا سفر کیا جب ان کا ظاہری سن مبارک گیارہ سال تھا، اس وقت سید العجم والعرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کو اپنے ساتھ لے گئے تھے، اور راستے میں بحیرہ نامی راہب کا واقعہ پیش آیا تھا، جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سفر شام کے دوران یہ ایک گرجا گھر کے قریب سے گزر رہے تھے، یہ گرجا علاقہ شام میں شام کے راستہ کے کنارے واقع تھا، گرجا کی چھت پر ایک راہب کھڑا تھا جو اس قافلہ کو آتا ہوا دیکھ رہا تھا، جس وقت انہوں نے ایک پہاڑی کو عبور کیا تو اس نے گرجا کی چھت پر سے دیکھا کہ اس قافلہ میں کوئی ذات ایسی ہے جسے پہاڑی کے سب پتھر اور اشجار سجدہ کر رہے ہیں

یہ منظر دیکھ کر وہ اپنے گرجا کی چھت سے اتر آ کر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قدم بوسی کی، اور سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرض کیا کہ آپ کے یہ لخت جگر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے وقت کے نبی ہیں اور یہ خاتم الانبیاء ہیں، اس لئے آپ ان سے غافل نہ ہونا کیونکہ قحطانی یہودی ان کے دشمن ہیں جہاں یہ واقعہ ہوا تھا وہ مقام آج بھی موجود ہے..... (بحار الانوار)

دوسری مرتبہ یہ سفر تجارت تھا اس سفر میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے

غلام جناب میسرہ ساتھ تھے، انہوں نے اس سفر کی طویل روئیداد بیان کی ہم بقدر ضرورت اس کا خلاصہ پیش کر رہے ہیں

وہ بیان کرتے ہیں کہ جس وقت ہم تجارتی قافلہ لے کر روانہ ہوئے تو سابقہ دستور کے مطابق مکہ اور دیگر شہروں کے لوگ بھی اپنا اپنا سامان تجارت اونٹوں پر بار کر کے پہنچ گئے، اس قافلے میں ابو جہل بھی اپنا سامان تجارت لے کر ساتھ تیار ہو گیا، جس وقت قافلہ روانہ ہونے لگا تو اہل قافلہ نے پوچھا کہ اب سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام تو ہمارے ساتھ نہیں جا رہے، اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب عباس نگران ہیں، مگر ہمارے قافلہ کا امیر کون ہے؟ جناب عباس نے کہا کہ ہمارے قافلہ کا امیر سید العرب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جن کو مقرر فرمایا ہے وہی ہیں اور کون ہے، سب نے پوچھا وہ کون ہے؟ جناب عباس نے بتایا کہ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ہمارا امیر اپنے بھتیجے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قرار دیا ہے، ابو جہل بولا کہ یہ کوئی اچھا شگون نہیں کہ کسی یتیم کو امیر کا رواں بنایا جائے، یہ سننے کی دیر تھی کہ اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عالم غیض و غضب و جلال میں تلوار کا قبضہ اس کے سر پر ایسا مارا کہ وہ ملعون زمین پر جا گرا، اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے سارے گھر کے مالک اور سردار کے بارے تم نے گستاخی کرنے کی جرأت کیسے کی ہے؟ یہ دیکھ کر سب لوگ سنبھل گئے اور پھر کسی نے کوئی بات نہیں کی

جب یہ قافلہ مصروف سفر تھا تو راستے میں ایک مقام پر سرسبز وادی میں سارے قافلے نے قیام کیا، سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مناسب یہ ہے کہ ہم اس

وادی میں قیام نہ کریں کیونکہ یہ ایک برساتی وادی ہے اگر بارش ہوگئی تو سارا سامان برباد ہو جائے گا، مناسب یہ ہے کہ ہم پہاڑ کے دامن میں بلند جگہ پر قیام کریں کچھ لوگوں نے کہا کہ ہم نے صرف ایک رات قیام کرنا ہے اور آج کوئی بادل وغیرہ بھی نہیں ہے اس لئے ہم تو اسی وادی میں قیام کریں گے آپ جیسے مناسب سمجھیں ویسے کریں، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے غلاموں کو فرمایا کہ پہاڑی کے دامن میں بلند مقام پر خیام لگائے جائیں اور سامان تجارت کو کسی بلند مقام پر اچھی طرح محفوظ کر دیں کیونکہ آج بارش ضرور ہوگی ابو جہل نے بھی اپنا کچھ سامان بلند مقام پر رکھا مگر کچھ سامان وادی میں رہنے دیا، جب پوری طرح رات ہوگئی تو اچانک ایک بادل نمودار ہوا جس نے کسی کو سنبھلنے نہیں دیا، گرج چمک کے ساتھ شدید بارش شروع ہوگئی، یہ سامان سنبھالنے کی کوشش میں مصروف تھے کہ پہاڑ سے بارش کا پانی طوفانی رود کو ہی بن کر اتر ا اور وادی میں موجود جتنا بھی سامان تھا سب بہا لے گیا اور کسی کے ہاتھ کوئی چیز نہ آسکی

جناب میسرہ سے یہ بھی روایت ہے کہ اس سفر کے دوران احبارِ یہود میں سے ایک حبر ملا جس کا نام سعید بن قطمو تھا، یہ بنی قریظہ کا پر اتم یعنی گرو بنا ہوا تھا، اس نے اپنے معبد پر سے شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور پہچان لیا، اس کے دل میں دشمنی کی لہر اٹھی اور اس نے ایک فوری سکیم بنائی، جس کے تحت اس نے سب اہل قافلہ کو اپنے معبد کے اندر آنے کی دعوت دی، دوسری طرف اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ جس وقت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دروازہ عبور کرنے لگیں تو نصیب دشمنان ان پر چکی کا پاٹ گرا دینا

جس وقت یہ قافلہ والے اندر داخل ہونے لگے تو سوچی سمجھی سازش کے مطابق ابن قضمور کی بیوی نے چکی کا پاٹ گرانے کی کوشش تو اس سے وہ پاٹ سنبھل نہ سکا اور دیوار کی دوسری سائیڈ پر جاگرا، حسن اتفاق سے دوسری جانب عین اسی جگہ اس کا اپنا بیٹا نیچے کھڑا تھا جس کے سر پر یہ پاٹ جاگرا اور وہ وہیں مر گیا

اس کے بعد اس یہودی نے فوراً بنی قریظہ کو جمع کیا اور ان سب کو ساری صورت حال بتائی، ان سب نے مل کر قافلے والوں پر حملہ کر دیا، جنگ چھڑ گئی، جس میں سب قافلے والوں نے شرکت کی، جس وقت اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تلواریں بے نیام کر کے گھوڑے کو جولان دیا تو سارے یہودی فرار ہو گئے اور یہ لوگ بہ حفاظت اپنے پڑاؤ پر واپس آ گئے

کچھ دیر بعد بنی قریظہ کے کئی رؤسا اور سردار آئے ان کے پاس کوئی اسلحہ نہ تھا جو اس بات کی علامت تھا کہ وہ صلح کا مشن لے کر آئے ہیں

سرکار کے قافلہ کے محافظوں نے ان کو قافلے سے کچھ دور روک دیا، مبادا یہ کوئی نقصان پہنچا سکیں، انہوں نے محافظوں کے سامنے امان نامے کا ذکر کیا اور کہا کہ ہمیں اپنے سرداروں سے ملائیں

یہاں اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام جناب عباس اور ابو جہل ملعون آگے ہوئے، ان یہودی رؤسا نے سب سے کہا کہ آپ جس کی خاطر جنگ کر رہے ہیں یہ ذات دراصل آپ کی بھی دشمن ہے اور ہماری بھی، یہ وہ ذات ہے کہ جنہوں نے آپ کے اور ہمارے دین کا خاتمہ کرنا ہے، جس نے آپ کی اور ہماری عورتوں کو بیوہ کرنا ہے، جس نے آپ کے اور ہمارے بچوں کو یتیم کرنا ہے، جس

نے آپ کے پتھر کے خداؤں کو نیست و نابود کرنا ہے، آپ کے بڑے بڑے سرداروں کو تہ تیغ کرنا ہے یا یوں سمجھ لیں کہ آپ کو اور ہمیں قتل کرنا ہے، اور باقی قبائل کے سارے سرداروں کو اپنے قدموں میں جھکا نا ہے، اس لئے یہ ذات آپ کیلئے بھی خطرناک ہے اور ہمارے لئے بھی۔

ان کی یہ باتیں سن کر ابو جہل ملعون ان کا ہمنوا ہو گیا مگر عین وقت پر اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سب سے مخاطب ہو کر فرمایا او قوم قریش و بنی قریظہ تم کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ یہ کوئی عام یتیم بچہ نہیں ہے، بلکہ ہماری آنکھوں کا نور ہے، اور ہماری جانیں اسی کی حفاظت کیلئے ہی پیدا کی گئی ہیں، اور ان کی حفاظت کی خاطر اگر ہماری زندگیاں صرف ہو جائیں تو یہ ہمارے لئے کائنات کی سب سے بڑی سعادت ہوگی، اگر تم کو اپنی جان عزیز ہے تو اب کوئی گمراہ کن پروپیگنڈا مت کرو اور چھٹی کرو اور پھر ہمارے پاس آنے کی کوشش نہ کرنا..... (بحار الانوار)

جناب خزیمہ

دوستو!..... یہاں یہ عرض کرنا ضروری ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کی طرف سے ایک غلام ملا تھا جس کا نام جناب خزیمہ تھا، ان کو معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے شہنشاہ لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی بہت تاکید کی تھی، اسی وجہ سے یہ کسی وقت بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کبھی جدا نہ ہوتے تھے، اس سفر شام میں جناب خزیمہ بھی شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔

ان سے روایت ہے کہ دوران سفر موسم گرما میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر

اقدس کے اوپر ہمیشہ ایک بادل سایہ فگن رہتا تھا، جناب میسرہ سے بھی روایت ہے کہ ہم سارے سفر میں دیکھتے رہے کہ گرمی میں ان کے پاک سر پر ایک ٹھنڈا بادل سایہ فگن رہتا تھا، اس سفر میں ہم جس وادی سے بھی گزرے وادی کے ہر شجر و حجر سے آواز آتی تھی

☆ السلام عليك يا رسول الله صلى الله عليك وآلك وسلم

جناب میسرہ سے روایت ہے کہ ہم نے ایک گرجا کے سامنے قیام کیا کیونکہ گرجوں کے نزدیک پانی کا انتظام ہوتا تھا اس لئے عموماً قافلے گرجوں اور آبادیوں کے نزدیک قیام کرتے تھے، جس وقت ہم گرجا کے باہر خیمہ زن ہوئے تو سب لوگوں سے ایک طرف ہٹ کر سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خشک جھاڑی کے نیچے قیام فرمایا، جس وقت انہوں نے وہاں قیام فرمایا تو وہ جھاڑی جو پہلے خشک تھی فوراً سرسبز ہو گئی، پھول اور پھل لے آئی اور بڑی سایہ دار ہو گئی، اس وقت گرجا کا راہب یہ منظر دیکھ رہا تھا

☆ نزل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تحت شجرة فرآہ راہب یقال له نسطورا اس راہب کا نام نسطور تھا، اس نے دیکھا کہ ایک خشک اور ٹنڈ منڈ درخت کے نیچے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ڈیرہ لگایا اور وہ سرسبز ہو گیا جس وقت اس نے یہ منظر دیکھا تو فوراً اپنے گرجے کی چھت سے نیچے آیا اور ہاتھ باندھ کر شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف چلا، جس وقت یہ قریب آیا تو اس نے آپ کے قدموں کی طرف ہاتھ بڑھایا، جناب خزیمہ نے یہ سمجھا کہ یہ کوئی دھوکہ کر رہا ہے اس لئے انہوں نے فوراً اس راہب کے ہاتھوں پر تلوار رکھ دی اور کہا کہ یہاں سے پیچھے

ہٹ جاؤ۔

راہب واپس گرے میں آیا اور گرجا کی چھت پر چڑھ کر بلند آواز سے کہنے لگا کہ اے لوگو یقین کرو یہ عام ذات نہیں ہے، بلکہ جس پاک نبی نے آخری زمانہ میں آنا تھا یہ وہی ہیں، کیونکہ جناب عیسیٰ بھی اسی مقام پر تشریف لے آئے تھے اور انہوں نے اسی جھاڑی کے نیچے قیام فرمایا تھا، انہوں نے فرمایا تھا کہ اس جھاڑی کے نیچے ہمارے سردار کے سوا کوئی بھی آ کر نہیں بیٹھے گا، اور جب شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس جھاڑی کے نیچے تشریف رکھیں گے تو یہ سرسبز ہو جائے گی آ کر دیکھ لو یہ ہماری قدیم کتب میں لکھا ہوا ہے اور میں نے ان کو پہچان لیا ہے

☆ وهو خاتم النبیین فمن أطاعہ نجا و من عصاہ غوی.....

جناب خزیمہ سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ آپ نے مجھے ان کی قدم بوسی سے روکا ہے مگر میں جانتا ہوں یہ اللہ کے مظہر کامل ہیں، جو ان کی اطاعت کرے گا نجات پائے گا اور جو دشمنی کرے گا وہ جہنمی ہے

اس کے بعد وہ راہب دوبارہ گرجا کی چھت سے اترا

☆ فاستقبلہ و قبل یدیه و رجليه و قال اشهد ان لا اله الا الله و اشهد

ان محمداً رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم (بخاری الانوار)

اس راہب نے آ کر قدموں پر منہ لگایا ہاتھوں کے بوسے لئے اور کلمہ پڑھا جس وقت یہ تجارتی قافلہ شام پہنچا تو جملہ امور تجارت سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سپرد رہے، اپنے پرائے سب لوگوں نے ان کو مالک قرار دیا، جس کی وجہ سے ہر تاجر کو اتنا منافع ہوا کہ انہوں نے سابقہ چالیس سال میں بھی اتنا نہیں کمایا تھا یعنی

چالیس سال کا جو کل منافع تھا اس کی نسبت یہ ایک سال کا منافع زیادہ تھا (خلاصہ)

عمل زیارت

دوستو! ہر دور میں اپنے زمانہ کی حجت اللہ فی العالمین علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کے دو طریقے رہے ہیں (1) ظاہری (2) باطنی

ظاہری زیارت کا فیض مشروط ہوتا ہے، اور باطنی زیارت کا فیض اخص ہوتا ہے (یہ ایک عرفانی مسئلہ ہے اس لئے اس کو ترک کرتا ہوں) البتہ یہ ضرور بتانا چاہتا ہوں کہ جو انسان اپنے زمانے کے مالک ازل کی زیارت کرنا چاہے تو اس کیلئے ہر زمانے میں اعمالِ رویت ہیں جن کی آداب و شرائط کے ساتھ بجا آوری سے مالکِ زمان و مکان کی زیارت تقریباً یقینی ہوتی ہے کیونکہ تصدیق کا ایک بڑا ذریعہ، دنیاوی آلائشوں سے پاک ذریعہ اور سو فیصد یقین فراہم کرنے والا ذریعہ صرف وہ اعمال ہوتے ہیں جن کو اعمالِ ارتباطِ زیارت کہا جاتا ہے اور یہ اعمال روز ازل سے لے کر آج تک موجود ہیں، یعنی آج بھی کوئی اپنے زمانے کے شہنشاہ معظم عجل اللہ فرجہ الشریف کی زیارت کرنا چاہے تو ایسے اعمال موجود ہیں جن کے ذریعے اپنے منعم ازل عجل اللہ فرجہ الشریف کا شرفِ زیارت نصیب ہو سکتا ہے۔ بعینہ اُس زمانہ میں بھی اعمالِ زیارت موجود تھے اور تشنگانِ و مشتاقانِ دیدارِ حبیب ان سے مستفیض ہو کر اپنی روحانی پیاس بجھایا کرتے تھے

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو جب راہبین اور احبارِ یہود نے نشانیاں بتائیں تو آپ نے تصدیق باطنی کیلئے اپنے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل

کو یاد فرمایا اور کہا کہ آپ جملہ الہامی کتب کے عالم ہیں، صحف انبیاء و اوصیاء کے حافظ ہیں، آپ نے بھی آخری زمانہ میں آنے والے سر تاج الانبیاء و علیہ السلام کے بارے کتابوں میں پڑھا ہوگا، آپ نے ان کی پہچان کی علامات بھی پڑھی ہوں گی، آپ ہمیں وہ تفصیل سے سنائیں۔

انہوں نے ساری علامات بیان کیں، جس وقت سارے علامات سن لئے تو فرمایا بھائی جان کیا آپ یہ مہربانی کر سکتے ہیں کہ آپ اس ذات کو تلاش کریں ممکن ہے کہ وہ آج موجود ہوں (بحار الانوار)

جناب ورقہ بن نوفل نے ہنس کر کہا کہ ہاں ہم بھی کوشش کریں گے، مگر ہم نے کتب انبیاء و رسل علیہم السلام میں اعمال زیارت پڑھے ہیں، ان میں ایک مجرب عمل ہے، مناسب یہ ہے کہ آپ وہ عمل کر کے ان کی خود زیارت کر لیں تاکہ جب بھی وہ ذات اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے سامنے آئیں تو آپ ان کو پہچان لیں۔

جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اس سے بڑی تو کوئی بات ہی نہیں، آپ وہ عمل ہمیں عطا کریں، جناب ورقہ بن نوفل نے ان کو عمل زیارت و ارتباط تعلیم کیا اور واپس آ گئے۔ یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ یہ عمل زیارت جناب ورقہ بن نوفل پہلے کر چکے تھے مگر انہوں نے یہ بات دل میں چھپائی ہوئی تھی

جب رات ہوئی تو جناب ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے سجادۂ عبادت بچھایا اور محل کی چھت پر عمل زیارت کیا، جس وقت عمل زیارت مکمل کر چکیں تو واپس محل کے اندر آ کر سو گئیں، ابھی پوری طرح نیند نہیں آئی تھی کہ انہوں نے ایک مکاشفہ کیا۔

انہوں نے دیکھا کہ

☆ قد جاء اليها رجل لا بالطويل الشاهق ولا بالقصير اللاذق أدعج
العينين أزج الحاجبين أحور المقلتين عقيقي الشفتين مورد الخدين
أزهر اللون مليح الكون معتدل القامة تظله الغمامة بين كتفيه علامة
راكب على فرس من نور مزم بسلسلة من ذهب على ظهره سرج من
العقيان مرصع بالدر و الجوهر له وجه كوجه الآدميين منشق الذنب
له أرجل كالبعقر خطوته مد البصر هو يرقل بالراكب (بخارجلد 16)

فضا میں ایک نور ساطع ہوا اور اس میں سے ایک نوجوان تشریف لے آئے، نہ تو
ان کا قد اتنا بلند تھا کہ آنکھوں کو غیر موزوں محسوس ہو، اور نہ اتنا پست کہ زمین کے
ساتھ پیوست نظر آئے، یعنی قامت اتنی موزوں تھی جو دل کیلئے کشش رکھتی تھی،
رُخِ انور پر نظر کی تو دیکھا کہ دل آویز چشم ہائے مبارک کی سیاہی سے لیلۃ القدر
برکت حاصل کرتی نظر آئی، نگہی آنکھوں کی سفیدی سے چاندنی حسن کی بھیک
مانگتی نظر آئی، چشم ہائے غزالی کے اوپر محراب ہائے ابرو آپس میں جڑے ہوئے
تھے، لب ہائے قرآن پرور سے عقیق ہائے عدن آب درخشندگی کا درس لیتے نظر
آتے تھے، گلابی رُخساروں سے گل ہائے جنت نزاکت و نفاست و رنگ و خوشبو
چرا کے مسکراتے تھے، پاک رُخساروں کی رنگت زہرہ ستارے کی چمک پر طنز
کر رہی تھی اور نمکین حسن کی ملاحظت نگاہوں کا ذائقہ بدل رہی تھی، قامت موزوں
تھی، سراقدس پر نوری بادل نے سایہ کیا ہوا تھا، اور شانہ اطہر سے مہر نبوت کی
روشنی کی کرنیں عرش سے بغل گیر ہو رہی تھیں، آپ ایک نوری راہوار پر سوار
تھے، جس کی باگیں کبریت احمر کی تاروں سے منسوج تھیں، اس کی زین خالص

سونے کی بنی ہوئی تھی جس پر جنت کے موتی اور جواہرات جڑے ہوئے تھے، اس راہوار یا براق کا سرا انسان کی مانند تھا، اور دھڑگھوڑے کی مانند تھا، جس کی دم خوشبودار اور سسوں تک دراز تھی، اس کے قدم مبارک بیل کی طرح درمیان سے کٹے ہوئے تھے اور وہ اتنا تیز رفتار تھا کہ جہاں تک انسان کی نظر کام کر سکتی ہے وہاں تک اس کا ایک قدم تھا

☆ وکان خروجه من دار ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام فلما رأته صلوة اللہ علیہا ضمته الی صدرہا وأجلسته فی حجرہا ولم تنم باقی لیلتها..... (بخاری الانوار جلد 16)

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا روایت فرماتی ہیں کہ ہمیں یہ بات عجیب نظر آئی کہ شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا راہوار سید العرب جناب ابو طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک گھر سے ظاہر ہوا، جس وقت وہ نور ازل ہمارے قریب آیا تو ہم نے اسے اپنی آغوش کی زینت بنایا، جس وقت یہ خواب دیکھا تو پھر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا باقی رات سو نہیں سکیں بلکہ باقی ساری رات اپنے سرتاج و معراج کی یاد میں جاگ کر گزاری، جب صبح ہوئی تو انہوں نے فوراً اپنے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل کو بلوایا جس وقت وہ پہنچے تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کچھ اشعار گنگنا رہی تھیں

☆

أیا ریح الجنوب لعل علم من الاحباب یطفی بعض حری
ولم لا حملوک الی منهم سلاماً أشتريه ولو بعمری
و حق و دادهم انی کتوم وانی لا أبوح لهم بسری

أراني الله وصلهم قريبا
وكم يسرأتي من بعد عسر
فيوم من فراقكم كشهر
و شهر من وصالكم كدهر

(بحار الانوار جلد 16)

گریز

یہاں ایک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتظار میں تھیں جن کا ایک ایک لمحہ صدیوں کی مانند گزر رہا تھا، ایسے ہی مدینہ میں ایک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شبیہ کامل شہزادہ علی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتظار میں تھیں..... جب صبح ہوتی گھر کے دروازہ پر بیٹھ جاتی تھیں، پاک بھائی کے انتظار میں سورج غروب ہو جاتا تھا، پاک نانی اور دادی آ کر فرماتی تھیں کہ ہماری بیمار بیٹی اب تو سورج غروب ہو گیا ہے، اب تو آپ واپس گھر کے اندر آ بیٹھیں، رو کر فرماتیں کہ بے شک سورج غروب ہو رہا ہے لیکن میرے سر پر تو دکھوں کی دو پہر ویسے ہی کھڑی ہے کسی وقت اپنے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مزار پر جا کر عرض کرتیں نانا جان! آپ اس طرح کرم فرمائیں کہ ہم ابھی سن بیٹھیں یا ہمیں مدینہ کی کوئی مستور آ کر اطلاع دے کہ ہمارے بابا جان علیہ الصلوٰۃ والسلام واپس آ گئے ہیں، ہمارا بھائی سہرا باندھ کر آ رہا ہے، ہمارے نو خیز بھائی کی دلہن کو لے کر ان کی بارات آ رہی ہے

جس وقت محرم کا چاند نظر آیا تو دل زیادہ اُداس ہو گیا، ہر روز غم میں اضافہ ہوتا گیا، سات محرم کو بیمارِ مدینہ معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے کھانا پینا چھوڑ دیا، دس محرم کا سورج طلوع ہوا تو آپ کی یہ کیفیت تھی کہ آپ ایک مقام پر بیٹھ نہیں سکتی تھیں۔

کسی وقت روضہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں رو کر دعائیں مانگتی تھیں کہ آج ہمارا دل

بہت زیادہ اُداس ہے، ہمیں کوئی خیر کی خبر سنوائیں، پھر گھر میں تشریف لائیں، جب دوپہر ہوئی تو روتی ہوئی دوبارہ نانا پاک کے مزار پر آئیں مگر اب ہاتھ جگر پر تھا، مزار رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آ کر انہوں نے عرض کیا نانا ہمارا دل بہت اُداس ہے، ہمیں کوئی خیر کی خبر سنائیں، مزارِ اقدس سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہر ہوئے، اور رو کر فرمایا میری لائق بیٹی اب پاک بھائی کا انتظار نہ کرو، اور ان کے واپس آنے کی اُمید نہ رکھنا، ہم آپ کے بھائی کو گھوڑے سے اتر تادیکھ کر آ رہے ہیں، ہمارے اس لعل کا ایک ہاتھ سینہ پر تھا، جگر کا خون سینہ سے جاری تھا، آپ کو آپ کا بھائی بہت بہت سلام کہتا تھا

سارے مل کر دعا کریں کہ اب تو اس پاک معظمہ بی بی سلوٰۃ اللہ علیہا کو اپنے جوان بھائی کی خوشیاں نصیب ہوں، اس پاک ہمیشہ کے قلب مضطرب کی ہر حسرت کی فوراً تکمیل ہو، ان کو اپنے خوب رو بھائی مسکراتے ہوئے آ لیں اور ان کا صدیوں کا فراق ختم ہو، ان کو اتنی زیادہ خوشیاں ملیں کہ ہجر و فراق کے تمام صدمات ان کے دل سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محو ہو جائیں



﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِیْفِ
وَّ صَلِّوْا ثَ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَّ عَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

چھٹی مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

حجاز کا علاقہ ہے، بدر سے عسفان کے راستہ پر ایک عظیم الشان تجارتی قافلہ مکہ کی طرف آ رہا ہے، لاتعداد اونٹوں پر سامان تجارت لدا ہوا ہے، اونٹوں کے گلے کی گھنٹیاں اور ساتھ بچتے ہوئے مسافرانہ طبل پورے پہاڑی صحرا کو مسحور کر رہے ہیں، جب یہ قافلہ جحفہ کے مقام پر پہنچا تو تھوڑی دیر کیلئے رُک گیا تاکہ تھوڑی دیر رکنے کے بعد آگے کا سفر جاری رکھا جائے، یہ جحفہ کا مقام وادی مہیعہ میں ہے اور ظہور اسلام کے بعد اس مقام کو حج کے ایام میں اہل شام و مصر نے میقات یعنی احرام باندھنے کا مقام قرار دیا تھا، اس مقام سے مکہ کی طرف یعنی جنوبی طرف تین عربی میل کے فاصلہ پر وہ مشہور مقام ہے جسے غم غدیر کہتے ہیں۔

یہاں سے مکہ کئی منازل کے فاصلہ پر ہے مگر چونکہ یہ علاقہ مکہ کے صوبہ کی حدود میں شامل ہے اس لئے اُس زمانہ میں بڑا قریب سمجھا جاتا تھا، یہاں قافلہ صبح کے وقت پہنچا، عین اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے محل میں زیارت کرنے کے بعد اپنے محبوب حقیقی کی یاد میں کئی اشعار گنگنا رہی تھیں



أياريح الجنوب لعل علم من الاحباب يطفى بعض حري
ولم لا حملوك الي منهم سلاماً أشتريه ولو بعمرى
و حق و دادهم انى كتوم وانى لا أبوح لهم بسرى
ارانى الله وصلهم قريبا وكم يسراتى من بعد عسر
فيوم من فراقكم كشهر وشهر من وصالكم كدهر

(بحار الانوار)

یہاں جحفہ کے مقام پر تھوڑی دیر قیام فرمانے کے بعد سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ناقہ کو اٹھنے کا اشارہ کیا، جناب میسرہ نے سوال کیا کہ آپ اب کہاں تشریف لے جا رہے ہیں؟ سرور کو نین رحمت دارین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب میسرہ سے فرمایا کہ اب مکہ آگے ایک آدھ دن کا سفر ہے، گویا آپ کی شہزادی کا سامان خیریت سے پہنچ گیا ہے، اب ہمیں اجازت، ہم اپنی ناقہ صہبا کو تیز چلا کر جلدی جانا چاہتے ہیں، ہماری طرف سے اپنی شہزادی کو سامان بہ خیریت پہنچنے کی مبارکباد دینا اور ہماری طرف سے سلام بھی پیش کرنا، اب یہ اونٹ اور سامان آپ کے حوالے، یہ فرما کر اپنی ناقہ صہبا کو ایڑی لگائی اور راہ مکہ پر نظروں سے اوجھل ہو گئے

جس وقت جناب ورقہ بن نوفل نے یہ اشعار سنے تو مسکرا کر کہنے لگے کہ آپ نے لازماً اپنے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کر لی ہے، جناب سیدہ ملکیتہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے مسکرا کر فرمایا کہ آپ نے تو ہم سے بات چھپائی ہوئی تھی مگر ہم بھی اس راز سے واقف ہو گئے ہیں، آپ اپنی زبان سے آگاہ کریں کہ ہم نے کس کی

زیارت کی ہے؟ انہوں نے مسکرا کر عرض کیا

☆ فان الذی رأیته متوج بتاج الکرامة الشفیع فی العصاة یوم القیامة

سیدالعرب و العجم محمد بن عبداللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (بحار الانوار)

تساں اوں سرتاج کوں ڈٹھا ہے جیندے سرتے تاجِ کرامت ہے
جو عاصیاں کیے محشر وچ خالق دی ازلی رحمت ہے
جو ہے سردار نبیاں دا کل عرب عجم دا مالک ہے
جیندا ناں صلوات بناں چانون بد بختی ہے ہک لعنت ہے



جس وقت جبال مکہ کے قریب پہنچے تو شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناقہ سے فرمایا
کہ تم چلتے رہنا ہم آرام فرمانا چاہتے ہیں، یہ فرمایا کہ لَا سِنَّةَ وَلَا نَوْمَ کے مظہر
کامل کو چلتی ناقہ پر بظاہر نیند آگئی، جس وقت ان کو نیند آئی

☆ فاوحی اللہ الی جبریل أن اہبط الی جنات عدن وأخرج منها القبة

التي خلقتها لصفوتي محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبل أن أخلق آدم علیہ السلام

بألفي عام وانشرها على رأسه وكانت من الياقوت الاحمر معلقة

بعلائق من اللؤلؤ الابيض يرى باطنها من ظاهرها وظاهرها من

باطناتها لها أربعة أركان وأربعة ابواب ركن من الزبرجد وركن من

الياقوت وركن من العقيان وركن من اللؤلؤ وكذا الابواب فنزل

جبريل واستخرجها

اللہ جل جلالہ نے اپنے امین خاص جناب جبرائیل کو حکم فرمایا کہ فوراً جنت عدن

میں جائیں اور وہاں سے وہ قبہ (گولائی والا خیمہ) حاصل کریں جسے ہم نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر جناب آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے سے بھی ایک ہزار سال قبل تخلیق کیا تھا، یہ قبہ لے جا کر میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سراقدس پر اُستوار کریں

یہاں اس قبہ نما نورانی خیمہ کی بہت ترکیبی بیان کرتا چلوں کہ یہ خیمہ یا قوتِ سرخ کا بنا ہوا تھا، اس کی طنائیں سفید رنگ کے موتیوں سے آراستہ تھیں، اور وہ لؤلؤ والمرجان کے ساتھ سجا ہوا تھا، اس کا ہر موتی اتنا شفاف یا ٹرانس پیرنٹ (Transparent) تھا کہ اندرونی ساخت باہر سے نظر آتی تھی، اس نورانی خیمہ کے چار ارکان تھے، ہر رکن کے ساتھ ایک دروازہ تھا، یعنی اس کے چار دروازے تھے، ایک رکن زبرجد سبز کا تھا اور اس کا دروازہ بھی زبرجد سبز کا تھا، دوسرا رکن گلابی یا قوت کا تھا اور اس کا دروازہ بھی گلابی رنگ کے یا قوت کا تھا، تیسرا رکن خالص سونے کا تھا اور اس کا دروازہ بھی کبریت احمر کا تھا، اور چوتھا رکن سفید آبدار موتیوں کا تھا اس کا دروازہ بھی سفید آبدار موتیوں کا تھا

روح الامین نے اپنے عہد خدمت کو بڑی مستعدی سے نبھایا اور یہ نورانی خیمہ فوراً آراستہ کیا، اس وقت منظر کچھ اس طرح ہے کہ ناقہ چلتی آرہی ہے، اس کے گرد حورانِ جنت کی صفیں آراستہ ہیں، غلمانِ جنت کی وردیاں سجا کر قطاروں میں ناقہ کے ساتھ چل رہے ہیں، ان سب کو تسبیح و تہلیل کا حکم ملا تو ہر شے نے صلوات کا ورد کرنا شروع کیا

☆ وہبت ریح الرحمة وصفقت الاشجار

اس وقت رحمتِ الہیہ کی مہکتی ہوئی بادِ نسیم چلی جس کی خنکی کا مزہ لے کر درختوں کے پتوں نے تالیاں بجانا شروع کیں، جناب جبرائیل نے بہ فرمانِ الہی اس نورانی خیمہ کے سامنے تین علم بلند کئے، پوری کائنات کے درختوں اور پودوں کو کلمہ طیبہ پڑھنے کا حکم ہوا، پرندوں نے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خوش الحانی سے ورد شروع کیا، موسم کی دلنواز اداؤں پر جبال و شعاب مکہ جھوم اُٹھے، جس وقت یہ دلنواز سحر انگیز ہوا جبال مکہ سے گزر کر مکہ میں داخل ہوئی تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے پاس رؤسائے عرب کی لڑکیاں آئی ہوئی تھیں، ان کو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا آج موسم کہتا ہے کہ محل کے اندر بیٹھ جانا ظلم ہے اس لئے سب لڑکیاں چلو محل کے چھت پر بیٹھ کر مناظرِ فطرت اور اللہ کی رحمت کے نظاروں سے لطف اندوز ہوں

اس وقت سب لڑکیوں کے ہمراہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے محل کی سقف پر آئیں، یہاں پہلے ہی سے کنیزوں نے مسندیں بچھا رکھی تھیں، کنیزیں جلدی جلدی سامانِ خورد و نوش چھت پر پہنچانے میں مصروف تھیں، کوئی میوہ جات کے تھال اُٹھا کر لا رہی تھی، اور کوئی پھلوں کی ٹوکریاں اُٹھا کر دوڑ رہی تھی، کنیزیں جلدی جلدی سامانِ چھت پر پہنچانے میں مصروف تھیں، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی ہم جولیاں مزے سے ہر چیز کھانے میں مصروف تھیں اور ساتھ ساتھ موسم سے بھی لطف اندوز ہو رہی تھیں، عین اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے شعاب مکہ کی طرف نگاہ فرمائی

☆ اذ کشف اللہ تعالیٰ عن بصرها دون غیرها قد نظرت نوراً سا طعاً

وضیاء لامعا من جهة باب المعلى

اللہ جل جلالہ نے ان کی آنکھوں سے حجابات ہٹائے، لیکن ان کے علاوہ کسی اور کی آنکھوں سے نہیں ہٹائے، انہوں نے شبابِ مکہ کی طرف نگاہ کی، ان پہاڑوں کے پیچھے ان کو ایک نورِ ساطع نظر آیا، اس وقت انہوں نے زنانِ قریش سے مخاطب ہو کر فرمایا

☆ قالت يا بنات العرب انا نائمة فقلن نعيذك بالله بل انت يقظانة

اے عرب زاد یو! ذرا دیکھو تو سہی، ہمیں نیند تو نہیں آگئی؟ کیا ہم جاگ رہے ہیں یا سو رہے ہیں؟..... سب نے عرض کیا آپ بیدار ہیں، فرمایا واقعی؟

انہوں نے عرض کیا اللہ کی قسم آپ بیدار ہیں..... فرمایا پھر تم بھی ذرا ہمارے محل کے صدر دروازے کی طرف نگاہ کرو تمہیں بھی کچھ نظر آتا ہے..... جب ان کو حکم فرمایا کہ تم بھی دیکھو تو اللہ جل جلالہ نے ان کے آنکھوں سے بھی حجابات اٹھا دیئے، ان کو بھی ایک نورِ ساطع نظر آیا جو آسمان سے باتیں کر رہا تھا مگر اس کے علاوہ کچھ نظر نہیں آیا، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی ہم جولیوں سے فرمایا کہ تم کو شاید وہ کچھ نظر نہ آ رہا ہو جو ہم دیکھ رہے ہیں، ہمارے سامنے جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، جو ہماری ناقہ صہبا پر سوار ہیں، ان کے سراطہر پر ایک عظیم نورانی قبہ ہے، جس کے چاروں اطراف حورانِ جنت کینروں کی طرح دوڑ رہی ہیں، اور غلمان سپاہی بن کر آ رہے ہیں، جلالِ شاہی کے اظہار کیلئے ملائکہ کی صفیں آراستہ ہیں، کائنات کی ہر شے ناقہ کے قدم قدم پر صلوات پڑھ رہی ہے،

تمہیں تو یہ شاہی جاہ و جلال نظر نہ آ رہا ہوگا

انہوں نے عرض کیا ہم کو یہ نظر نہیں آ رہا لیکن ہمیں یہ تو بتائیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیا قیصر روم ہیں، یا کسریٰ ایران ہیں، تبعہ یمن ہیں، منذر عراق ہیں یا کسی اور ملک کے بادشاہ ہیں؟

مسکرا کر فرمایا کہ یہ جتنے نام تم نے گئے ہیں ان میں سے کوئی بھی نہیں ہے بلکہ یہ سارے تو ان کی غلامی کے قابل بھی نہیں ہیں، وہ تو کائنات کے مالک ہیں، اللہ جل جلالہ کے ملک عظیم کے بادشاہ ہیں، اب تم دیکھو وہ ہمارے محل کے طرف تشریف لا رہے ہیں

اس وقت ان زنان مکہ کی نظروں نے اللہ جمیل کے جمال اول کی جھلک دیکھی زنان مصر کی طرح ان کو بھی کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔

اللہ جل جلالہ کے حبیب ازل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے محل سرا کے دروازہ پر آ کر ناقہ روکی اور دق الباب کیا، باقی تو کسی کو ہوش ہی نہیں آیا شہزادی عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا جلدی سے محل کی چھت سے اتریں اور محل کے اندر آ کر شہنشاہ کی مسند آراستہ کی اور اس کے بعد اپنی مسند کے سامنے پردہ لٹکانے کا حکم دیا، پھر ایک کنیز کو فرمایا کہ اب شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اندر بلائیں

جس وقت شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حجاب قدس کے سامنے تشریف لے آئے تو یہ الفاظ ادا کر کے سلام فرمایا..... السلام علیکم یا اہل البیت..... اے پاک اہل بیت نبوت و رسالت ہمارا آپ پر سلام ہو۔ شہزادی عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا نے سلام کا جواب عرض کیا، شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہم آپ کو آپ کے مال کے بخیریت

پہنچنے کی خوشخبری دینے کیلئے آئے ہیں کہ آپ کا مال خیریت سے پہنچ گیا ہے۔

انہوں نے عرض کیا کہ آپ کی ذات ہی ہمارے لئے سارے مال اور پورے خاندان سے زیادہ عزیز ہے، آپ خیریت سے پہنچ گئے ہیں یہی سب سے بڑی خوشخبری ہے، اس کے بعد دریافت کیا کہ باقی قافلہ کہاں ہے؟ فرمایا کہ ہم اس کو جحفہ چھوڑ آئے ہیں، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہا نے عرض کیا کہ ہم بھی یہی چاہتے تھے کہ آپ ہمیں سب سے پہلے زیارت کرائیں سو آپ کی ذات نے یہ احسان بھی فرما دیا ہے، شہنشاہ معظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے چند منٹ وہاں قیام فرمایا، اس کے بعد فرمایا کہ اب ہم واپس قافلہ کی طرف جاتے ہیں یہ فرما کر آپ واپس تشریف لے گئے

جس وقت آپ روانہ ہوئے تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہا فوراً اپنے محل کی چھت پر آئیں کہ دیکھیں جو جاہ و جلال شاہی پہلے دیکھا تھا کیا وہ یہاں سے جانے کے بعد اب بھی باقی ہے یا نہیں؟ انہوں نے چھت پر جا کر دیکھا تو ابھی تک کسی عورت کو ہوش نہیں آیا تھا اور شہنشاہ معظم کا جاہ و جلال شاہی پہلے سے بھی زیادہ تھا جس وقت وہاں سے روانہ ہوئے تو ناقہ صہبانے پرواز کیا اور فوراً قافلہ کے پاس پہنچ گئے، ان کو دیکھ کر جناب میسرہ نے سوال کیا آقا آپ کدھر تشریف لے گئے تھے؟ شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہم کچھ وقت کیلئے مکہ تشریف لے گئے تھے، جناب میسرہ نے حیران ہو کر کہا کہ وہ تو یہاں سے کافی دور ہے، آپ کیسے وہاں پہنچ گئے اور واپس بھی آ گئے، عام حالات میں یہ ناممکن ہے، فرمایا ہاں تمہارے لئے ناممکن ہے مگر ہمارے لئے کچھ بھی ناممکن نہیں ہوتا، جناب میسرہ نے

سب قافلہ والوں کو آواز دی کہ اے بنی نصر اے قریش اے بنی زہرہ یا بنی ہاشم علیہم
الصلوٰۃ والسلام

☆ ہل غاب محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم عنکم غیر ساعتین او اقل من ذالک
فقالوا نعم

آپ سب بتائیں کیا شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم سے دو گھڑی سے زیادہ دیر تو
غائب نہیں ہوئے؟ سب نے کہا ہاں ابھی تو ہمارے ساتھ تھے، کچھ وقت کیلئے ہی
غائب ہوئے ہیں، اس نے کہا یہ فرما رہے ہیں کہ ہم مکہ سے ہو آئے ہیں ان کے
جواب سے پہلے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا آپ جواب بعد میں دینا پہلے یہ
نشائیاں دیکھ لو

☆ هذا خبز مولاتی صلوٰۃ اللہ علیہا وهذا ماء زمزم فتعجب القوم
اے میسرہ ذرا پہچانیں یہ آپ کی شہزادی کی روٹی میرے پاس ہے جو انہوں نے
ہمیں پیش کی تھی، اور ہم آپ کیلئے آب زمزم بھی لے آئے ہیں، سارے قافلہ
والے یہ دیکھ کر حیران رہ گئے کہ وہ واقعی آب زمزم اور جناب سیدہ ملیکہ العرب
صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر پاک کی روٹی تھی

واپسی درمک

شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی آمد سے آگاہ فرما کر واپس روانہ ہوئے، ان کے
تشریف لے جانے کے بعد جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے غلاموں
اور کنیزوں کو حکم دیا کہ آنے والے قافلے کے استقبال کی تیاری کی جائے اور ایسا
شاندار استقبال کیا جائے کہ پوری دنیا کو قیامت تک یاد رہے۔

تم سب تیاری کر کے شعابِ مکہ پر جاؤ، آج بعد از طلوعِ آفتاب ہمارے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قافلہ مکہ کی وادیوں میں داخل ہوگا تم نے استقبال کرنا ہے جس وقت قافلہ شعابِ مکہ یعنی مکہ کے پہاڑ سے اتر کر وادیوں میں داخل ہوا تو سامنے غلاموں اور کنیزوں کی ایک قطار تھی، جن میں سے کچھ کے ہاتھوں میں دھنیں تھیں، کچھ کے ہاتھوں میں بربط اور تاروں والے ساز تھے، کچھ کے ہاتھوں میں سنہری بخور دان تھے جن میں صندل اور عود کی خوشبو والے دھوئیں کی لپٹیں اُٹھ رہی تھیں، اور کچھ کے ہاتھوں میں پھل تھے

جس وقت یہ قافلہ قریب آیا تو انہوں نے سازوں کی لے پر شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے استقبالیہ اشعار پڑھنے شروع کئے، اس وقت مکہ کے سر بلند پہاڑ بھی اس دھن پر دھمال ڈالتے محسوس ہوتے تھے، جس کنیز یا غلام کے سامنے سے شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ناقہ گزرتی وہ کنیز جھک کر عرض کرتی تھی

☆ الا یعقر ناقة فرحا بقدومه

تمنا بھی عجب شے ہے نکل کے دل سے کہتی ہے
تیری ناقہ کے ہر اُٹھتے قدم کو چوم لیں خوشیاں
اری صہبا لہک کے چل تیری بانگی اداؤں پر
ہمارے ساتھ درویشی ادا میں جھوم لیں خوشیاں



جس وقت سارے غلاموں اور کنیزوں کی فوج ظفر موج معازف و مباخر اُٹھا کر دل آویز انداز میں نغمہ سرائی میں مصروف تھی تو اللہ کی رحمت ازلی مسکرا رہے تھے

اہل عرب یہ سمجھ رہے تھے کہ تجارتی قافلہ کا استقبال ہو رہا ہے اور خصوصی طور پر اپنے مال کے محافظ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا استقبال کروایا جا رہا ہے مکہ کی گلیوں میں بھی یہ استقبال جاری رہا، جس وقت مکہ مکرمہ کے اندر داخل ہوئے تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا گھر پاک پہلے تھا اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا قصر اخضر آگے تھا، جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے محل سرا کے دروازہ پر پہنچے تو انہوں نے جناب میسرہ کو فرمایا کہ آپ اپنے سامان سمیت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے محل سرا کی طرف جاؤ ہم اپنے پاک گھر تشریف لے جاتے ہیں، وہاں ہماری حصہ کی بہن ہمارے استقبال کیلئے دروازہ پر کھڑی ہوں گی

ادھر پاک ہمشیرہ صلوٰۃ اللہ علیہا کو ایک کنیر نے اطلاع دی کہ آپ کے بھائی تو بڑی شان و شوکت کے ساتھ واپس آ رہے ہیں، وہ ناقہ صہبا پر سوار ہیں، ناقہ مکہ کی گلیوں میں بڑی شان و شوکت سے چلتی آ رہی ہے، کنیریں اور غلام ان کے استقبال کیلئے دف اور ساز بجاتے ہوئے نغمہ سرا ہیں، وہ آپ کے گھر کی طرف روانہ ہیں، معلوم ہوتا ہے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارات آ رہی ہے۔ ساری پاک پھوپھیاں صلوٰۃ اللہ علیہن استقبال کیلئے دروازہ پر آ کھڑی ہوئیں انہوں نے نگاہ کی تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چچاؤں کے درمیان ایسے نظر آتے تھے جیسے چودھویں کا چاند ستاروں کے درمیان ہو، پالنے والی مادر گرامی صلوٰۃ اللہ علیہا نے نظر اتاری، سب مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن نے دعائیں دیں

گر بیز

یہاں ایک پاک بہن منتظر ہے کہ میرا بھائی آئے گا، یہ بڑی خوش قسمت بہن ہے جس کو بھائی اس شاہانہ انداز میں ملا ہے کہ اس کا شایانِ شان استقبال ہو رہا ہے مگر اسی پاک گھر کی دوسری بہن جو اپنے بھائی کی منتظر تھیں وہ کتنی کم نصیب تھیں شہنشاہِ کر بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جب سے مدینہ چھوڑا تھا ملکہ عِ فراق بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا یہ معمول تھا

☆ کانت کل یوم یجی خلف الباب لعلھا تجد من کان له اطلاع بحال

والدھا واخیہا علی الاکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام

صبح ہوتی تو گھر کے دروازہ کے پیچھے آ بیٹھتی تھیں کہ شاید ابھی کوئی آ کر پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام اور میرے حصہ کے بھائی ہمیشہ پیغمبر علی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حال سنائے، شاید کوئی خیر و خیریت کی خبر آ جائے، وہ صبح سے غروب آفتاب تک دروازہ پر تشریف فرما رہتی تھیں، جب سورج غروب ہو جاتا تو پاک نانی صلوٰۃ اللہ علیہا کو رو کر کہنے لگتیں کہ نانی پاک! آج کا دن بھی گزر گیا مگر آج بھی کوئی اطلاع نہیں آئی، پاک بابا کے متعلق کوئی خیر کی خبر نہیں آئی

قصر اخضر میں جناب میسرہ کی آمد

دوستو! مکہ مکرمہ کے ایک پہلو میں ایک عظیم الشان قصر ہے، جس کا نام قصر اخضر ہے، اس کی طرف ایک عظیم کارواں آ رہا ہے، جس کے آگے آگے ناقہ پر جناب میسرہ سوار ہیں، یہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھر پہنچا کر اپنا سامان تجارت اور پورا

منافع لے کر اپنی شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا کو مبارک دینے آرہے ہیں کہ ہمیں ایک ہی سال میں پورے چالیس سال کا منافع مل گیا ہے، یہ ناقہ سے اترے، محل کے دروازہ پر غلاموں اور کنیزوں نے ان کا استقبال کیا، یہ سامان تجارت کا منافع اور نئی خریداری کی فہرست لے کر محل کے اندر داخل ہوئے، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے ان کو اپنے شاہی محل کے دروازہ پر خوش آمدید کہا

یہ اندر آئے اور پاک شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے فہرست اور حساب کتاب کا رجسٹر پیش کیا، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا یہ دیکھ کر بہت خوش ہوئیں کہ چالیس سال کا منافع ایک ہی سفر میں مل گیا ہے، اس کے بعد انہوں نے سفر کی تفصیل بیان کرنے کا حکم فرمایا

جناب میسرہ نے سفر کے سارے حالات سنائے، پہاڑ پر بارش کا آنا، کچھ لوگوں کا سامان بہہ جانا، سارے راہمیں اور احبار کے واقعات سنائے، نسطور کی وصیت بھی سنائی کہ یہ آخری نبی ہیں اور ان کی اطاعت کرنا فرض ہے، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے جس وقت جناب میسرہ سے سارے حالات سنے تو ان کا یقین مزید کامل ہوا کہ ہم جن کی تلاش میں تھے وہ یہی شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں، اس لئے انہوں نے جناب میسرہ کی گفتگو کے بعد فرمایا

☆ فقالت حسبك يا ميسرة لقد زدتني شوقا الى محمد صلى الله عليه وآله وسلم اذهب فأنت حر لوجه الله وزوجتك واولادك ولك عندى مائتا درهم وراحلتان وخلصت عليه خلعة سنينة وقد امتلا سرورا وفرحا..... (بخاری الانوار کپانی، ملیکہ العرب)

اے میسرہ! آپ نے ہمارے شوق زیارت و گرویدگی کو مزید بڑھا دیا ہے اور ہمارے دل کو مسرت و سرور سے معمور کر دیا ہے اس لئے ہم آپ کو غلامی سے آزاد کرتے ہیں، آپ کی بیوی اور بچے آج کے بعد ہمارے غلام نہیں بلکہ ہمارے افراد خانہ بن کر رہیں گے، فقط یہی نہیں بلکہ ہم اس خوشخبری کے عیوض آپ کو دوسو درہم چاندی، اونٹوں میں سے آپ کی پسند کے دو اونٹ، اور ایک بیش بہا شاہی خلعت بھی عطا فرماتے ہیں

ابھی یہ گفتگو جاری تھی کہ ایک کنیز نے آ کر جناب سیدہ ملیکہ العرب ﷺ کے چچا عمرو بن اسد کی آمد کی اطلاع دی، جناب سیدہ ملیکہ العرب ﷺ فوراً اُٹھیں اور اپنے چچا کو ساتھ لے کر وہاں آئیں جہاں سامان تجارت رکھا ہوا تھا، جناب عمرو بن اسد اتنا منافع اور بقیہ خرید دیکھ کر حیران رہ گئے

جناب سیدہ ملیکہ العرب ﷺ نے ان کو اپنے ساتھ مسند پر بٹھایا، انہوں نے سامان تجارت اور منافع کو دیکھ کر کہا کہ اتنا منافع تو ہم سوچ بھی نہیں سکتے تھے جناب سیدہ ملیکہ العرب ﷺ نے مسکرا کر فرمایا

☆ هذا كله ببركة محمد صلى الله عليه وآله وسلم والله يا عماه انه مبارك الطلعة
ميمون العزة

یہ سب ہمارے پاک حبیب ﷺ کے قدموں کی برکت ہے کیونکہ ان کا جلوہ مبارک ہے اور ان کی عزت و وقار کا پہاڑ ہمیشہ سے سر بلند ہے اس کے بعد جناب میسرہ کو فرمایا کہ آپ ان کے سارے معجزات اور واقعات ہمارے چچا جان کو سنائیں، جناب میسرہ نے ساری داستان اول سے آخر تک

سنائی مگر روٹی والی بات غائب کر گئے، جس وقت عمرو ابن اسد نے ساری تفصیل سنی تو کہا اے میسرہ آپ نے ہمارا شوق زیارت بڑھا دیا ہے، اب تو ان کی زیارت ہم پر واجب ہو گئی ہے، کوئی صورت نکالیں کہ ہمیں ان کی زیارت ہو جائے یہ فرمانے کے بعد اپنی طرف سے ایک خلعت شاہی منگوا کر بطور پیشگی انعام جناب میسرہ کو دی اور فرمایا یہ تمہارا انعام ہے ہمیں شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرائیں

پر وگرام اگلے دن کا بنا کہ شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں آنے کا عرض کیا جائے گا، جس وقت اگلی صبح ہوئی تو جناب میسرہ قصر اخضر سے روانہ ہوئے اور شہنشاہ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئے، اس وقت شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غسل فرمانے کے بعد نیا لباس موزوں فرما کر باہر تشریف لے آئے، جناب میسرہ انتظار میں تھے، انہوں نے آگے بڑھ کر سلام کیا اور اس کے بعد عرض کیا کہ ہماری پاک شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا آپ کا شدت سے انتظار کر رہی ہیں، شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سراقدس پر عمامہ موزوں فرمایا اور جناب میسرہ کے ہمراہ محل سرا کی طرف روانہ ہوئے، وہاں عمرو ابن اسد بھی جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے ساتھ منتظر تھے، سب نے اُٹھ کر استقبال کیا

☆ التفتت الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم وقالت ادن مني فلا حجاب اليوم بيني وبينك ثم رفعت عنها الحجاب وامرت ان ينصب له كرسي من العاج والابنوس واجلسه عليه

جس وقت شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محل سرا کے اندر داخل ہوئے تو جناب سیدہ ملیکہ

العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ اب آپ ہمارے قریب تشریف رکھیں، اب آپ کی ذات سے ہمارا کوئی پردہ نہیں رہا، آپ ہمارے مآلِ حیات ہیں، اس کے بعد کنیزوں کو فرمایا کہ درمیانی پردہ ہٹا دیں اور آبنوس کی وہ کرسی جو ہاتھی دانت اور موتیوں سے مزین ہے ہماری مسند کے قریب رکھیں، کرسی لائی گئی شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کرسی کو زینت بخشی، یہاں ان کے خور و نوش کا انتظام کیا گیا، کچھ دیر یہاں تشریف فرما ہونے کے بعد روانہ ہوئے تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا

نے عرض کیا کہ اب تو آپ کا حق زیارت ہم پر واجب ہو گیا ہے

عرب کا یہ دستور تھا کہ جب بھی کوئی ذی عزت سردار سفر سے واپس آتا تو پہلے وہ سب سے ملنے کو جاتا تھا اور اس کے بعد سب اُسے ملنے کیلئے آتے تھے

اس بات کو اسلام نے بھی شرع شریف کا ایک قانون بنا دیا کہ آنے والا پہلے ہر ایک کی زیارت کو جائے اور پھر سب اس کی زیارت کرنے آئیں

وہاں سے واپس آنے کے بعد شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے چچا سید العجم والعرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زیارت کرنے ان کے گھر تشریف لے گئے، انہوں نے مصحف رُخ کی تلاوت کی تو مسرت کے آثار نظر آئے مسکرا کر فرمایا میرے لعل کیا شہزادی عرب آپ کے سفر تجارت سے خوش ہوئی ہیں، ان کی کیا رائے ہے؟

شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا کر فرمایا، انہوں نے کہا ہے کہ اب ہم آپ کے گھر

آپ کی زیارت کیلئے آنا چاہتے ہیں۔ یہ سن کر سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لب ہائے مبارک پر معنی خیز مسکراہٹ دوڑی کہ شاید اللہ جل جلالہ کے فیصلے کی تکمیل کے

دن قریب آ گئے ہیں، دریافت فرمایا کہ انہوں نے کس دن آنے کو کہا ہے؟

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ انہوں نے یہ بات نہیں بتائی

اظہارِ خواستگاری

جب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سفر پر تشریف لے گئے تھے تو ان کی عدم موجودگی میں عرب کے ایک رئیس نے جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کیا تھا کہ میری ایک دختر ہے اگر آپ اسے اپنے فرزند صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم کی زینت بنائیں تو ہم دو اونٹ سونے کی اشرفیوں کے لدے ہوئے آپ کی خدمت میں پیش کریں گے

جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جواباً فرمایا کہ ہم اس بات کے مجاز نہیں ہیں کہ ان کی غیر موجودگی میں ان کا کوئی فیصلہ کر سکیں، ہاں جب وہ واپس آئیں گے تو ان سے مشورہ کر کے اور ان کی رائے معلوم کر کے آپ کو جواب دیں گے

اسی طرح دن گزرتے رہے، ایک دن ایک کنیز نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی خدمت میں آ کر عرض کیا کہ خاندانِ بنی ہاشم میں جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد کی بات چل رہی ہے اور ایسے ایک آفر بھی آ چکی ہے، اگلے دن کا سورج طلوع ہوا تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے ایک کنیز کو بھیج کر اپنی بے تکلف ہم جولی نفیسہ بنت منیہ کو بلوایا، وہ فوراً آ گئی، صدیقہ الکبریٰ صلوٰۃ اللہ علیہا اس کے ساتھ مشورہ کرنا چاہتی تھیں مگر شرم و حیا مانع ہو گیا، اس کے ساتھ کوئی گفتگو نہ فرمائی بلکہ بات کو چھپا لیا اور سابقہ معمول کے مطابق عام موضوعات پر گفتگو ہوتی رہی

دوران گفتگو بنت منیہ نے عرض کیا کہ اب آپ کا سن مبارک 24 سال کے قریب ہے، آپ نے اپنی ازدواجی زندگی کے بارے میں ہمیں کوئی بات نہیں بتائی، آخر آپ نے کیا سوچا ہوا ہے؟ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے کوئی بات نہیں کی، اس کے بعد اس نے عرض کیا کہ عرب میں جتنے شرفاء امراء اور رئیس زادے ہیں سب آپ کے آگے جھولی پھیلا چکے ہیں آپ نے ہر امیر و رئیس کو پائے حقارت کی ٹھوکر ماری ہے کیا اس دنیا کا کوئی آدمی آپ کے قابل نہیں، کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ آپ کیلئے عرش سے کوئی رشتہ آئے گا؟ عرب کے سارے شرفاء اور امراء تو یہی ہیں جو ٹھکرائے جا چکے ہیں، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے رُخ انور پر شرم کی سرخی آ گئی، فرمایا کہ فقط خیال نہیں بلکہ یقین ہے کہ ہمارا رشتہ عرش سے ہی آئے گا

نفسہ بنت منیہ نے قہقہہ لگایا اور عرض کیا کہ پھر ہو چکی آپ کی شادی فرمایا آج ہم نے تمہیں اسی مشورہ کیلئے بلایا ہے کہ عرش کا ایک رشتہ موجود تو ہے مگر ہم اظہار نہیں کر سکتے، ہمارے سرپرست چچا ہیں یا چچا زاد بھائی ہے، بیٹیاں اپنی ماؤں کے سامنے تو اظہار کر سکتی ہیں مگر گھر کے مردوں کے سامنے بات نہیں کر سکتیں، یہ سن کر بنت منیہ چونکی اور حیران ہو کر استفہامیہ انداز میں کہنے لگی کہ کیا واقعی؟ فرمایا ہاں، آپ کو آج ہم نے بلایا ہی اس لئے تھا کہ جو بات ہم اپنی زبان سے نہیں کہہ سکتے وہ کس کی زبان سے کریں اور ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ ہمارا یہ کام آپ ہی کریں گی، جب نفسہ بنت منیہ پر ساری بات کھلی تو اس نے عرض کیا آپ خود بلا کر تنہائی میں اپنے مالک سے بات کر لیں فرمایا یہ مناسب نظر

نہیں آتا دوسری طرف انہیں رشتوں کی آفرز (Offers) بھی آ رہی ہیں، کہیں ہمیں دیر نہ ہو جائے، اب کیا کریں، تم مشورہ دو۔

اس نے عرض کیا اگر یہ بات ہے تو آپ شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہاں بلوالیں، آپ کی ترجمانی میں کروں گی

آپ نے جناب میسرہ سے فرمایا کہ جا کر سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کریں کہ مناسب سمجھیں تو آج ہمارے گھر تشریف لے آئیں

جناب میسرہ نے یہ پیغام پہنچایا تو شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شاہانہ لباس پسند فرمایا اور شاہانہ جاہ و جلال سے روانہ ہوئے، جناب خزیمہ جو شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلام تھے وہ بھی ساتھ روانہ ہوئے

جس وقت محل سرا کے اندر آئے تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خلوت میں بٹھایا اور خود پس پردہ تشریف لے گئیں، بنت منیہ نے گفتگو کا آغاز کیا اور عرض کیا کہ آج ہم کچھ ذاتی قسم کے سوال کرنا چاہتی ہیں کیا اجازت ہے؟

سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں بیشک سوال کرو، انہوں نے عرض کیا کہ آپ نے ابھی تک اپنا گھر کیوں نہیں بسایا

سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ کوئی مناسب رفیقہ عیات میسر ہی نہیں آئی، نفیسہ بنت منیہ نے عرض کیا کہ اگر آپ کے سامنے ایک طرف زرو مال اور دوسری طرف حسن و جمال رکھا جائے تو آپ کون سی چیز پسند فرمائیں گے فرمایا ہم ان دونوں چیزوں سے بے نیاز ہیں

اس کے بعد نفیسہ بنت منیہ نے عرض کیا اگر ہم آپ کیلئے کوئی مناسب رشتہ تلاش کریں تو کیا آپ کو کوئی اعتراض تو نہیں ہوگا، ہاں ہم اس بات کی ضمانت دیں گے کہ ہم آپ کا عقد کسی ایسی مستور کے ساتھ طے کروائیں گی کہ جن کیلئے آپ کی ذات ہی سب کچھ ہوگی اور ان کو نہ مال کی پرواہ ہو اور نہ جان کی بلکہ وہ پوری کائنات صرف آپ کی ذات کو سمجھتی ہوں، جن کا مقصد مراد صرف اور صرف آپ ہی کی ذات ہو، کیا آپ ان کے ساتھ عقد کرنا منظور فرمائیں گے؟

جناب سرور کوین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہاں اگر ایسا ہے تو آپ کو ہماری خواستگاری کا حق حاصل ہے، اس نے عرض کیا کہ آقا ہم ایک ایسی مستور سے واقف ہیں جن کی عصمت کاملہ کے حضور جناب مریم صلوٰۃ اللہ علیہا کی عصمت بھی سر بہ سجود ہو جاتی ہے، ان کے مال و دولت اور شان و شوکت پر قیصر و کسریٰ کو بھی رشک آتا ہے، جن کی پاک سیرت پر قدسی قصائد لکھ کر فخر کر رہے ہوں تو کیا اس ذی عزت مستور کو آپ اپنی رفاقت حیات کا اعزاز دینا پسند فرمائیں گے؟

فرمایا آپ ان کا نام تو لیں کہ وہ کون ہیں؟..... وہ ہمیں منظور ہیں اس وقت پس پردہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی آہستگی سے آواز آئی کہ آقا وہ آپ کی یہ کنیز ہے، جس کی روز ازل سے پوری کی پوری کائنات صرف اور صرف آپ کی پاک ذات ہے، یہ عرض کر کے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی جبین مبین سے شرم و حیا کے شبنم بیز قطرے ٹپکنے لگے اور رُخِ انور پر شرم کی سرخی دوڑی تو پورا عالم امکان شفق آمیز ہو گیا

سرور کوین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہمیں سیرت و عصمت و اطاعت کاملہ کے علاوہ

کسی چیز کی ضرورت نہیں، اصل بات یہ ہے کہ ازل کا جو فیصلہ ہے اس میں یہ بات طے ہے کہ جس مستور نے اللہ جل جلالہ کی کل کی کل رحمت کو اپنے سر کا تاج بنانا ہے اس کا انتخاب ہم نے نہیں کرنا بلکہ یہ اس مقدس مستور کا اپنا انتخاب ہوگا، اور جب حکم الہی ہوگا تو وہ پاک مستور رحمت الہیہ کا تاج اپنے سر پر خود رکھے گی اور ہمیشہ اپنے سر تاج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مطیع اور فرماں بردار رہے گی

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے سر جھکا کر عرض کیا

☆ انی لا اخالف لك امرأ

ہم آپ کے کسی امر میں حکم سے سرتابی نہیں کریں گے، شہنشاہ معظم نے فرمایا کہ ہمارا فخر تو فقر ہے، درویشی ہے، آپ پروقا رشاہی محل میں رہنے والی شہزادی ہیں ہمارے ساتھ بوریا نشینی بھی کرنا پڑے گی، عرض کیا آقا آپ ہماری ساری دولت لٹا کر ہمیں فقیر بنا دیں مگر اپنے قدموں سے جدا نہ کریں تو یہ ہمارا معراج ہوگا

اس کے بعد کچھ دیر خاموش رہیں پھر آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے رو کر عرض کیا آقا آپ ہمارا امتحان لے رہے ہیں، رب کعبہ و صفا و مروا کی قسم! ہمارے دل کی کیفیت یہ ہے کہ ہم ہر حال میں آپ کی کنیزی میں رہنا چاہتے ہیں، ساری کائنات چھوڑ سکتے ہیں مگر کائنات کے مالک کے قدموں سے جدا نہیں ہونا چاہتے اس لئے آپ بھی ہمیں ہر حال میں قبولیت کا شرف عطا فرمائیں

اس وقت اللہ جل جلالہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ آپ ہمیں ہر حال میں قبول ہیں، اس کے بعد نفیسہ بنت منیہ نے عرض کیا کہ آقا آپ اپنے پاک چچاؤں کو جناب عمرو ابن اسد کے پاس خواستگاری کیلئے بھیج دیں تاکہ یہ رسم پوری

ہو جائے لیکن یہ یاد رہے کہ پاک شہزادی سلوٰۃ اللہ علیہا کے چچا شاید حق مہر بہت زیادہ طلب کریں تو آپ ان کی ہر بات قبول کر لینا، وہ حق مہر پاک شہزادی آپ کی طرف سے خود اپنے مال سے ادا فرمائیں گی..... وہاں کچھ دیر تشریف رکھنے کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واپس پاک گھر کی طرف روانہ ہوئے

جناب ورقہ بن نوفل کو آگاہی

جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محل سرا سے واپس تشریف لے گئے تو جناب سیدہ ملیکہ العرب سلوٰۃ اللہ علیہا نے سوچا کہ ہم نے شہنشاہ معظم کو عرض تو کر دیا ہے کہ آپ اپنے بزرگوں کو ہمارے گھر بھیج دیں مگر ہم نے اپنے ظاہری سرپرستوں میں سے کسی کو اپنی رضا سے آگاہ نہیں کیا، ممکن ہے کہ وہ ہمارے ساتھ مشورہ کئے بغیر ہی انکار کر دیں، اس لئے ضروری ہے کہ کسی سرپرست کو اپنا راز دار بنایا جائے، انہوں نے اپنے دل میں سوچا کہ جناب ورقہ بن نوفل شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان و عظمت سے آشنا ہیں اور ان کی معرفت بھی رکھتے ہیں اس لئے انہی کو راز دار بنانا چاہیے، اور وہ اس بات سے خوش بھی ہوں گے، یہ سوچ کر جناب سیدہ ملیکہ العرب سلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی ایک کنیز سے فرمایا کہ تم جا کر ہمارے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل کو ہمارے پاس بلا لاؤ

☆ فخر جرت الجارية ثم عادت و معها ورقة بن نوفل فدخل منزل سيدة مليكة العرب صلوة الله عليها فنهضت اليه و رفعت منزلة فقالت مرحباً بك يا بن عم واهلاً وسهلاً ثم قالت لا غابت عني طلعتك ولا عدمت رويتك

کنیز گئی اور جلدی جلدی ان کے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل کو گھر لے آئی
معتزمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا ان کی تعظیم کو اٹھیں انہیں خوش آمدید کہا اور مسکرا کر فرمایا اہلا
وسہلا اے ابن عم! آپ کی روشن صورت ہماری آنکھوں سے کبھی اوجھل نہ ہو اور
آپ کی ذات ہم سے کبھی جدا نہ ہو

☆ ثم اطرقت رأسها الى الارض وقد قطبت حاجبها فقال ابن عمه
بالسيدة مليكة العرب صلوٰۃ الله عليها حاشاك من السؤ و ما الذى تريدین
قالت یا بن عم ما حال السائل وما شان المسئول فقال فى احسن حال
یہ فرمانے کے بعد انہوں نے شرم و حیا کا سر جھکا کر آنکھیں حیا سے پیوند زمین
کر دیں، چہرے پر اداسی اور مایوسی کے آثار ظاہر ہوئے..... ان کے چچا زاد
بھائی نے پوچھا خیریت تو ہے کیا ہماری کوئی بات ناگوار گزری ہے؟

پاک مخدومہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے سوال کیا پہلے ہمیں یہ بتائیں کہ سوال کرنے والے اور
جس کے سامنے سوال کیا جا رہا ہے ان دونوں کی پوزیشن اور حیثیت کیا ہے؟
انہوں نے جواب دیا اچھائی اور خیر کے سوا کوئی پوزیشن نہیں، جناب سیدہ ملیکہ
العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے سر جھکا کر فرمایا اے ابن عم! اگر ہماری والدہ ماجدہ حیات
ہوتیں تو یہ سارے فرائض وہ خود ادا فرماتیں مگر مجبوری یہ ہے کہ اب ہمیں ہر بات
خود کرنا پڑتی ہے، اب ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ ہماری خواہش ہے کہ ہم بھی کسی کو
اپنا سرتاج بنائیں، آپ کا کیا مشورہ ہے؟

انہوں نے عرض کیا یہ تو بہت اچھی بات ہے مگر آپ نے تو عقد نہ فرمانے کا فیصلہ کیا
ہوا تھا، پاک شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا ہاں آج تک شادی نہ کرنے کا فیصلہ ہی

اس دن کیلئے محفوظ کیا گیا تھا..... عالم ربانی جناب ورقہ بن نوفل نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی کمال معرفت کو جانچنے کیلئے چند سوالات کئے کہ ان کا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر یقین کامل ہے یا نہیں اس لئے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے عرض کیا

☆ فقال قد خطبك ملوك الشام وصناديد قریش فلم ترضى باحد منهم وقد خطبك شيبۃ وربيعۃ وابن ابى معيط وابو جهل بن هشام والصلت ابن ابى سياب فابيت ان تزوجى باحد منهم

اے شہزادی! آپ کیلئے تو شام کے بادشاہ اور قریش کے بڑے بڑے امراء و سرداروں کے رشتے آئے مگر آپ نے ہر رشتہ کو ٹھوکر ماری ہے اس کی کیا وجہ تھی پاک شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا نے جواب دیا کہ ذرا ان کے نام تو بتائیں جن کے رشتے آئے..... انہوں نے عرض کیا کہ آپ کیلئے شیبہ اور ربیعہ رؤسا قریش نے خواستگاری کی تھی، ابن ابی معیط اور ابو جہل بن ہشام اور صلت بن ابی سیاب کے رشتے بھی آئے تھے، مگر آپ نے خود ان سب رشتوں کو ٹھکرا دیا

☆ قالت يا بن عم صف لي عيوبهم قال يا سيدہ مليكة العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اما شيبۃ ففيه سوء الظن واما عقبۃ فكبير السن واما ابو جهل فبخيل متكبر كره النفس واما الصلت فرجل مطلق للنساء

پاک بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا اے ابن عم آپ نے ان کے نام اور معزز ہونا تو بیان کیا ہے مگر ان کے عیب تو ذرا بیان فرمائیں ورقہ بن نوفل نے مسکرا کر کہا شیبہ بن ربیع انتہائی بدگمان اور بدطینت شخص تھا، عقبہ بن ربیع ملعون بوڑھا کھوسٹ تھا،

ابو جہل کنجوس مکھی چوس کر یہہ النفس اور مکروہ شکل کا مالک تھا، صلت ابن سیاب عورتوں سے شادیاں رچانے کا شوقین اور چند ایام کے بعد طلاق دینے کا عادی مجرم تھا..... جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہا نے فرمایا بھائی جان ان کے علاوہ ایک رشتہ آنے والا ہے ہم نے اس کیلئے آپ سے مشورہ کرنا تھا انہوں نے عرض کیا وہ کون سا رشتہ ہے؟ عرض کیا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا بھی عنقریب آپ کے در پر آنے والے ہیں، ان کے بارے میں سوچ لیں، جناب ورقہ سوچنے لگے، اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہا نے ان کی سوچ کے تار توڑ کر فرمایا بھائی جان! ان کے بارے میں بھی کوئی رائے دیں، آپ نے دوسرے لوگوں کے بارے میں بھی تو رائے دی ہے

☆ فقالت صف لی عیبہ..... فلما سمع کلامہا طاءء راسہ..... وقال
اصف لك عیبہ قالت نعم

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہا نے فرمایا بھائی جان جیسے آپ نے باقی لوگوں کے عیب گنے ہیں ذرا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عیب تو گنوائیں نعوذ باللہ ان کا بھی تو کوئی عیب ہوگا وہ تو بتائیں

یہ سن کر جناب ورقہ بن نوفل نے سر جھکایا اور اس کے بعد عرض کیا کہ کیا آپ ان کے عیب سن سکیں گی پاک شہزادی نے فرمایا ہاں جو نظر آتے ہیں بیان کریں

☆ قال اصل اصیل وفرعہ طویل وطرفہ کحیل وخلقہ جمیل وفضلہ
عمیم وجودہ عظیم واللہ یا سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہ واللہ ما
کذبت فیما قلت

مسکرا کر فرمایا ان کی خاندانیت بے مثل و بے مثال ہے، جن کے خاندان کی ہر شاخ طویل ہے، جن کی ہر آنکھ سرگمین و کھیل ہے، جن کا خلق عظیم اظہر و جمیل ہے، جن کی فضیلتیں لامحدود و عظیم ہیں، جن کے جود و سخا کے کہسار عظیم و جسیم ہیں، جو جمال رب رحیم ہیں اور خود کریم ابن کریم ہیں

☆ قالت یا عم صف لی عیبہ کما وصفت خیرہ

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے مسکرا کر فرمایا بھائی جان ہم نے آپ سے فرمایا ہے کہ آپ ان کا کوئی عیب ہے تو وہ بیان کریں، آپ نے فضائل بیان کرنا شروع کر دیئے ہیں، انہوں نے مسکرا کر فرمایا کہ یہ ہم سے پھر سنیں

☆ قال یا سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا وجہہ أقمر وجبینہ ازہرو طرفہ أحور و لفظہ احلی من عسل و السکرو ریحہ ازکی من المسک و العنبر و اذا مشی کأنہ البدر اذا بدر و الوبل اذا أمطر بل هو واللہ انور اے شہزادی عرب! اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا رخ انور لاکھوں چودھویں کے چاندوں سے زیادہ روشن ہے، ان کی جبین مبین زہرہ و مشتری سے زیادہ درخشاں ہے، ان کے گوشہ چشم کی ایک جنبش پر لاکھوں حوران جنت فدا ہو جائیں ان کی گفتگو کی شیرینی سے شہدا و رشکر مٹھاس حاصل کرتی ہیں، ان کے جسم کی خوشبو سے مشک اور عنبر مہکنے کا درس حاصل کرتے ہیں، ان کی رفتار سے پونم کا چاند اپنے کمال کی طرف سفر کرنے کا ہنر سیکھتا ہے، سچ پوچھیں تو وہ نورانیت کے خدائے واحد ہیں

☆ قالت یا بن عم صف لی عیبہ کما وصفت لی خیرہ قال یا سیدہ صلوٰۃ

اللہ علیہا مخلوق من الحسن الشامخ والنسب الباذخ وهو أحسن العالم
سیرة

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا بھائی ہم نے تو کہا تھا کہ جیسے آپ نے
ان کی تعریف کی ہے جیسے ان کے فضائل بیان کئے ہیں اسی طرح ان کے نعوذ باللہ
کچھ عیب بھی بیان کریں مگر آپ ان کے فضائل ہی بیان کرتے جا رہے ہیں،
جناب ورقہ بن نوفل عرض کرنے لگے کہ اے شہزادی عدن! مجھے تو ایسا محسوس ہوتا
ہے کہ ان کی تخلیق بھی حسن ازل کے مان اور بڑائی کے ساتھ ہوئی ہے، ان کا
حسب و نسب عظمتوں کا سر بلند پہاڑ ہے، ان کی سیرت حسنہ ساری کائنات کیلئے
حسن سیرت کی پیغمبر ہے

☆ وأصفاهم سريرة اذامشى تخاله ينحدر من صبيب شعره كالغيب
وخده ازهر من الورد الأحمر وريحه أزكى من المسك الأذفر ولفظه
أعذب من الشهد وأخيرا شهدك يا سيدة صلوة الله عليها انى احبه وكتمت
عليك

ان کی پاکیزگی اور نظافت کا عرش ایسا دلنواز ہے کہ جب کوئی نگاہ جم جائے تو اس
میں نصب ہو جاتی ہے، جب کسی راستہ پر قدم رکھتے ہیں تو ہر ذرہ نعلین کو چوم کر فخر
محسوس کرتا ہے، ان کی زلفوں کی سیاہی سیاہ رات میں سیاہ رنگ کے گھوڑے سے
زیادہ سیاہ ہے، ان کے رخساروں کی چمک زہرہ و مشتری پر طنز کرتی ہے، ان کے
یا قوتی ہونٹ لعل بدخشاں کو سرخی کی بھیک عطا فرماتے ہیں، ان کی خوشبوئے بدن
گلیوں میں گردش کرے تو متشک اذ فر شرم سے منہ چھپا کر گزرتی ہے، جب مصروف

کلام ہوتے ہیں تو ایک ایک لفظ کانوں میں شہد و شکر گھول کر شیرینی کی نعیتیں یاد کرواتا ہے، سچ پوچھیں تو ہم ان کے ساتھ ازل سے عشق کرتے ہیں اور اب تک یہ بات ہم نے آپ کے سامنے ظاہر نہیں کی تھی

☆ قالت یابن عم أراك كلما قلت لك صف لی عیبه و صفت لی حسنه
قال یا سیدتی وهل انا أقدر علی وصف خیره ثم انشاء یقول

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا بھائی جان ہم نے تو کہا تھا کہ آپ ان کے نقائص بیان کریں آپ نے ان کی مدح و ثنا شروع کر دی ہے انہوں نے عرض کیا اے شہزادی عرب صلوٰۃ اللہ علیہا آپ ایسے ان کے نقائص پوچھتے رہیں اور میں ایسے ہی ان کی مدح سرائی میں رطب اللسان رہوں گا، یہ کہہ کر اشعار پڑھے

☆ لقد علمت کل القبائل والملا
بأن حبیب اللہ أطهرهم قلبا
واصدق من فی الارض قولاً وموعداً
وافضل خلق اللہ کلهم قربا
سرائیکی ترجمہ

کونین دے کل سرداراں تے جیندی شان ہمیشہ اطہر ہے
اللہ دے عرش کنوں ودھ کے جیندا قلب مقدس اطہر ہے

ایفائے عہد و صداقت دا جو ہک مواج سمندر ہے
ہے افضل کل کونین کنوں خالق دا نور منور ہے

میں کیا آکھاں میں کیا بولاں اوندی شان بیان توں باہر ہے
اوندا اصل ہے غیب خدا وانگوں اووی رب ڈسداے جو ظاہر ہے

☆ قال يا سيده صلوة الله عليك اخبرك ان اخترت محمد^ص صلى الله عليه وآله وسلم

اخترت كريماً حليماً

ان کے چچا زاد بھائی نے عرض کیا کہ اے شہزادی عدن! اگر آپ نے سرور کو نین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اختیار فرمایا ہے تو آپ نے کریم ابن کریم کو پسند فرمایا ہے، آپ نے
کائنات کے سب سے دلنواز حلیم کو پسند فرمایا ہے، آپ نے اللہ کے حسن و جمال
عظیم کو پسند فرمایا ہے گویا آپ نے رب رحمان و رحیم کو پسند فرمایا ہے

☆ فلما سمعت كلامه قالت صلوة الله عليها ان اكثر الناس يثلبونه ويقولون
انه فقير فقال انما يثلبه اولاد الزنا..... واللہ لا يثلبه الا لئيم ولا يبعده
الا زنيم ولا يبغضه الا رجيم

پاک شہزادی صلوة اللہ علیہا نے جس وقت یہ کلام سنا تو فوراً سوال کیا بھائی جان جب یہ
اتنی عظیم ذات ہیں تو ان پر الزام کیوں لگایا گیا ہے کہ یہ نعوذ باللہ فقیر ہیں
جناب ورقہ بن نوفل نے کہا کہ ان پر جب بھی کوئی الزام لگاتا ہے تو وہ ولد الزنا
ہوتا ہے اور زنا زادے ہی ان میں کوئی عیب دیکھ سکتے ہیں، حلال زادے کو تو
ہمیشہ ان کے فضائل ہی نظر آتے ہیں، زنا زادوں کو دراصل اپنے نسب کے عیب
ان میں نظر آتے ہیں جو ان کے عیب نہیں ہوتے۔ پاک شہزادی نے فرمایا کہ
بھائی جان یہ سب کچھ ہم ازل سے جانتے ہیں اور یہ فقط آپ سے سننا چاہتے تھے
☆ يابن عم اذ كان ماله قليلاً فما لي كثير و اني يابن عم محبة له على
كل حال ولا اکتتم عليك

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا نے فرمایا بھائی جان فرض کریں ان کے پاس

مالِ دنیا کی بظاہر ہمارے مقابلہ میں کوئی کمی ہو تو ہمارے پاس جو مال ہے وہ کس کا عطا کردہ ہے، سچی بات یہ ہے کہ ہم اس کریم کے ساتھ ازل سے محبت کرتے ہیں جیسے آپ نے اپنی محبت ہم سے مخفی رکھی اسی طرح ہم نے بھی اپنی محبت آپ سے پوشیدہ رکھی ہوئی تھی

☆ فقال يا سيدتي اذن واللہ تسعدين و ترشدين وتحضين بنبي كريم

ورسول عظيم ثم قال وانه يا سيده صلوة الله عليها نبي هذه الامة
جناب ورقہ بن نوفل نے عرض کیا اے شہزادی عرب اللہ کی قسم یہ اس امت کے نبی ہیں اور ان کی نعلین کے صدقے میں کائنات کو سعادتیں ہدایتیں اور ابدی کامرانیاں نصیب ہوں گی

☆ قالت يا بن عم واللہ انی احبه وانا الذی امرته ان یخطبني من عمی
پاک شہزادی نے فرمایا بھائی جان یہی وجہ تو تھی کہ ہم نے خود شہنشاہ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ ہمارے چچا عمرو ابن اسد سے ہماری خواستگاری کریں، ہمیں یہ خطرہ محسوس ہو رہا ہے کہ ممکن ہے ہمارے چچا ہم سے پوچھے بغیر ان کو واپس نہ لوٹا دیں اس لئے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے

☆ فقال لها ورقة وما الذی تعطینی حتی ازوجک منه قالت يا بن عم
وہل لی شیء دونک أم یخفی علیک وھذه اموالی وذخایری بین یدیک
و منزلی لك وانا

ورقہ بن نوفل نے عرض کیا اگر ہم ازل کے اس مقدس فیصلے کو عملی جامہ پہنا دیں تو پھر ہمارا انعام کیا ہوگا؟ پاک شہزادی عرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا بھائی جان

ہماری کون سی چیز آپ سے پوشیدہ ہے اور اپنے مال و سرمایہ میں سے ہم نے کون سی چیز آپ سے پیاری کی ہوئی ہے، اس کے بعد دو اشعار پڑھے

اذا تحققت ما عند صاحبکم من الغرام فذاك العذریکیفیه
انتم سکنتم بقلبی فهو منزلکم وصاحب البیت ادری بالذی فیہ



جڈاں مقروض سنگتی دی خبر ہووے جو نہیں پھر دا
تاں کہیں وی عذر تے کوئی اے نہیں آہدا ڈسا کیا ہے
ساڈا دل گھر تہاڈا ہے تساں ہر شے توں واقف ہو
گھر وگی جائڑ دا ہے گھر دے اندر وچ پیا کیا ہے



☆ ثم قال یا سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا لست أريد شیئاً من حطام الدنيا وانما
أريد أن تشفعی لی عند محمد بن عبد اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوم القیامۃ
جناب ورقہ بن نوفل نے عرض کیا اے شہزادی عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا میں مال دنیا میں
سے کسی چیز کا بھی طلبگار نہیں بلکہ میں صرف یہ چاہتا ہوں کہ آپ ہمیں سرور کونین
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قیامت کے دن کی شفاعت اور سفارش کی ضمانت دیں کہ وہ قیامت
کے دن ہمارے ضامن ہوں گے

☆ قالت یا بن عم انی لا اعلم شیئاً مما تقول
پاک شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا نے تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرمایا بھائی جان آپ
جو کچھ کہہ رہے ہیں ہمیں اس بارے کچھ بھی پتہ نہیں آپ بتائیں بات کیا ہے

☆ قال يا سيده صلوة الله عليها اعلمى أن بين ايدينا حساب وكتاب و عقاب
و عذاب و مناقشة و لا ينجو الا من تبع محمداً صلى الله عليه وآله وسلم و صدق
برسالته فيا ويل من زحزح عن الجنة و أدخل النار

انہوں نے جواب میں عرض کیا اے کائنات کی خاتون اول صلوة اللہ علیہا آپ اچھی
طرح جانتی ہیں کہ ہر انسان کے سامنے ایک روز حساب ہے، مراحل حشر ہیں
اعمال نامہ ہے، قبر کے سوالات ہیں، عذاب جہنم بھی درپیش ہے، اور ان سے کسی
کونجات مل ہی نہیں سکتی جب تک کوئی اپنے زمانے کے پاک رسول کی نبوت کا تہہ
دل سے اقرار نہ کرے، ان کا کلمہ نہ پڑھے اور ان کے احکام کی پابندی نہ کرے
اور ابدی بد نصیبی اس شخص کا مقدر ہے جسے جنت سے محرومی اور جہنم کی آتش کا
ایندھن بننا پڑے.....☆ فلما سمعت كلامه قالت لك ذالك منى

جس وقت پاک شہزادی صلوة اللہ علیہا نے یہ بات سنی تو فرمایا بھائی جان آپ نہ
گھبرائیں اس دن کے ہم ضامن ہیں

شادی کی میٹنگ

دوستو! قصر اخضر میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا اپنے چچا کے ساتھ مشورہ کر
رہی تھیں تو ادھر قصر نبوت والو ہیت میں بھی ایک میٹنگ ہو رہی تھی، یہاں سرور
کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا خاندان جمع تھا، بیضۃ البلد جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام
پورے خاندان کے اکابر بن کے ساتھ مشورہ کرنے میں مصروف تھے، سب کے
سامنے بیضۃ البلد جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے میٹنگ کا مقصد پیش کرتے

ہوئے فرمایا کہ آپ جانتے ہیں ہمارے سردار بھائی کا ایک لخت جگر ہے جو بچپن میں یتیم ہو گیا، ہم نے اس یتیم لعل کو اپنا بیٹا بنا کر پالا ہے اور یہ ہمیں اپنی ساری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں، اب ہم ان کی شادی کرنا چاہتے ہیں، ہمارے پاس ایک رشتہ آیا بھی ہے اور ایک قبیلہ کے رئیس نے ہمیں آفر دی ہے کہ اگر ہم اپنے اس لعل کی کنیزی کیلئے ان کی دختر کا رشتہ قبول کر لیں تو وہ ہمیں سونے اور چاندی کے لدے ہوئے دو اونٹ پیش کریں گے اب آپ کا مشورہ کیا ہے؟ مگر یہ یاد رہے کہ ہم نے اپنے یتیم لعل کی شادی اس طرح کرنا ہے کہ ہمارا مرحوم بھائی یعنی شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بابا پاک اور اماں پاک صلوٰۃ اللہ علیہا بھی آکر دیکھیں کہ ہم نے ان کے لعل کی کیسے دھوم دھام کے ساتھ شادی کی ہے

سارے خاندان نے عرض کیا جو آپ پسند فرمائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں اور یقیناً ہمیں ان کی شادی اس رنگ میں کرنا چاہیے کہ کوئی انہیں یتیمی کا طعنہ کبھی نہ دے

گریریز

مدینہ منورہ میں کائنات کے مالک مگر ظاہراً یتیم کی شادی کا بے مثال اہتمام کیا جا رہا ہے اور اسی پاک خاندان کے ایک دوسرے فرد مولا امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے یتیم لعل کی شادی کر بلا معلیٰ میں کتنے مختلف اور عجیب انداز میں ہوئی تھی کہ جس وقت شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے بازو بند میں محفوظ کیا گیا تعویذ بارگاہ امام وقت میں پیش کیا تو عرض کیا کہ یہ میرے بابا پاک کا وصیت نامہ ہے اس کو ملاحظہ فرمائیں، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رو کر اپنے خوبو لعل کو

سینہ سے لگا کر پیار کیا اور فرمایا

☆ قال يا بن اخي هذه الوصية لك من ابيك و عندي وصية اخرى من ابيك لي ولا بد من انفاذها

ایک وصیت تو یہ ہے جو انہوں نے آپ کو عطا فرمائی تھی مگر ایک وصیت انہوں نے ہمیں بھی فرمائی تھی جس کی تعمیل و تکمیل ہم ضرور کرنا چاہتے ہیں

یہ فرما کر اپنے خیمہ سے باہر تشریف لے آئے اور خیام حرم کے اندر جا کر

☆ طلب عوناً و عباساً و جميع اهل بيته عليهم الصلوة والسلام

پاک بھائیوں کو یاد فرمایا، ساتھ ہی اپنے مقصد کی حصہ دار بہن صلوٰۃ اللہ علیہا کو یاد فرمایا جس وقت سارا خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام جمع ہو گیا تو فرمایا ہم نے پروگرام بنایا ہے کہ پاک بھائی کی نشانی کی شادی کا اہتمام کریں، اس لعل کی بیوہ ماں کے دل میں حسرت باقی نہ رہ جائے اور وہ ایک مرتبہ نو خیز نو جوان بیٹے کے سر پر خوشیوں کا سہرا دیکھ لیں

معظمہ عکونین بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک دائی کو حکم فرمایا کہ جلدی جاؤ اور ہر خیمہ میں اطلاع دو کہ مولا امام حسین علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ میں مولا امام حسن علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لخت جگر کی شادی ہو رہی ہے، ہر معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا جتنا جلدی ممکن ہو سکے تیار ہو کر یہاں پہنچے کیونکہ آج وقت مختصر ہے اور ہم نے بہت سی رسمیں ادا کرنا ہیں، یہ سن کر سب مستورات اپنے اپنے خیموں سے روتی ہوئی روانہ ہوئیں اور امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ میں جمع ہوئیں۔

پاک مستورات صلوٰۃ اللہ علیہن نے آپس میں مشورہ شروع کیا کہ کسی مستور کو دلہن بنانے

کیلئے تو کافی چیزیں درکار ہوتی ہیں، یہاں سہروں کیلئے پھول ہی موجود نہیں، مہندی تو ہے مگر اسے بھگونے کیلئے پانی موجود نہیں، رسمیں ادا کرنے کیلئے وقت ہی نہیں ہے تو اب کیا کیا جائے؟

امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی بیوہ بھاوج کو اپنے خیمہ میں یاد کیا اور روتے ہوئے فرمایا کہ بھرجائی اماں! ہم آپ کے یتیم لعل کو دُلہا بنانا چاہتے ہیں

☆ قال لام القاسم صلوٰۃ اللہ علیہا ایس للقاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام ثیاب جدید
فقال لا

زمانہ کا دستور ہے کہ ہر ماں اپنے بیٹے کی شادی کیلئے پہلے سے کپڑے اور ضروری اشیاء تیار کرتی رہتی ہے، کیا آپ نے اپنے لعل امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کیلئے یا ان کی دلہن کیلئے کوئی عروسی جوڑے، زیورات یا دوسری ضرورت کی چیزیں تیار کی ہوئی ہیں، اور وطن سے روانہ ہوتے ہوئے ان کی شادی کیلئے آپ نے کوئی نئی پوشاک وغیرہ ساتھ رکھی تھی؟

معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے سر جھکا کر عرض کیا مجھے دکھوں نے اتنا وقت ہی نہیں دیا کہ میں اس لعل کی شادی کیلئے نئی پوشاک بناتی، میرے پاس تو اس کی ایسی کوئی پوشاک بھی نہیں ہے جو ان کی پہلے سے استعمال شدہ نہ ہو، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اچھا اب آنکھیں صاف فرمائیں اس موقع پر رونا مناسب نہیں ہوتا، اس کے بعد پاک مقصد کی حصہ دار بہن صلوٰۃ اللہ علیہا کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ

☆ فقال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا ختہ ایتینی بالصندوق فاتتہ بہ و وضع بین یدیہ ففتحہ واخرج منه قباء الحسن علیہ الصلوٰۃ والسلام واللبسہ

القاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام قباء الحسن علیہ الصلوٰۃ والسلام ولف عمامتہ علی رأسہ تبرکات والا صندوق تو اس خیمہ میں منگوائیں، یہ سن کر پاک مخدومہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے کنیزوں کو حکم فرمایا کہ وہ صندوق فوراً لے آؤ۔

جس وقت وہ صندوق امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے آیا تو انہوں نے اس صندوق کو کھولا، اس میں سے اپنے پاک بھائی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پرانی پوشاک برآمد فرمائی، ہاتھوں پر اٹھا کر آنکھوں سے لگائی، اس کے بعد دُلہا بیٹے کو قریب بلایا، بھائی کی پوشاک دُلہا کو پہنائی، اس کے بعد بھائی کا پاک عمامہ صندوق میں سے اٹھایا اور دُلہا کے سر پر موزوں فرمایا۔

امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لخت جگر کو اس انداز میں یہ پوشاک پہنائی جیسے کسی نوجوان کو کفن پہنایا جاتا ہے، کمر کے ساتھ تلو آراستہ فرمائی، لباس پہنانے کے بعد پاک عمامہ کے ساتھ لگی ہوئی کناری جدا کر دی، پھر ایک سرے سے عمامہ کو دو حصوں میں تقسیم فرمایا، اس کے ایک حصہ کے ساتھ تحت الحنک موزوں فرمائی، اور دوسرے حصہ کو پیشانی پر ایسے لٹکایا جیسے مقنع باندھا جاتا ہے



دستار حسن دی قاسم کو جڈاں شاہ یکس بدھوائی
رہیا بہوں تائیں روند ا جیں ویلے خود تحت الحنک ولائی
عباس نے رو کر فرمایا ٹر آ جلدی بھر جائی
شبیر میڈے چن قاسم کوں کھڑائے بنریاں وانگ سبائی



اب تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ خدا کرے کہ اس گھرا طہر میں اب خیر خوشی کا وقت آئے، یہ بیوہ ماں اپنے پاک دل کی ہر حسرت کی تکمیل فرمائیں، اپنے لعل کو پھر سے دُلہا بنائیں، اور ابدالآباد تک یہ پاک دُلہا اپنی پاک دلہن کے ساتھ خوش و خرم رہیں، اور درد و غم سے ہمیشہ ہمیشہ کیلئے محفوظ رہیں



﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِیْفِ
وَصَلِّوْاۤتِ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَّ عَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

ساتویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

مشورہ خواستگاری

معزز سامعین!

کل کی مجلس کا اختتام میں نے اس مقام پر کیا تھا کہ قصر اخضر میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے چچا زاد بھائی جناب ورقہ بن نوفل کے ساتھ مشورہ کر رہی تھیں، دوسری طرف قصر نبوت و الوہیت میں ایک میٹنگ ہو رہی تھی، جہاں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سارا خاندان جمع تھا اور بیضۃ البلد جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سارے خاندان کے اکابرین کے ساتھ مشورہ کرنے میں مصروف تھے

ان کے سامنے جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی میٹنگ کا مقصد پیش کرتے ہوئے فرمایا آپ جانتے ہیں کہ اپنے سردار بھائی جناب عبد اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک فرزند کو ہم نے ہمیشہ اپنے بیٹوں سے بڑھ کر سمجھا ہے، یہ ہمیں اپنی ساری اولاد سے زیادہ پیارے ہیں، اب ہم ان کی شادی کرنا چاہتے ہیں، اور ایسے شاہانہ انداز میں کرنا چاہتے ہیں کہ تمام اہل عرب ہمیشہ اس شادی کو نہ صرف یاد

رہیں بلکہ تاحیات اس کے گن گاتے پھریں

یہ گفتگو جاری تھی کہ اچانک جناب سرور کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر پاک میں داخل ہوئے، سب چچاؤں کی نگاہیں بے ساختہ جناب سرور کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رخ انور کی طرف اٹھیں، چہرہ مبارک پر مسرت کے آثار نظر آئے، سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے لعل کے چہرہ پر لامتناہی مسرت کے آثار دیکھ کر مسکرا کر فرمایا کہ آپ اس وقت شاید جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے محل سے آرہے ہیں، فرمایا جی ہاں، آپ نے فرمایا چچا جان! ہم نے آپ کے ساتھ ایک بات کرنا ہے، انہوں نے فرمایا بیٹا پھر رکاوٹ کس چیز کی ہے ضرور کریں، آپ نے اپنے پالنے والے مربی والد جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے قریب آ کر فرمایا کہ اب اللہ جل جلالہ کے فیصلے کے اظہار کا وقت قریب ہے، آپ سردار عرب خویلد کے گھر تشریف لے جائیں تاکہ رسوماتی فرائض پورے کئے جائیں یہ بات سن کر سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام مسکرائے اور فرمایا مناسب یہ ہے کہ سارے خاندان کو بلا کر یہ بات عیاں کر دی جائے، کیونکہ مکہ کے سارے لوگ حیران ہیں کہ عرب میں لڑکیوں کی شادیاں 12 تا 15 سال کی عمر میں طے پا جاتی ہیں اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے 25/24 سال کی ظاہری عمر تک اپنے بارے میں کوئی فیصلہ ہی نہیں کیا، اور جب بھی ان کے خاندان والوں نے ان کے ساتھ شادی کی کوئی بات کی تو انہوں نے یہی جواب دیا کہ جب وقت آئے گا ہم خود آپ کو آگاہ کریں گے

اب اگر ہم یہ بات صرف اپنی طرف سے چلائیں گے تو سب ہاشمیوں اور

قریشیوں کو یہ اعتراض ہوگا کہ اتنے بڑے فیصلہ میں ہمیں کیوں شامل نہیں کیا گیا اس لئے مکہ کے سارے اہم لوگوں کو اپنے گھر میں دعوت دے کر ہم یہ راز تمام اہل مکہ پر منکشف کر دینا چاہتے ہیں

اس پروگرام کے مطابق سب تعلق داروں کو بلایا گیا جن میں ابو لہب بھی شامل تھا، ان سب کو کھانا کھلایا گیا، اس کے بعد سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی گفتگو کا آغاز فرمایا اور یہ بتایا کہ ہم اپنے نور نظر کے عقد کا ارادہ رکھتے ہیں، اس وقت سارے چچاؤں نے کہا کہ ہمارے بابا پاک جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہمارے سامنے انہیں اپنا سردار کہہ کر پکارتے تھے، جب یہ ان کے سردار ہیں تو پھر ہمارے سارے قبیلہ کے سردار بھی یہی ہیں، اس لئے ہمارے گھروں میں سے جس کے گھر یہ عقد کرنا پسند کریں یہ اس گھر کی خوش نصیبی ہوگی

سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ آپ کی اس بات سے ہمیں خوشی ہوئی ہے، مگر بات یہ ہے کہ ان کی شادی خانہ آبادی کیلئے رب کعبہ نے جو گھر پسند فرمایا ہے وہ جناب خویلد کا ہے۔ یہ سن کر ابو لہب نے عرض کیا کہ جناب یہ ناممکن ہے کیونکہ سارے عرب کے سرداروں اور بڑوں نے کوشش کی ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ان کے گھر کو زینت دیں مگر انہوں نے صاف انکار کیا ہے، اب وہ ہمارے اس یتیم بیٹے کیلئے کیسے آمادگی کا اظہار کریں گی؟

اس وقت سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے راز کھولا کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اس بات کا خود اشارہ فرمایا ہے اس لئے یہ ناممکن نہیں ہے، اس وقت ابو لہب نے عرض کیا کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے شاید

سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ دل لگی کی ہوگی ورنہ یہ ناممکن ہے

اس کے بعد کائنات کی ازلی رحمت سے مخاطب ہو کر عرض کیا

☆ فقال ابو لهب يا ابن اخي لا تجعلنا في افواه العرب فاننت لا تصلح

سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا بان تزوج بها ابدا

اے ہمارے سردار بھائی کے نور نظر! آپ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا کی

دل لگی کو حقیقت نہ سمجھیں، وہ آپ کے ساتھ عقد کا کوئی تصور بھی نہیں کر سکتیں،

آپ یہ خیال چھوڑ دیں

☆ وانتهره حمزه عليه الصلوة والسلام وقال والله انك اردل الرجال ردى الأفعال و

انت الخسيس وما عسى أن يقولوا في ابن اخي والله انه أكثر منهم جمالا

وَأزید کمالا وبما ذا تتکبر علیہ سیدہ صلوة اللہ علیہا لما لها أم لزيادة کمالها و

جمالها او کثرة رجالها فأقسم برب الکعبة لأن طلبت علیہ مالا لأرکبن

جوادى و أطوف فى الفلوات ولأدخلن على الملوك واجمع له ما تطلب علیہ

سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا من المال وغيرها

اس وقت اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ابو لهب کی طرف دیکھ کر فرمایا تم

تو سب لوگوں سے زیادہ کم ظرف ہو اور جو کچھ تو نے ہمارے نور نظر کے بارے

سوچا ہے یہ تیری کم ظرفی ہے

فرمایا اللہ کی قسم ہمارا نور نظر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا سے ہزار درجے

زیادہ حسین و جمیل جو ان ہے، ان سے زیادہ مالدار ہے، ساری کائنات سے

زیادہ صاحب کمال ہے، قبائل کثرت افراد پر ناز کرتے ہیں تو ہمارے لعل کا قبیلہ

بھی کسی سے کم نہیں ہے..... اب بتاؤ ہمارے نور نظر میں کیا کمی ہے؟

ہاں اگر جناب سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کوئی مطالبہ کریں گی تو اس مطالبہ کو پورا کرنے کیلئے ہمیں دیر ہی لگنی لگنا ہے، ہم اپنے اشقر راہوار پر زین رکھ کر اس وقت کے سارے شہنشاہوں کے پاس چلے جائیں گے، روم کا قیصر، ایران کا کسریٰ، حبشہ کا نجاشی، عراق کا منذر اور یمن کا تبع سب چار دن کے اندر ہمارے دروازہ پر بیٹھے ہوں گے، اور دنیا کو پتہ چل جائے گا کہ اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بظاہر یتیم بھیتے کا آج عقد ہے، اس سے بڑھ کر خاندان خویلد اور کیا طلب کرے گا

☆ فقال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا معاشر الاعمام قد اطلتم الکلام فیما لا فائدة فیہ قوموا و اخطبوا لی سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا من عند عمہا فما عندکم من العلم مثل ما عندی

جس وقت جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچاؤں کے درمیان تلخ کلامی کی فضا دیکھی تو فرمایا کہ آپ بزرگ ہیں آپ آپس کی بے فائدہ بحث میں الجھنے کی بجائے ان کے چچا جناب عمرو ابن اسد کے پاس جا کر ایک دفعہ خواستگاری کر کے دیکھیں کیونکہ آپ کو وہ بات معلوم نہیں جو ہمیں معلوم ہے۔ ابوہلب نے دوبارہ یہی کہا کہ مجھے تو یہ جناب سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی دل لگی ہی لگتی ہے، اس وقت تک مستورات خاموش تھیں مگر جب ابوہلب نے دوبارہ یہ بات کی تو اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے سب بھائیوں کی طرف دیکھ کر فرمایا

☆ فقالت یا اخوانی انی اعلم ان محمدًا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صادق الحجة

واضح الہجہ و سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا امراة مزاجہ وانی ابین
لکم باطن الحدیث من ظاہرہ

اے میرے بھائیو! آپ کو علم ہے کہ ہمارا نور نظر صادق ہے اور حجت زمانہ ہے،
یہ جو کچھ فرماتے ہیں وہی سچ ہے، اگر آپ کو محسوس ہوتا ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ
العرب صلوة اللہ علیہا نے ان کے ساتھ دل لگی کی ہے تو ہم یہ حقیقت دریافت کر کے
آپ کو آ کر بتاتے ہیں

☆ ثم لبست افخر ثيابها وسارت من وقتها وساعتها نحو الى منزل
سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا فلقيتها بعض جواريتها في الطريق
فسبقتها الى البيت و أعلمت سیدہ صلوة اللہ علیہا بقدمها

اس کے بعد شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی پاک صلوة اللہ علیہا نے فوراً تیاری کرنا
شروع کی، جس وقت رات ہوئی تو انہوں نے سر پر برقعہ لیا اور چند کنیزوں کے
زمرے میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا کے گھر کی طرف روانہ ہوئیں، ان کو
آتا دیکھ کر ایک کنیز نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا کو اطلاع دی کہ سرور
کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی پاک صلوة اللہ علیہا آپ کے گھر تشریف لا رہی ہیں

☆ وكانت سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا قد عذمت على النوم فأخلت
لها المكان وقد عثرت بذيلها فقالت لا افلح من عاداك يا محمد صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم فسمعت عمتہ صلوة اللہ علیہا فقالت في نفسها أجاد الدليل ثم
طرقت الباب ففتح و جاءت الى سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا فلقيتها
بالرحب والاكرام والتحية والانعام

جس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو ان کے آنے کی اطلاع دی گئی اس وقت وہ شب خوابی کا لباس زیب تن فرما کر آرام فرمانے کیلئے سرداب کی طرف جا رہی تھیں، جس وقت ان کے آنے کی اطلاع ملی تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی زبان سے فقرہ نکلا ”اے اللہ کی رحمت ازلی آپ کے دشمن برباد ہوں“ یہ فقرہ شہنشاہ معظم کی پھوپھی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے دروازہ کے باہر ہی سنا، ان کی زبان سے نکلا کہ پہلا ثبوت تو مل گیا ہے، اس کے بعد انہوں نے دروازہ پر دق الباب کیا، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے جلدی جلدی خود دروازہ کھولا اور پاک پھوپھی کے قدموں پر ہاتھ رکھ کر مرجبا کہا بہت عزت و تعظیم کی اور کنیزوں کو جلد کھانا پیش کرنے کا حکم فرمایا

☆ فقالت يا سيده صلوٰۃ الله عليها ما جئت لأكل طعام بل يا ابنة العم جئت أسألك عن كلام أهو صحيح أم لا

یہ دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ آپ کھانے اور مشروبات کا تکلف نہ کریں، ہم تو اس غرض سے آئے ہیں کہ ہم تک ایک بات پہنچی ہے، ہم اس بات کی تصدیق کرنے آئے ہیں کہ کیا وہ درست ہے یا غلط

☆ فقالت سيده مليكة العرب صلوٰۃ الله عليها بل هو صحيح

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے شرم سے سر جھکایا کچھ دیر خاموشی کے بعد آہستگی سے فرمایا کہ وہ بات درست ہے

☆ ان شئت تخفيه أو شئت تبديه وأنا قد خطبت محمدًا صلى الله عليه وآله وسلم لنفسي وتحملت عنه مهري فلا تكذبوه ان كان قد ذكر لكم بشيء و

انى قد علمت أنه مؤيد من رب السماء نقل اليك حديثاً فانى قد علمت
انه منصور من رب السماء الذى سطح الارض على الماء ولا بدله منى
ولا بدلى منه

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا پھوپھی جان آپ میری اس بات کو
ظاہر فرمائیں یا چھپائیں جو آپ کا دل چاہے وہ کریں مگر ہم صاف بتا رہے ہیں
کہ ہم نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں گزارش کی ہے کہ وہ ہمیں اپنی
رفیقہء حیات قرار دیں اور انہوں نے جو بات آپ تک پہنچائی ہے وہ درست
ہے، ہم نے یہ درخواست صرف اس لئے دی ہے کہ ہمیں علم ہے کہ یہ ذات پاک
آسمانوں کے رب کی نصرت یافتہ ہے جس نے زمین کو پانی پر قائم فرمایا ہے
اللہ کی قسم نہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کوئی متبادل ہمارے پاس ہے اور نہ ہی سرورِ
کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس ہمارا کوئی متبادل ہے

☆ فتبسمت عمتہ صلوٰۃ اللہ علیہا وقالت واللہ یا سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ
علیہا انک لمعدورة فیمن احبت غیر ملامۃ..... واللہ یا سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا
ماشاهدت عینی مثل حسنہ ولا احلی من لفظہ ولا رايت مثل
نورہ..... ثم عمتہ انشئت تقول

حضور کی پھوپھی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے جس وقت یہ کلام سنا تو مسکرا کر فرمایا اللہ جل
جلالہ ازل سے جس کے حسن و جمال کا شیدائی ہو اگر کوئی مزاجِ توحید کا حامل فرد
اس کے عشق میں بے خود ہو جائے تو قابلِ ملامت نہیں ہو سکتا
رب ذوالجلال والاکرام کی قسم! نہ تو آپ کے حسن ازل سے بڑھ کر ہماری

آنکھوں نے دل ٹھنڈا کرنے والا جلوہ دیکھا ہے، نہ آپ کے طور آمیز لہجے جیسا کوئی لہجہ ہماری سماعت میں آیا ہے، اور نہ ہی آپ کی جبین مبین کی نورانیت جیسا نور ہم نے کبھی مشاہدہ کیا ہے، اس کے بعد معظمہ بی بی سلوٰۃ اللہ علیہا نے درج ذیل اشعار تلاوت فرمائے ☆

اللہ اکبر کل الحسن فی العرب کم تحت غرة هذا البدر من عجب
قوامہ ثم ان مالت ذوائبه فی خلفه وهی تغنيه عن الادب
تبت يدالائمی فیہ وحاسده فلیس لی فی سوہ قط من ارب
.....

☆ قال ثم ان عمة صلوٰۃ اللہ علیہا عزمتم علی الخروج من بیتها فقالت لها
سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا أمهلی قليلا ثم اخرجت خلعة سنیه و خلعتها علی عمة
صلوٰۃ اللہ علیہا وضمتها الی صدرها وقالت بالله عليك الا ما اعنیتنی علی
وصال محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

شہنشاہ معظم سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے جس وقت واپس گھر آنے کا ارادہ فرمایا تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے عرض کیا کہ آپ ایک لحظہ انتظار فرمائیں انہوں نے پھوپھی پاک کیلئے ایک خلعت فاخرہ منگوائی اور ان کو پیش کی، اس کے بعد ان کو پاک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے سینہ کے ساتھ لگایا اور ان کی آنکھوں کے درمیان بوسہ ثبت فرمایا

☆ ثم انها خرجت طالبة لاخوتها فقالوا لها ما وراءك يا ابنة الطيبين
و الصادقين قالت يا اخوتي قوموا ان كنتم قائمين فوالله ان لها فی

ابن اخیکم محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رغبۃ لیس تدرک

جس وقت شہنشاہ معظم کی پھوپھی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا واپس گھر تشریف لائے تو سب بھائیوں نے سوال کیا کہ اے صادقین عالمین کی پاک دختر! ہمیں جلدی بتائیں کہ آپ کے جانے کا کیا نتیجہ نکلا ہے؟ انہوں نے جواباً مسکرا کر فرمایا کہ ہم اس نتیجے پر پہنچے ہیں کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو ہمارے لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اتنی محبت و عقیدت ہے کہ ہم بیان نہیں کر سکتے، اللہ کی قسم جو کچھ ہمارے حجت عالمین لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا وہ بالکل حق ہے، آپ اب بلا جھجک جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر خواستگاری کیلئے جاسکتے ہیں

☆ ففرحوا ذالک کلہم غیر ابی لہب فانہ کلامہا زادہ غیظاً و حسداً و ذالک بسبب شقاوۃ السابقۃ

یہ سن کر سب چچاؤں کے چہروں پر خوشی کی لہر دوڑ گئی، سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہت خوشی ہوئی، جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چہرہ پر خوشی کی سرخی نمودار ہوئی، مگر ابولہب کا چہرہ غصہ اور حسد کی وجہ سے سیاہ ہو گیا اور یہ اس کے دل میں پوشیدہ سابقہ شقاوت کی وجہ سے تھا، وہ اس بات سے جل گیا کہ یہ رشتہ ہوا کیسے ہے، جناب عباس نے سب کو ہنس کر کہا اب بیٹھے کس لئے ہیں؟ اٹھیں اور اپنے مقصد کے حصول کیلئے تیاری کریں

ساری رات انتظامات ہوتے رہے کہ کل کیسے جانا ہے، کس شان سے جانا ہے، ہر کسی کی یہ خواہش تھی کہ ہم اس طرح خواستگاری کرنے جائیں کہ زمین کی مخلوق دیکھے، کعبۃ اللہ دیکھے، زمزم دیکھے، صفا و مروا دیکھیں، حوران جنت دیکھیں، عرش

کے مکین دیکھیں، ملائکہ ارض و سما تمہیں ہو کر دیکھیں، اور اللہ جل جلالہ خود داد دے کہ اس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منگنی کس شان و شوکت سے ہو رہی ہے

رسم خواستگاری

معظمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر میں عالم ربانی جناب ورقہ بن نوفل کے ساتھ بات ہو رہی تھی..... عین اس وقت محلہ بنی ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام میں خواستگاری (منگنی) کی رات کی تیاریاں ہو رہی تھیں اور سارے چچاؤں کی یہ خواہش تھی کہ ہم اپنے شہنشاہ لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منگنی کیلئے بھی ایسی رات لے کر جائیں کہ کائنات کی آنکھوں نے ایسی شاندار رات کبھی نہ دیکھی ہو، ساری رات تیاریوں میں گزر گئی، جس وقت نسیم سحر شبنم کے چھینے مار کر پھولوں کو جگانے میں مصروف تھی اس وقت خواستگاری کیلئے سارے رشتہ دار تیار ہو کر آنا شروع ہوئے، بعد از طلوع آفتاب غلاموں کی قطاروں کے درمیان یہ کاروان مسرت روانہ ہوا

☆ فنہضوا جميعاً الى دار خويلد وقد عمد ابوطالب عليه الصلوة والسلام الى النبي صلى الله عليه وآله وسلم والبسه احسن الثياب وقلده سيفاً واركبه على جواده ودار حوله عموته و كلهم محدقون به

جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری اولاد جمع ہو گئی تاکہ جناب خویلد کے گھر کی طرف روانہ ہوا جائے، اس وقت سید العجم والعرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے قریب بلایا اور انہیں فاخرہ پوشاک پہنائی، کمر بند کے ساتھ شایان شان تلوار آویزاں کی، اس کے بعد ایک سبے ہوئے گھوڑے

پر دُولہا کی طرح سوار کیا، اس وقت سارے چچا ان کے گرد کھڑے ہو گئے، ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے چودھویں کے چاند کے چاروں طرف ستاروں نے حلقہ بنا رکھا ہو۔ یہ محض بارات نہیں تھی بلکہ کائنات کی خوشیوں نے مجسم شکل میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک راہوار عقال کے گرد حلقہ بنایا ہوا تھا، درمیان میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سواری تھی، چاروں طرف چچا آراستہ ہو کر کمر بند کے ساتھ تلواریں سجا کر یک رنگے گھوڑوں پر سوار ہو کر اس طرح چل رہے تھے کہ مکہ کے لوگ گھروں سے نکل نکل کر زیارت کر رہے تھے

☆ فلقاھم ابو بکر ابن ابی قحافہ قال رایت فی منامی کان نجماً قد ظھر فی منزل ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام وارتفع الی افق السماء و أنار واستنار فی الافق الی ان صار کالقمر الزاھر ثم نزل بین الجدران فتبعته فاذا هو قد دخل فی بیت سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ودخل معها تحت الثیاب فما تاویلہ قال لہ ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہا نحن لہا قاصدون وعلیٰ خطبتہا معولون

جس وقت کاروانِ رعب و وقار مکہ کی گلیاں عبور کر رہا تھا تو اس وقت سامنے ایک جوان آیا، یہ جوان خلیفہ اول تھا، اس نے آ کر عرض کیا کہ رات کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے کہ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر سے ایک نورانی ستارہ طلوع ہوا جو آسمان کی طرف بلند ہوا، اس سے پوری کائنات جگمگا اٹھی اور وہ ستارہ انتہائی روشن نجمِ زہرہ کی طرح چمک رہا تھا، وہ مکہ کی دیواروں کے درمیان نازل ہوا، میں یہ دیکھنے کیلئے آگے گیا کہ وہ ستارہ جاتا کدھر ہے

پھر میں نے دیکھا کہ وہ ستارہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھراطھر میں داخل ہوا اور کپڑوں میں غائب ہو گیا، میرے اس خواب کی تعبیر کیا ہے؟

سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جو کچھ تم نے پہلے خواب میں دیکھا ہے اب جاگتی آنکھوں سے بھی دیکھ لو کہ وہ نوری ستارہ ہمارا لخت جگر عالمین کی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور ہم انہیں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر لے کر جا رہے ہیں، اس ستارہ کی روشنی سے تحت الثریٰ سے عرش علیٰ تک تمام عالمین جگمگا اٹھیں گے، اس وقت ہم انہی کی شادی خانہ آبادی کا اہتمام کرنے جا رہے ہیں، یہی اس خواب کی تعبیر ہے

☆ ثم ساروا حتی وصلوا منزل خویلذ فسبقتهم الجواری الیہ

یہ کارواں قصر اخضر سے ابھی کچھ دور تھا کہ انہوں نے ایک کنیر کے ذریعے اطلاع بھجوائی اور اپنے آنے کے مقصد سے آگاہ کیا، اس وقت جلدی جلدی اہل خانہ نے استقبال کی تیاری کی، مہمانوں کیلئے طعام و خورد و نوش کا انتظام کیا، عمرو ابن اسد اور دیگر احباب استقبال کیلئے دروازہ پر آکھڑے ہوئے، جیسے ہی یہ خبر مکہ مکرمہ میں پہنچی تو سب لوگ یہ دیکھنے کیلئے دوڑے چلے آئے کہ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنے یتیم لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی منگنی کرنے کس شان کے ساتھ جا رہے ہیں، پورا محل کچا کچھ بھر گیا، عورتیں چھتوں پر چڑھ کر اس انتظار میں تھیں کہ دیکھیں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح آ رہے ہیں، سب لوگوں کی نظریں شارع عوام کی طرف جمی ہوئی تھیں کہ ہم دیکھیں بارات کیسے اور کس انداز یا رنگ کے ساتھ آ رہی ہے۔

ادھر دور سے بارات نے ایک گلی کا موڑ کاٹا، ساری کائنات کی نگاہیں جمی ہوئی ہیں کہ دیکھیں سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے لعل کو کیسے سجایا ہوا ہے، سب نے دیکھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلہا بنے ہوئے اپنے عقال نامی یمنی گھوڑے پر سوار تھے انہوں نے جناب سید العالمین جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سیاہ عمامہ موزوں فرمایا ہوا تھا، جناب ابراہیم علیہ السلام کی قمیص زیب تن تھی، دوش اطہر پر جناب الیاس علیہ السلام کی بردیمانی یعنی رداؤ الی ہوئی تھی، شیخ البطحاء جناب عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعلین قدموں میں جگمگا رہی تھی، جناب شعیب علیہ السلام کا عصا ہاتھ میں تھا، دائیں ہاتھ میں سبز رنگ کے عقیق کی انگوٹھی تھی جس کی شعائیں مکہ کے بے آب و گیاہ پہاڑوں کو سبزہ زار بنا رہی تھیں، ان کے چاروں طرف بزرگان قریش دانشمندان مکہ، اکابرین شہر، رؤسائے قبائل اور جواناں بنی ہاشم برہنہ تلواریں علم کر کے خدام شاہی کا فریضہ ادا کرتے ہوئے شاہی سواری کے ساتھ ساتھ سب سے سجائے گھوڑوں پر سوار پر وقار طریقے اور شاہی جاہ و جلال کے ساتھ آ رہے تھے سب سے بڑھ کر یہ کہ رحمت الہی ساری بارات پر سایہ فگن تھی، ارواح انبیاء ماسلف علیہم السلام دُلہا کی نعلین سے برکت حاصل کرتی آ رہی تھیں، ملکوت ارض و سماں داؤدی کے ساتھ مصروف صلوات تھے

یہ پر وقار قافلہ غروب آفتاب سے پہلے سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل سے روانہ ہوا مگر فاصلہ کم ہونے کے باوجود جس وقت قصر اخضر میں پہنچا تو کافی اندھیرا ہو چکا تھا اور غلاموں و کنیزوں کو مشعل بردار صفیں بنانا پڑیں۔

منگنی کی یہ بارات سید العرب والعجم بیضة البلد محسن اسلام و بانی اسلام جناب

ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے محل سرا سے روانہ ہوئی اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے قصر اخضر کے قریب پہنچی، ساری مخلوق ان کا استقبال کرنے کیلئے تیار کھڑی تھی کہ یہ کاروان مسرت قصر اخضر کے دروازہ پر پہنچا

☆ فلما دخلوا قام اجلالاً لهم وقال مرحباً بابناء اعمامی واعز الخلق الیٰ مرحباً بکم واهلاً وسهلاً ثم رفع منزلتهم واعلی مراتبهم جس وقت یہ کاروان نجوم و اثمار جناب خویلد کے گھر کے مین صدر دروازے پر پہنچا تو تمام اہل خانہ نے ان کا استقبال کیا اور کہا کہ

اے ہمارے چچا زاد بھائیو! جی آئیاں نوں، اہلاً وسهلاً مرحبا، اے عالمین سے زیادہ عزت والے گھر کے پاک افراد آپ نے اپنے قدموں سے ہمارے گھر کو عزت بخشی ہے اور ہمارے غریب خانہ کو اعزاز و شرف بخشا ہے

سارے باراتی آ کر بیٹھ گئے، جناب عمرو ابن اسد نے فوراً قدیم عرب کے دستور کے مطابق کھانے پینے کے انتظام کا حکم دیا..... ☆ فقال له سید العرب

ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام یا عمرو ابن اسد ما اتینا للطعام ولا لشراب سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے طعام کا حکم سن کر فرمایا آپ طعام وغیرہ کا انتظام کرنے کا تکلف نہ کریں پہلے ہماری بات سن لیں، یہ فرما کر سید العجم والعرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رسم عرب کے مطابق سلسلہ کلام جاری فرمایا

☆ وقال انت تعلم انّ لنا لك قرابة وانتم لنا بنوعم وليس لاحد شرف کشرفنا ونحن وانتم فی الحال سوی ونحن نرجو ان لا تخالفنا وتقرّب ابنتک من سیدنا فانہ یزینہا ولا یشینہا وقد جئناک خاطبین

وفی ابنتک راغبین

فرمایا اے عمرو ابن اسد! آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ آپ ہمارے قریبی ہیں اور ہمارے لئے ہمارے چچا زاد ہیں، ہم اور آپ برابر کے قبیلے ہیں، امید ہے آپ ہماری بات کو ضرور قبول کریں گے، ہم آپ کی شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا کی خواستگاری اپنے سردار بیٹے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے کرنے آئے ہیں، ہمارا یہ سردار بیٹا آپ کی شہزادی کی زینت بنے گا اور ان کیلئے کسی کمی کا باعث نہ بنے گا، ہم اپنے سردار بیٹے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے آپ کی شہزادی کا رشتہ طلب کرنے آئے ہیں

☆ فقال عمرو ابن اسد من الخاطب منکم و من المخطوبة منی
عمرو ابن اسد نے عرض کیا جناب یہ تو فرمائیں آپ کس کیلئے کس کا رشتہ طلب کرنے آئے ہیں؟ ان کی اپنی دختر ان بھی تھیں اس لئے انہوں نے یہ سوال کیا
☆ فقال سید العرب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام الخاطب منا ابن اخی واما
المخطوبة فهي ابنتک سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا فلما سمع ذالک
عمرو ابن اسد من ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام تغیر لونه وازور وجهه

سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم اپنے بھتیجے سرو کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے آپ کی شہزادی جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا رشتہ مانگنے آئے ہیں یہ سن کر جناب عمرو ابن اسد کے چہرہ کا رنگ متغیر ہوا، ان کے رخ پر پریشانی کے آثار ظاہر ہوئے، تھوڑی دیر سر جھکانے کے بعد انہوں نے عرض کیا کہ مجھے آپ کے گھر سے زیادہ عزت دار کوئی اور نظر ہی نہیں آتا، آپ ساری کائنات سے زیادہ معزز ہیں مگر میں آپ سے معذرت چاہوں گا، کیونکہ آپ جانتے ہیں کہ

ہماری شہزادی سلوٰۃ اللہ علیہا نے ابھی تک عقد کرنا پسند ہی نہیں کیا، ان کی عمر 25/24 سال ہو چکی ہے، جبکہ عرب کے بادشاہوں اور رؤسائے عالم نے ان کیلئے خواستگاری کی ہے مگر انہوں نے کسی کو قبول نہیں کیا، ان کے مقابلہ میں شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کوئی زیادہ امیر و دولت مند تو نہیں ہیں، اس لئے ہمیں یہ ممکن ہی نظر نہیں آتا کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب سلوٰۃ اللہ علیہا اتنے بڑے بادشاہوں، رؤساء و امراء کو ٹھکرانے کے بعد ان کو قبول کر لیں، اور ہمارا ان کے ساتھ معاہدہ ہے کہ ہم ان کو مجبور نہیں کریں گے

☆ فقام الیہ حمزة علیہ الصلوٰۃ والسلام وقال ولا تشاکل القمر بالشمس اما علمت ان محمداً صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذا احتاج الی اموالنا وارواحنا قد منا کل بین یدیہ واحضرنا کل الیہ ولكن ابین لك عیب قولك وقام ونهض ونهضوا اخوته معہ

جس وقت عمر و ابن اسد نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں اپنی رائے دی تو یہ بات اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ناگوار گزری وہ فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے کہ چاند لاکھ کوشش کرے آفتاب عالم تاب کی برابری تو نہیں کر سکتا، یعنی آپ کی شہزادی اگر عصمت کا قمر ہے تو ہمارا لعل بھی عصمت و نجات کا آفتاب عالم تاب ہے، یہ ہمارا احسان ہے کہ ہم آپ کے پاس چل کر آ گئے ہیں، اور یہ بھی یاد رکھیں کہ آپ نے ہمارے لعل کو سمجھنے میں بہت بڑی غلطی کی ہے کیونکہ آج بھی اگر یہ لعل ذوالجلال ہم سے ہمارا مال و جان اور ہماری روحوں طلب کرے تو ایک پل کے اندر ان کے قدموں میں بچھانے کیلئے تیار ہوں،

ہماری ہر چیز ان پر قربان ہے اور ہم آپ کی یہی غلط فہمی دور کرنے کیلئے آئے ہیں یہاں فضا کو مکدر ہوتے ہوئے دیکھا تو فوراً جناب ورقہ بن نوفل نے درمیان میں مداخلت کرتے ہوئے عمرو بن اسد سے کہا کہ آپ ان لوگوں کے ساتھ کوئی بات کرنے سے پہلے ذرا علیحدگی میں میری بات سن لیں۔

جس وقت یہ دونوں علیحدہ ہوئے تو جناب ورقہ بن نوفل نے کہا کہ پاک خاندان بنی ہاشم میرے پہنچنے سے پہلے پہنچ گیا ہے، میں نے آپ کو یہ بتانا تھا کہ یہ از خود تشریف نہیں لے آئے ہیں بلکہ اللہ جل جلالہ کی منشا بھی یہی ہے اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے خود ان کو عرض کیا ہے کہ آپ آکر خواستگاری کریں

انہوں نے مجھے بھی یہی حکم دیا تھا کہ میں ان کی تشریف آوری سے قبل آپ سے یہ بات کر لوں مگر مجھے موقع ہی نہیں ملا اور میں یہ بات نہیں کر سکا، اب آپ انکار نہ کریں جناب عمرو ابن اسد فوراً واپس آئے اور معذرت خواہانہ انداز میں عرض کیا

☆ فقال ما كان كل مني ولا باختياري وانتم تعلمون ان سيدة مليكة العرب صلوٰۃ اللہ علیہا امرأة وافرة العقل جيدة الذهن مالكة نفسها وقد تكلمت بذلك الكلام حتى اسمع ما تتكلم به والآن قد وجدت الامراة اليكم طالبة وفيكم راغبة

جناب میں نے جو پہلے جواب دیا ہے وہ میری لاعلمی اور ناتجہبی تھی، اس جواب کا ذمہ دار نہ کلی طور پر میں ہوں اور نہ ہی وہ میرے اختیار میں تھا، آپ سب لوگ اچھی طرح یہ جانتے ہیں کہ ہماری شہزادی جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا صاحبہ فہم و فراست ہیں، عقل و خرد میں کامل و اکمل ہیں، ذہنی طور پر صیابت رائے کے

مقام عالیہ پر فائز ہیں، اور اپنی ذات کی وہ کلی طور پر مالک ہیں، ہم ان کو مجبور بھی نہیں کر سکتے تھے کیونکہ ہم ان کے انکار سے خائف تھے، اب ہمیں معلوم ہوا ہے کہ آپ ان کی رضا حاصل کرنے کے بعد تشریف لے آئے ہیں ہمیں کسی بات سے کوئی انکار نہیں، ہمیں اب معلوم ہوا ہے کہ یہ رشتہ تو ازل سے طے تھا اور انہوں نے سب رؤساء کے رشتے صرف اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خاطر ٹھکرائے ہیں.....

☆ وقد جئکم یا بنی اعمامی لتقبلوا عذری و تصفحوا عن ذنبی وانا وحقکم کما قال الشاعر

ومن عجب الأيام انک هاجری وما زالت الأيام تبدئ العجایبا
ومالی ذنب استحق به الجفا فان کان لی ذنب أتیتک تائباً

عمر و ابن اسد نے عرض کیا اے ہمارے چچا زاد بھائیو! اب ہم صرف اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ میں اپنی غلطی اور غلط فہمی کا اعتراف کرتا ہوں اور اس کی معذرت چاہتا ہوں، آپ میری معذرت قبول فرمائیں اور مجھے دل سے معافی دیں، جیسا کہ کسی شاعر نے اس کی خوب ترجمانی کی ہے



اوں گزرے وقت کوں کیا ڈیکھوں جڈاں عقل میڈی تے پردہ ہا
اپنی اوں دور دی غلطی دا جڈاں ہوش آیائے چکرا گیا ہاں
جے ڈیکھو میڈے جرم تاں میں حقداں ہاں ڈھیر سزائیں دا
میڈا عذر قبول کرو تاں میں تھی توبہ تائب آ گیا ہاں

☆ فقال حمزة واللّٰه يا عمرو ابن اسد انك عندنا عزيز كريم وما رجونا ان تطرد ناعن قربتك وتبعدنا من جوارك ومصاهرتك واللّٰه ما اقول لك الا كما قال الشاعر

اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے عمرو ابن اسد آپ ہماری نگاہ میں محترم ہیں اور آپ کی خاندانی شرافت و عزت کے بھی ہم معترف ہیں، جو کچھ ہم نے پہلے فرمایا تھا اس کی وجہ آپ کا اپنا رویہ تھا کیونکہ آپ ہمیں اپنے گھر سے ناامید لوٹنا چاہتے تھے، واللہ کسی شاعر نے خوب کہا ہے

☆ عليك بحصنٍ من رجال فاننى.....رايت حصوناً من صخور تهدمت تمہارے اوپر جوانوں کا محفوظ و مضبوط قلعہ قائم تھا جبکہ پتھر و گارے کے قلعے منہدم ہوتے دیکھے ہیں مگر یہ قلعہ منہدم نہیں ہو سکتا

☆ فقال واللّٰه يا اولاد العم انا لمحمدٌ صلى الله عليه وآله وسلم محبوبون ولرايكم غير مخالفين وانما يريد هذه الخطبة في غداة غدٍ في منزل سيده صلوة الله عليها على رؤس الاشهاد بشهادة يسمعها الحاضر والبادي فقال حمزة عليه الصلوة والسلام نحن ما نخالفكم في امر

جناب عمرو بن اسد نے عرض کیا اے ہمارے چچا زاد بھائیو! ہم بھی سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ محبت کرتے ہیں اور میری رائے ان کے مخالف نہیں تھی اور نہ اب ہے، جو گزری سو گزر گئی، ہم یہ چاہتے ہیں کہ آپ کل پھر سارے رؤسائے عرب اور عوام عرب کے سامنے دوبارہ خواستگاری نہیں بلکہ نکاح کیلئے تشریف لے آئیں تاکہ عرب کے رؤساء و سرداران قبائل سے لے کر جاہل بدوؤں تک

سب دیکھ لیں کہ شریفوں کے در پر شریف کیسے آتے ہیں اور شریف شریفوں کا استقبال کیسے کرتے ہیں

اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمیں آپ کی یہ بات پسند آئی ہے
☆ قال ورقه انما هنا كلام ان اخي له لَشَان لا يتخلص به عند العرب و
أريد ان توكلني في امر ابنتك سيده صلوة الله عليها فاذا وكلتني كنت انا
المجاوب عنك والمتكلم بين ايديهم وانتم تعلمون اني قد قرأت في
الكتب وفهمت سائر الاديان

اس وقت جناب ورقہ بن نوفل نے کہا کہ یہاں ہمارا بھی ایک مشورہ ہے اور وہ
یہ ہے کہ ہمارے چچا عمرو ابن اسد ایک مصروف آدمی ہیں یہ آپ کے شایان
شان انتظام شاید نہ کر سکیں اس لئے ہم چاہتے ہیں کہ اس تقریب سعید کی ذمہ
داری کلی طور پر ہمیں سونپ دی جائے، اور شہزادی عرب کی طرف سے ہمیں
سارے امور کا وکیل و سرپرست بنا دیا جائے تاکہ سب کے سامنے ہم ان کی
طرف سے کلام کر سکیں، یہ تو آپ جانتے ہیں کہ عرب میں جو ساٹھ دین ہیں ہم
ان سب ادیان کی کتابوں کے عالم ہیں اس لئے آپ ہمیں یہ اعزاز دیں کہ ہم
شہزادی عرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی طرف سے وکیل بنیں

☆ فقال حمزة عليه الصلوة والسلام هو يوكلك فقال ورقه اسمعوا كلامه قال
عمرو ابن اسد يا بني هاشم عليك الصلوة والسلام اسمعوا واشهدوا اني وكلت
ابن اخي ورقه في امر بنتي سيده مليكة العرب صلوة الله عليها فقد قبلت
منه سائر الاقوال

جس وقت جناب ورقہ بن نوفل نے یہ بات کی تو سب سے پہلے اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہماری طرف سے آپ کل مختار ہیں یہ سن کر عمر و ابن اسد نے عرض کیا کہ پاک خاندان کے سارے افراد سن لیں اور گواہ رہیں کہ ہم نے بھی اپنے جملہ امور کا ولی اور وکیل و سرپرست اپنے بھتیجے ورقہ بن نوفل کو بنایا ہے، اب یہ ہمارے سارے امور کے ذمہ دار ہوں گے اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ان کی ہر بات قبول کرنے کی پابند ہوں گی

☆ قال سيد العرب ابوطالب عليه الصلوة والسلام أريد ذلك ان يكون عند الكعبة ثم انهم ساروا الى الكعبة فوجدوا العرب عندها مجتمعين بين زمزم ومقام ابراهيم عليه السلام وهم جلوس يتحدثون مثل النضربن الحارث ومطعم ابن عدى والصلت ابن ابى يهاب المخزومي والتيمه بن الحجاج وهشام بن مغيره وابى جهل بن هشام وعثمان بن مالك العميرى واسد بن غويلب الدارمى وعقبة ابن ابى معيط واميه بن ابى خلف واميه بن خلف وابى سفيان بن حرب وصفوان بن اميه وسادات مكة سيد العرب جناب ابوطالب عليه الصلوة والسلام نے فرمایا ہم یہ بھی چاہتے ہیں کہ یہ ساری بات حرم کعبہ میں رب کعبہ کو گواہ بنا کر طے ہو جائے تاکہ جس کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی ہے اس کو بھی اس مسرت میں شامل کیا جائے

سب نے اس بات پر رضامندی کا اظہار کیا اور یہ اٹھ کر حرم کعبہ کے اندر آئے اس وقت عام طور پر حرم کعبہ میں سب رؤسائے مکہ کی نشست ہوتی تھی اور وہ سب مقام زمزم و مقام ابراہیم علیہ السلام کے درمیان بیٹھ کر آپس میں گپ شپ کرتے

تھے، جس وقت یہ کاروانِ مسرت حرمِ کعبہ میں داخل ہوا تو وہ سب موجود تھے مثلاً
 نصر بن حارث، مطعم ابن عدی، صلت بن ابی یہاب مخزومی، تیمہ بن حجاج، ہشام
 بن مغیرہ، ابی جہل بن ہشام، عثمان بن مالک عمیری، اسد بن غویب دارمی، عقبہ
 ابن ابی معیط، امیہ بن ابی خلف، ابی سفیان بن حرب، صفوان بن امیہ اور دیگر مکہ
 کے سب چودھری وہاں جمع تھے

☆ فلما اشرفوا علیہم صاح ورقۃ وقال نعمتم صباحاً وکفیتم طوارق
 الاعداء یا اولاد زمزم والصفاء ابوقیس وحرى ومن بهم تضرب
 الامثال فی جمیع الامصار قال فزعق القوم علی بکرة ابیہم وقالوا اهلاً
 وسهلاً ومرحباً بک یا ابا البیان

جس وقت یہ کاروانِ مسرت ان کے قریب پہنچا تو ان کو آتادیکھ کر سب رؤسائے
 مکہ تعظیم کیلئے اُٹھے اور جناب ورقہ بن نوفل نے سب کو بہ آواز بلند کہا
 اے اولادِ زمزم و صفا! اے فرزندانِ ابوقیس! آپ پر ہر صبح نعمت کی بارش
 رہے اور آپ کو ربِ کعبہ ناگہانی دشمنوں سے محفوظ رکھے (ایسے اور روایاتی
 الفاظ بھی استعمال کئے جو عام طور پر بوقت ملاقات بولے جاتے تھے) ان سب
 نے بھی جواباً اہلاً وسهلاً مرحباً کہا

☆ قال ورقۃ یا معاشر قریش یا بنی زہرۃ یا بنی النضر یا بنی الحارث
 یا بنی عدی یا بنی لوی یا بنی غالب یا بنی عبدالدار یا جمیع من حضر
 انی مسائلكم فی سیدہ ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا بنت خویلد فنطق القوم
 علی بکرة ابیہم فقالوا بخ بخ لقد ذکرت الشرف الاعلی الاوفیٰ

والعزالاسنى والرأى الازكى ومن لا يوجد لها نظير فى النساء العالمين
جناب ورقہ نے سب سے مخاطب ہو کر کہا کہ اے معاشر قریش! اے بنی زہرہ!
اے بنی نصر! اے بنی حارث! اے بنی عدی! اے بنی لوی! اے بنی غالب! اے
بنی عبدالدار اور باقی جو بھی یہاں موجود ہیں آپ سب سے جناب سیدہ ملیکہ
العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے بارے رائے لینا چاہتا ہوں

سب نے بیک زبان عرض کیا کہ سبحان اللہ آپ نے اس شہزادی کا ذکر فرمایا ہے
کہ کوئی شرف و فضیلت ایسی نہیں جو ان کا زیور حیات نہ ہو، کوئی عزت و وقار ایسا
نہیں جو ان کی قدم بوسی پر فخر نہ کرتا ہو، وہ پاکیزہ ہیں اور عالمین کی مستورات میں
بے مثل و بے مثال ہیں۔

☆ قال ورقة أوجب ان يكون بلا بعل قالوا لا وليس هذا بواجب ولقد
شاهدنا لخطاب لها كثيرة فابت ان تتزوج باحد منهم فقال ورقة يا
سادات العرب ان اخى قد وكننى فى امر ابنة سيده صلوٰۃ اللہ علیہا وقد
امرنى ان ازوجها برجل

جناب ورقہ بن نوفل نے کہا کہ پاک شہزادی عرب کیلئے کوئی ضروری تو نہ تھا کہ یہ
کسی کو اپنا سرتاج منتخب نہ کریں۔ سب نے کہا بالکل بجا ہے اور ان کا سرتاج کے
بغیر رہنا مناسب نہیں اور اس وقت ان کے سرتاج کا انتخاب ضروری بھی ہے
رؤسائے عرب کا ان کے در پر خواستگاری کیلئے آنا اس بات کا شاہد ہے کہ
سارے سرداران قریش ان کو پانے کی حسرت رکھتے ہیں

جناب ورقہ بن نوفل نے کہا کہ آج ہمارے چچا عمرو ابن اسد نے ہمیں ان کا

مختار بنا دیا ہے اور ہمیں یہ اجازت دی ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب ﷺ جس کے ساتھ مناسب سمجھیں تم ان کی طرف سے عقد کے مجاز ہو

☆ واشتہی ان تسمعوا الوكالة فی غداة غدٍ تجتمعون فی منزل سیدہ ملیکہ العرب ﷺ بنت خویلد فما تسعکم غیر دارها فاذا حضرتم تنظر سیدہ ملیکہ العرب ﷺ ای سید تختارہ تشیر الیہ

آپ نے اب وکالت کے بارے میں تو سن لیا ہے، آپ کو اب یہ بھی بتادوں کہ کل آپ سب کو اس تقریب سعید میں شرکت کی دعوت ہے، آپ نے شہزادی عرب ﷺ کے گھر آنا ہے، آپ سب آ کر اپنی آنکھوں سے دیکھیں کہ شہزادی عرب ﷺ نے کون سے شہزادہ عالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا سرتاج قرار دینا ہے

☆ فلما سمعوا کلامہ لم یبق سیداً الا قال انا المطلوب ثم قالوا باجمعهم انت یا ورقۃ نعم الوکیل ونعم الکفیل فقال ورقۃ لعمر و ابن اسد تکلم سیدہ ملیکہ العرب ﷺ مادام السادات حاضرین

جس وقت سب نے یہ بات سنی کہ کل شہزادی عرب و عجم محسنہ اسلام بی بی ﷺ نے اپنا سرتاج خود منتخب کرنا ہے تو سب رؤسائے قبائل کے دلوں میں اس خام خیال نے کروٹ لی کہ شاید یہ اعزاز اس کے نصیب میں ہو، یہ خیال کر کے سب نے چاپلوسی کرنے کے انداز میں بیک زبان کہا اے ورقہ ابن نوفل آپ بہترین وکیل و اعلیٰ سرپرست ہیں، آپ شہزادی عرب و عجم ﷺ کو عرض کر دینا کہ کل ہم سب حاضر ہوں گے

☆ قال عمرو ابن اسد یا سادۃ العرب اشہدکم انی قد وکلت ابن اخی

ورقة وانی قد نذعت نفسی من امرا بنتی سیده ملیکة العرب صلوة الله علیها
 وجعلت ابن اخی وکیلی وکفیلی فیها لا امر فوق امره ولا رأى فوق رأیه
 عمرو ابن اسد نے سب رؤسائے مکہ کی تسلی کیلئے کہا بھائیو آپ سب سن لیں کہ ہم
 نے اپنا اور اپنی پاک دختر کا وکیل اپنے متدین بھتیجے کو بنایا ہے آج کے بعد یہ
 شہزادی عرب و عجم کے وکیل بھی ہیں اور کفیل بھی، ان کے حکم سے بالاکسی کا حکم نہ
 ہوگا اور ان کی رائے کے مقابلہ میں کسی کی رائے فوقیت نہیں رکھے گی جو فیصلہ یہ
 کریں گے ہمارے سارے گھر کو منظور و قبول ہوگا

☆ قال ورقة اسمعوا کلامه انه غیر مقهور ولا مجبور ولا مخمور قال
 عمرو ابن اسد زوّجها بمن شئت وأمنها بمن شئت فقال العرب
 سمعنا واشهدنا بجوارا البيت الحرام
 جناب ورقہ بن نوفل نے سب سے مخاطب ہو کر کہا اب آپ دیکھ لیں کہ یہ بقائمی
 ہوش و حواس بغیر کسی جبر و اکراہ کے ہمیں مختار بنا رہے ہیں اور ہم جہاں چاہیں گے
 ان کی پاک شہزادی صلوة اللہ علیہا کا عقد کرنے کے مجاز ہوں گے، سب سرداران قریش
 نے کہا ہم نے یہ سن بھی لیا ہے اور حرم کعبہ کے اندر بیٹھ کر ہم اس کے گواہ بھی ہیں

☆ وخرج عمرو ابن اسد وقد ذهب حکمة من امر ابنته سیده صلوة الله علیها
 فسار ورقة الى قصر الاخضر وهو فرح ومسرور فلما نظرت اليه قالت
 مرحباً واهلاً بك يا ابن عم لعلك قضيت الحاجة ام لا

یہ گفتگو ختم ہو گئی تو عمرو ابن اسد اپنی شہزادی صلوة اللہ علیہا کے امر سے دست کش ہو کر
 اپنے اختیارات اپنے بھتیجے کے سپرد کر کے انتہائی خوش ہو کر اپنے گھر کی طرف

روانہ ہوئے جس وقت جناب ورقہ بن نوفل قصر اخضر میں پہنچے اور شہزادی عرب و عجم صلوٰۃ اللہ علیہا کی نگاہ جناب ورقہ پر پڑی تو انہوں نے ان کے چہرہ پر آثار مسرت و شادمانی دیکھ کر انہیں مرحبا کہا، اور فوراً سوال کیا کہ بھائی جان کیا ہمارا مقصد پورا ہوا ہے یا نہیں

☆ فقال ورقة نهنك أنّ أمرک قد رجع الی فأنا وکیلک وکفیلک وفی غداۃ غدٍ ازوجک انشاء اللہ تعالیٰ بمحمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فلما سمعت کلامه فرحت و خلعت علیہ خلعة سنیه اشتراها عبدها میسرة من الشام بخمس مائة دینار جناب ورقہ بن نوفل نے عرض کیا مبارک ہو کہ آپ کا مقصد (جو اللہ جل جلالہ کا بھی مقصد اول تھا) پورا ہو گیا ہے ہمیں آپ کا وکیل اور سرپرست بنا دیا گیا ہے اب آپ جب چاہیں جو چاہیں منوا سکتی ہیں

جس وقت شہزادی عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا نے یہ گفتگو سنی تو فوراً ایک خلعت شاہی منگوائی اور ان کو مبارک بادی کے عوض پیش کی، یہ خلعت اس دن کیلئے شہزادی عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے غلام میسرہ کے ذریعہ ملک شام سے پانچ سو سونے کی اشرفیوں کے عیوض خریدی تھی

☆ فقال ورقة یا سیدتی صلوٰۃ اللہ علیہا لا ترغبینی فی شیء من حطام الدنیا فما أنا راغب فیہ وطامع له ولكن الشرط الذی بینی و بینک قالت لك ذالك یا ابن عم

جناب ورقہ بن نوفل نے عرض کیا اے شہزادی عرب ہمیں مال دنیا میں سے کسی

چیز کی ضرورت اور طمع نہیں بلکہ ہماری تو وہی شرط ہے جو پہلے آپ سن چکی ہیں کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے قبر و حشر و دنیا اور عقبی کے ضامن رہیں ملکہ عرب و عجم صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا وہ تو پہلے سے ہی منظور و مقبول ہے

☆ ثم قال جهّزى امرک وجمّلى منزلك وأخرجى ذخائرک وعلّقى ستورک وانشرى حُلّک ومخزن المکتوم واکمدى عدوک وحاسدک فما یدخر المال الا لمثل هذا اليوم واصنعى وليمة لا یعوزک فیها شیء فان العرب یسیرون الیک فى غداة غد یأتون کلهم الى دارک

اس کے بعد جناب ورقہ بن نوفل نے عرض کیا کہ اب آپ اپنے عقد کا سامان جلدی تیار کروائیں، اپنے گھر کو آراستہ پیراستہ کرنے کا حکم دیں، اپنے خزانوں کا منہ کھول دیں، اپنے محل کے دلاویز پردوں کو آویزاں کرنے کا حکم دیں، اپنے پوشیدہ خزانوں کو ظاہر فرما کر اپنے دشمنوں اور حاسدین کے جگر جلا کر بھسم کر دیں، یہ مال خزانوں اور کس دن کیلئے ہوتے ہیں، سارے عرب کے سردار کل یہاں آئیں گے، آپ عقد سعید کے ولیمہ میں کسی چیز کی گنجائش نہ چھوڑیں اور یہ شادی خانہ آبادی اپنی مثال آپ ہو

☆ فلما سمعت منه ذالک نادت فى عبیدها وجواریهَا وأخرجوا الستور والمساند والوسائد والبسط المختلفة الألوان والحلل ذات الأثمان والغالیات والعقود والقلائد والمصاع الباهرة والثیاب الفاخرة

جس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے یہ بات سنی تو اپنے غلاموں کنیزوں، ملازمین اور ہمسایوں کو طلب فرمایا اور ان کو حکم دیا کہ ہمارے محل کے

پردے جلد آویزاں کریں، مصری قالین اور مسندیں لگائی جائیں، تشریف لانے والوں کیلئے ریشمی گاؤتیکے لگائے جائیں، سارے محل کو ریشمی رنگدار کپڑوں کے ساتھ قوس قزح کی طرح سجادیں

ہمارے تمام غلام اور کنیریں خوشبودار مشک و عنبر میں رچے بسے قیمتی لباس اور طلائی زیورات زیب تن کریں، تمام کنیریں اپنے اپنے گلے میں سونے کی مالائیں اور قلا دے پہنیں، کیونکہ کل یہاں سارے عرب کی رئیسزادیاں سونے اور چاندی کے زیورات سے لدی ہوئی آئیں گی اور ہم یہ چاہتے ہیں کہ ہماری ہر کنیر ایسے زیور پہنے ہوں جو عرب کی کسی رئیسزادی کو بھی میسر نہ ہوں

☆ وقد روت الرواة الذين شاهدوا تلك الليلة أن تلك العبيد و الاماء الذين كانوا برسم الخدمة لحمل الآنية ثمانون عبدا وذبحت الذبائح وعقرت العقائر وعقدت الحلاوات من القند والتمر من كل لون وجمعت الفواكه من كل فاكهة من طرائف الشام وما يناسب ذلك (بخارالانوار)

جو لوگ اس رات موجود تھے وہ روایت کرتے ہیں کہ اس رات جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہا نے بڑی مقدار میں سونا تصدق فرمایا، خدمت گاروں کو بہت کچھ عطا فرمایا اور مال کثیر راہ حبیب میں لٹا دیا جس کی توصیف ہو ہی نہیں سکتی

ساری رات دعوت کا اہتمام ہوتا رہا، لاتعداد دہنے بکرے اور اونٹ ذبح کروائے اور لذیذ حلوے تیار کروائے جن کو شکر اور اعلیٰ قسم کی کھجور سے ایسا تیار کیا گیا تھا کہ کھانے والا انگلیاں چاٹتا رہ جائے، یہ سب کچھ پہلے سے ملک شام سے منگوا کر رکھا گیا تھا

رسم عقد مسعود

جناب ورقہ بن نوفل عقد و بیاہ کی تیاریوں کا عرض کر کے واپس آ گئے، اس کے بعد عقد کی رسم ادا کرنے کی تیاریاں زور شور سے شروع ہو گئیں، مردوں میں اپنے انداز سے اور مستورات میں اپنے انداز کے ساتھ تیاریاں شروع ہوئیں شہنشاہ معظم رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک پھوپھیوں صلوٰۃ اللہ علیہن کی ہمیشہ سے اس لعل کی خوشیاں دیکھنے کی خواہش تھی، ان کی پالنے والی ماں یعنی امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے جب سے اس لعل کو اپنی گود میں لیا تھا اس دن سے ان کی شادی کا سامان تیار کرنے میں مصروف ہو گئی تھیں اور ابھی مزید تیاریاں کرنا تھیں، اس وقت جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا سن مبارک ظاہراً تقریباً چار سال تھا اور امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ابھی ظاہری ظہور بھی نہیں ہوا تھا، انہوں نے اس شادی کے چھ سال بعد خانہ کعبہ کو ظاہراً شرف بخشا تھا، شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہراً کوئی بھائی تھا اور نہ ہی کوئی ہم شیر تھی اس لئے جناب طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب جعفر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو یہ سگے بھائی سمجھتے تھے، اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک پاک ہم شیر تھیں جن کا نام (سیدہ ریٹھ) صلوٰۃ اللہ علیہا تھا آپ انہی کو اپنی سگی ہم شیر سمجھتے تھے، وہ شہزادی صلوٰۃ اللہ علیہا شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنا بھائی سمجھتی تھیں ان سب کی خوشیوں کی انتہا یہی مبارک شادی تھی، انہوں نے بہت سی رسمیں ادا کرنا تھیں، شادی و عقد کی رسم کی یہ ساری کاروائی سفر شام کے دو ماہ بعد ہوئی جس وقت عقد کی تاریخ مقرر ہوئی تو اس کے بعد تیاریاں شروع ہو گئیں

☆ ونهض سيد العرب ابوطالب عليه الصلوة والسلام و قام لعمل الوليمة و اخوته عنده فعند ذلك اهتز العرش والكرسى و سجد الملائكة (فرحاً و سبحت الاطيار والملائكة شكر الله) و أوحى الله تعالى الى رضوان خازن الجنان أن يزينها ويصف الحور والولدان ويهيئ اقداح الشراب ويزين الكواعب والأتراب

سید السادات بیضۃ البلد جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام دُولہا کے گھر کی طرف سے ولیمہ عقد کے انتظامات میں مصروف ہو گئے

دوسری طرف عرش و کرسی پر اللہ جل جلالہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی کی مسرت چھائی ہوئی تھی، کائنات نے اس مسرت کے لمحات کا لمس محسوس کر کے جھومنا شروع کیا، درختوں پر پرندوں نے نعت خوانی شروع کی، ملکوت ارض و سما نے اللہ جل جلالہ کے شکر کے نعمات گانا شروع کئے، اس وقت اللہ جل جلالہ نے رضوان و خازن جنت و جنات کو حکم فرمایا کہ تم جنت کی حوروں اور غلمان کو آراستہ و پیراستہ ہونے کا حکم دو، کیونکہ یہ میرے محبوب احد و واحد کی شادی خانہ آبادی کی تقریب کا دن ہے، جناب جبریل علیہ السلام کو فرمان ہوا کہ تم رضوان جنت کو فرمان دو کہ وہ ولدان مخلصین کو حکم دیں کہ وہ جنت کی طلائی زنگار صراحیاں جام اور کا سے تیار کریں کہ آج باراتی زمین سے زمین پر نہیں جانے بلکہ باراتی اللہ جل جلالہ کے گھر مہمان بن کر آئیں گے، تمہاری کسی چیز میں کمی نظر آئی تو تمہیں خازن جنت کے عہدہ سے ہٹا کر ارض بابل کے کسی کنویں میں اُلٹا لٹکا دیا جائے گا

☆ و اوحى الى الامين جبرئيل ان ينشر لواء الحمد على الكعبة و

تطاولت الجبال وسبحت بحمد الملك المتعال على ماخص به نبیه
ورسوله وفرحت الارض واظهرت السرور واخرجت الزهور والالوان
فرحاً وسروراً

رب ذوالجلال والاکرم جل جلالہ نے فوراً اپنے امین مطلق جبرئیل علیہ السلام کو وحی
فرمائی کہ آج جو کچھ ہو رہا ہے تم نے بھی سنا ہے یا نہیں، آج میرے پاک حبیب صلی
اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی خانہ آبادی کا پروگرام ہے، تم نے فوراً لواء الحمد اٹھا کر پوری
رات کعبہ کی چھت پر لہرانا ہے، ارض جنت کے نورانی پہاڑوں کی چوٹیوں کو حکم دو
کہ ساری رات اور سارا دن رب متعال کی حمد و ثنائیں گنگنائیں زمین کو سمجھا دیں
کہ تمہیں جس ذات کی خاطر خلق فرمایا گیا تھا آج انہیں کے عقد کی رات ہے وہ
اپنی رونقوں کو دوبالا کر دے اپنی مسرتوں کے لاکھوں رنگ کائنات میں بکھیر دے
اور جتنا ہو سکے اظہار مسرت کرے تاکہ عالمین کو پتہ چلے کہ اپنے محسن کی خوشی کیسے
منائی جاتی ہے

☆ وباتت مكة تغلى بأهلها كما يغلى المرجل على النار

وہ رات پاک خاندان کے دشمنوں نے ایسے پیچ و تاب کھاتے ہوئے گزاری جیسے
ان کی کروٹ کروٹ انگاروں پر ہو یا جیسے آگ پر چڑھے کسی دیگچہ میں اُبال
آجائے کیونکہ ان کو کائنات کے حالات سے علم ہو گیا تھا کہ یہ معاملہ ان کا نہیں
بلکہ یہ کائنات کے مالک کا کوئی اپنا راز ہے جو منکشف ہونے والا ہے

جس صبح شادی کی بارات نے قصر اخضر جانا تھا، یہ رات بڑی عجیب تھی

چشم کائنات نے ایک عجیب منظر دیکھا کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پالنے

والی اماں صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے کمرہ میں بلایا اور فرمایا میرا لعل کل آپ کی شادی کا دن ہے، جب ہم نے آپ کو اپنا سگا بیٹا بنا کر اپنی آغوشِ عاطفت میں لیا تھا تو آپ کا سن مبارک آٹھ سال کا تھا، اب آپ چوبیس پچیس سال کے بھرپور جوان ہیں ہم نے یہ سولہ سال صرف اسی دن کے انتظار میں گزارے ہیں کہ ایک دن آئے گا میرا لعل جوان ہوگا، ہم دھوم دھام سے اس کی شادی رچائیں گے، اپنے ہاتھوں سے ہم اسے سجا کر دُلہا بنائیں گے

آج وہ رات آگئی ہے، اب ہم یہ چاہتی ہیں کہ آپ بچپن کے انداز میں ہماری آغوش میں سر رکھ کر سو جائیں، ہم آپ کی والیل کی مصداق زلفوں میں کنگھی کریں، آپ کی سرگیں آنکھوں میں سرمہ سجائیں، اس کے بعد سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بہن صلوٰۃ اللہ علیہا سے فرمایا کہ آپ اپنے بھائی کو دُلہا بنانے میں ہماری مدد کریں

جناب سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پالنے والی اماں صلوٰۃ اللہ علیہا کی جھولی میں سر رکھ کر سو گئے بہن خوش ہو کر ایک ایک چیز پاک والدہ ماجدہ کے سامنے پیش کرتی رہیں، جس وقت سب چیزیں پاس آ کر رکھیں تو خود بھی کا فوری شمع اُٹھا کر بھائی کے پاس آ بیٹھیں، معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے لعل کی زلفوں میں کنگھی کرنا شروع کی، پاک ہمشیرہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے شمع کی روشنی میں جوان بھائی کے چہرے کی تلاوت کرنا شروع کی، پاک بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا لعل کو دُلہا بنانے میں مصروف رہیں اور اپنی مامتا کی پیاس بجھاتی رہیں اور ہمشیرا اپنی حسرتوں کی تکمیل ہوتی دیکھ کر اپنی آنکھیں ٹھنڈی کرتی رہیں، اس وقت ان دونوں کی خوشی انتہاؤں سے بھی متجاوز تھی

گر بیز

دوستو!..... ایک مرتبہ ذرا پوری توجہ سے کر بلا کی طرف نظر کریں تو شب عاشور کا ایک ایسا ہی منظر آپ کے سامنے آ جائے گا، کر بلا کا میدان ہے، دسویں محرم کی رات ہے، یہاں ایک خیمہ ہے، جس میں ایک جوان بیٹا ضعیف والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی جھولی میں سویا ہوا ہے، فرق صرف اتنا ہے کہ مکہ میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ کی بہن ہاتھ میں کافی شمع اٹھا کر بھائی کے ساتھ بیٹھی تھیں اور پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا زلفیں سنوارنے میں مصروف تھیں، مگر کر بلا میں شبیہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بہن موجود نہیں اس لئے پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا لعل کو ڈولہا بنانے میں مصروف ہیں، بائیں ہاتھ میں انہوں نے کافی شمع اٹھائی ہوئی ہے، دائیں ہاتھ سے زلفوں میں کنگھی کرنے میں مصروف ہیں، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، گویا لعل کو پیار کرنے اور سنوارنے کی پوری زندگی کی حسرت اس ایک رات میں مٹانے کی کوشش میں مصروف ہیں، معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے شبیہ پیغمبر لعل کی زلفوں میں کنگھی کرتے ہوئے فرمایا میرا لعل آپ کچھ بولیں، ہم نے سنا ہے کہ پھر زندگی بھر ہمیں آپ کی آواز سننا نصیب نہ ہوگی، اب آپ ہمیں امی جان کہہ کر بلائیں، بچپن کی طرح اپنی ماں سے پیار کرائیں، ہمیں ماں کہہ کر آواز دیں، شہزادہ پاک نے عرض کیا



تساں ہک واری میکوں پتر سڈو میں لکھ واری گل لاناواں
ایہا آخری رات غریب دی ہے میں آخری سدھر لہاناواں

تساں کمسن سمجھ کے پیار کرو میں بچپن کوں دُہرا نواں
ہامی حسرت سر رکھ جھولی وچ میں ماتوں پتر سڈا نواں



روتے ہوئے عرض کرنے لگے اماں جان! آپ ہمیں بیٹا کہہ کر بلائیں ہم آپ کو
ماں کہہ کر بلائیں گے شاید کہ اس طرح زندگی کی کچھ ناتمام حسرتوں کی تکمیل ہو
سکے، اس کے بعد شہزادہ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی والدہ ماجدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے ہاتھوں
کا بوسہ لیا اور عرض کیا کہ اماں جان آج جو حکم فرمائیں ہم تعمیل کریں گے

جس وقت شہزادہ پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اماں جان کہہ کر خطاب کیا تو اس وقت
پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا رخ کریم کر بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خیمہ کی طرف پھر گیا رو کر
فرمایا کوئی اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جا کر عرض کرے وہ خود آ کر
دیکھیں کہ میرے لعل کے ہونٹوں پر لفظ ”اماں“ کتنا پیارا لگتا ہے، ماؤں کا وہ دن
سب سے زیادہ پر مسرت ہوتا ہے جب بچے بولنا سیکھتے ہوئے پہلی مرتبہ ماں کو ماں
کہہ کر پکارتے ہیں، ہمیں یہ محسوس ہو رہا ہے کہ میرے اٹھارہ سالہ لعل نے آج
بولنا سیکھا ہے اور آج پہلی مرتبہ ہمیں اماں کہہ کر مخاطب ہے

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو اس پاک والدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی امیدیں برآئیں
یہ معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے لعل کو دوبارہ دُلہا بنائیں، اور ان کی ابدی خوشیوں کی
تقریبات اپنے ہاتھوں سے ادا فرمائیں

﴿آمین یا رب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلًا اَللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيفُ
وَصَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ عَلٰی آلِهِ اَجْمَعِينَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

آٹھویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

کل کی مجلس میں جہاں محل بیان رکھا تھا وہاں سے آگے چلانے سے پہلے میں ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں، وہ یہ ہے کہ جس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو راہبین و احبار نے بتایا اور خوابوں میں بشارتیں بھی ملیں کہ آپ کا سرتاج اس ذات نے بنا ہے جو تمام عالمین کے انبیاء کے سید و سردار ہوں گے تو اس وقت سے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے عقد کی تیاریاں شروع فرمادی تھیں، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سفر شام میں تقریباً ڈیڑھ تا دو ماہ لگے اور شام سے واپسی کے دو ماہ بعد شادی خانہ آبادی کی تقریب وقوع پذیر ہوئی مگر اس شادی سے دو تین ماہ پہلے سے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے انتظامات شروع کروادیئے تھے، اس زمانہ میں زرگری میں طائف کے سنار (گولڈ سمتھ) بہت زیادہ شہرت رکھتے تھے، جو سونا چاندی کے زیورات، برتن اور مختلف قسم کا سامان آرائش بنانے کے بڑے ماہر تھے

☆ وأنفذت سيده صلوة الله عليها الى الطائف وغيره ودعت أهل الصنّاع

الى منزلها وصاغت المصاغ و الحلی و الحلل و فصلت الثياب و عملت الشمع بالعنبر على هيئة الأشجار و أجرت عليه الذهب و عملت فيه التماثيل من المسك و العنبر ولم تزل تعمل فى شغل العرس ستة أشهر حتى فرغت من جميع ما تحتاج اليه

اس منگنی اور عقد سے پہلے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوات اللہ علیہا نے اپنے عقد مبارک کیلئے طائف کے سب کاریگروں، صرافوں اور زرگروں کو اپنے در اقدس پر بلوایا تھا اور ان کو بہت سا سونا دے کر آرڈر پر بہت سی سونے کی چیزیں ڈھالنے کا حکم فرمایا تھا، مثلاً ان کے لاتعداد جدید قسم کے زیورات، سونے کے بہت سے مشعل دان اور شمع دان، مزید برآں انہوں نے سونے کا ایک ایسا شمع دان بنانے کا آرڈر بھی دیا تھا جو بہت بڑے گنجان درخت کی مانند ہو جس کی شاخوں پر عنبر و کستوری کے بنے ہوئے پرندے یا چڑیاں بھی ہوئی ہوں، جس وقت اس میں شمعیں روشن ہوں تو ان کی حرارت سے وہ پرندے پورے ماحول میں خوشبو پھیلا دیں اور خود بھی پکھلنے سے محفوظ رہیں، پورے چھ ماہ ان کے زیورات اور سونے چاندی کا دیگر سامان تیار ہوتا رہا تب جا کر آرڈر مکمل ہوا، یہ سامان ابھی تک محل میں سجایا نہیں گیا تھا بلکہ یہ رخصتی کے دن کیلئے رکھا ہوا تھا

منگنی کی رسم کے بعد کی رسمیں ادا ہوتی رہیں، آخر وہ روز سعید بھی آ گیا کہ جب رخصتی ہونا تھی، رات کو محلہ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بارات روانہ ہونا تھی اور محلہ بنی اسد بن عبد العزیز میں بارات نے جانا تھا، جبکہ درمیان میں فاصلہ کچھ زیادہ نہیں تھا، یہاں بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام بارات کی تیاریاں کرنے میں مصروف تھے تو

وہاں جناب سیدہ ملیکہ العرب سلوٰۃ اللہ علیہا نے بارات کے استقبال کی تیاریاں کرنے کا حکم فرمایا

☆ وعلقت الستور الديباج المطرزن ونقشت فيها صورة الشمس والقمر وفرشت المجالس ووضعت المساند والوسائد من الديباج والخزوف فرشت لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم مجلساً على سرير تحت الابريسم والوشى و السريمن العاج والآبنوس مصفح بصفائح الذهب..... (بحار الانوار جلد 16)

پورے محل سرا اور محل کے دروازوں پر ریشمی دبیز پردے آویزاں کئے گئے جن پر طلائی تاروں کا کام کیا ہوا تھا، ان سب پر بہت بڑے سورج اور اس کے ساتھ چودھویں کے چاند کی تصویریں بنی ہوئی تھیں جو علامتی زبان میں آنے والوں کو بتا رہے تھے کہ اگر سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شمس الضحیٰ ہیں تو شہزادی عالمین قمرالوریٰ ہیں قصر اخضر کے صحن میں شادی پنڈال بنایا گیا جس میں موصل، مصر اور ایران کے انتہائی قیمتی دبیز قالین بچھائے گئے تھے، ان پر ریشمی مسندیں لگائی گئی تھیں، تین اطراف ریشمی رنگدار سرخ و سبز تکیے لگائے گئے تھے، سارے محل سرا میں ریشم اور دیباچ و ہری کی قناتیں اُستوار کی گئی تھیں، ان کے درمیان سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نشت گاہ بنائی گئی جس کے اوپر سونے سے چتر کاری کی گئی تھی، اس تخت پر ابریشم کی زرنگار چادر بچھائی گئی جس پر سونے کی تاروں سے کڑھائی کی گئی تھی یہ دُولہا پاک کی مسند عروسی تھی

☆ وألبست جواريها وخدمها ثياب الحرير والديباج المختلفات الألوان ونظمت شعورهن باللؤلؤ والمرجان وسورتهن و وضعت في

اعناقهن قلائد الذهب و في ارجلهن خلاخل الذهب

بارات کے استقبال کیلئے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے غلاموں اور کنیزوں کو خصوصی طور پر آراستہ ہونے کا حکم فرمایا، سب غلاموں اور کنیزوں کو مختلف رنگوں کی ریشمی پوشاکیں پہنائی گئیں، کنیزوں کی زلفوں میں موتی اور دُرہائے شہوار پروئے گئے، اور ان کو زیورات سے گویا لاد دیا گیا، ان کے پیروں میں سونے کے خخال اور پازیب پہنائی گئیں، ان کے گلے میں سونے کے قلا دے پہنائے گئے

☆ و أوقفت الخدم بأيديهن المجامر من الذهب و فيها الطيب و العنبر و البخور من العود و الندو جعلت في يد كل واحدة من الخدم مراوح منقوشة بالذهب مقصبة بالفضة و أوقفتهن عند مجلس رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم و دفعت الى بعضهن الدفوف و المزامير و الشموع و نصبت في وسط الدار شمعا كثيرا على أمثال النخيل

ان کنیزوں میں سے کچھ کے ہاتھوں میں سونے کے بنے ہوئے مشک و عنبر و لوبان کے بخوردان دیئے گئے جن پر چاندی کی چتر کاری کی گئی تھی، ان کو دُولہا کی مسند عروسی کے سامنے دورویہ قطار میں کھڑا کر دیا گیا، بعض کنیزوں کے ہاتھوں میں دف، جھانجریں اور بجانے والے دلنواز ساز و آلات موسیقی تھے، کچھ کنیزوں کے ہاتھوں میں سونے کے شمع دان تھے جن میں شمعیں روشن تھیں، محل سرا کے صحن میں سونے کے بڑے بڑے مشعل دان نصب تھے جن کی شکل کھجور کے درخت کی سی تھی ان کی شاخوں پر شمعیں روشن تھیں جب بارات کی تیاریاں مکمل ہو گئیں تو دُولہا

والوں کے گھر اطلاع بھجوانا تھی کہ اب آپ بیشک تشریف لے آئیں

☆ فلما فرغت من ذلك دعت نسوان أهل مكة جميعهن فأقبلن اليها و
رفعت مجلس عمات النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثم أرسلت الى ابى طالب

عليه الصلوة والسلام ليحضر وقت الزفاف

جب جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے گھر میں استقبال کی تیاریاں مکمل ہو گئیں

تو اس وقت کچھ کنیزوں کو بھیج کر شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک پھوپھیوں صلوٰۃ اللہ

علیہن کی خدمت میں اطلاع بھجوائی گئی کہ یہاں تیاریاں مکمل ہو چکی ہیں اب آپ

جس وقت چاہیں بارات لے کر آ سکتے ہیں، اس کے ساتھ ہی مکہ کی معزز

مستورات کو اطلاع بھجوائی گئی کہ بارات کے آنے سے پہلے آپ بھی پہنچ جائیں

اس کے بعد چند منادی بلا کر انہیں حکم دیا گیا کہ پورے شہر مکہ اور اس کے اطراف

و جوانب کے قصبات، بستیوں اور صحرائی بادیہ نشینوں میں اعلانِ عام کرو کہ تمام

اہل عرب اس شادی میں شریک ہوں، کیونکہ یہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا

کی رخصتی کی مبارک اور بخت و اقبال والی رات ہے

حکم ملنے کی دیر تھی، جس جس شخص تک یہ آواز پہنچی وہ اس مقدس شادی میں شرکت

کو اپنے لئے بہت بڑا اعزاز سمجھتے ہوئے فوراً چلا آیا۔ اشراف قبائل اور معززین

بھی پہنچے، ان کا شایانِ شان استقبال ہوا، سب کو ان کے مرتبہ اور سٹیٹس کے

مطابق سنہری مسندوں پر بٹھایا گیا اور ان کے سامنے خوانچوں میں میوہ جات

رکھے دیئے گئے تاکہ دعوت سے پہلے ان سے دل بہلاتے رہیں

ان کے علاوہ عرب کے بھوک کے ستائے ہوئے لوگ باہر میدانوں میں پہلے ہی

سے اس انتظار میں تھے کہ ہم بھی اس شادی میں حاضری دیں گے اور اسی بہانے چلو زندگی میں ایک بار تو اچھے اور لذیذ کھانے کھالیں گے، یعنی بلائی ہوئی اور بن بلائی مخلوق جمع ہونا شروع ہو گئی، سارے مکہ اور نواح و مضافات مکہ کے جوان، ضعیف، بچے، بچیاں، مرد، عورتیں، امیر، غریب، غلام، کنیریں، سردار اور اشراف سب پہنچ گئے، عرب کے بھوکے بدود بنے اور مکہ کے ذبح ہوتے ہوئے دیکھ کر پہلے ہی صدقے قربان ہوئے بیٹھے تھے، وہ بھی فوراً پہنچ گئے

یہ سبھی لوگ منتظر تھے کہ دیکھیں اب بارات کس شان و شوکت سے آتی ہے، بارات کے شرکاء کیلئے محل کے وسیع و عریض صحن میں جو پنڈال بنایا گیا تھا اس میں جناب میسرہ نے ایسی ترتیب بنائی تھی کہ ہر قبیلہ کو ایک منفرد مقام پر رینج (Arrange) کیا گیا تھا تاکہ تمام قبائل اپنے اپنے سرداروں کی مسندوں کے پیچھے بیٹھیں اور ان کے آگے سردار اعلیٰ مسندوں پر سب بن کر فروکش ہوں

جس وقت مہمان آنا شروع ہوئے تو جناب میسرہ اپنے غلاموں کے ہمراہ شادی کے پنڈال کے دروازہ پر کھڑے تھے، ہر آنے والے سردار کو وہ اس کی مسند تک خود چھوڑ کر جاتے تھے، اور اگر کسی قبیلہ کا کوئی عام آدمی آ جاتا تو اس کو اس کے قبیلہ کے مقام تک پہنچانے کیلئے کسی دوسرے غلام کو ساتھ بھیج دیتے تھے

ایسے ہی ہر آدمی کو اس کے مرتبہ اور مقام کے مطابق پر ٹوکول مل رہا تھا۔ اس دوران ایک قبیلہ کا سردار پنڈال میں آیا، جناب میسرہ اس کو اس کے مقام تک چھوڑنے گئے، عین اس وقت شادی کے پنڈال میں قریش کا ایک چودھری طویل القامت، اکھڑ مزاج یعنی ابو جہل داخل ہوا

☆ فادخل ابوجهل لعنه الله و هو يختال في مشيته و زينته و قد أرخى
ذوائبه من ورائه و حمائل سيفه على منكبه و قد احدثت به بنو مخزوم
اچانک وہ لمبو بیوقوف اس انداز میں پنڈال میں داخل ہوا کہ اس کی عبا کی
آستینیں بڑی بڑی تھیں، عبا کے دامن زمین پر گھسٹتے آرہے تھے، کاندھے پر
چڑے کی بیلٹ کے ساتھ تلوار لٹکی ہوئی تھی۔ اس کے دونوں طرف بنی مخزوم (یہ
اس کا اپنا قبیلہ تھا) کے معززین بڑے بڑے خڑے کے ساتھ چلتے آرہے تھے

☆ فنظر ابوجهل الى صدر المجلس قد نصب فيه كرسى عظيم و تحته
احد عشر كرسيًا فى أعلى مكان مصفوفاً لم ير أحسن منها
اس مغرور نے پنڈال کے دروازہ کے اندر داخل ہو کر سارے پنڈال پر نگاہ کی
سامنے ایک وسیع آراستہ میدان نظر آیا جس کے درمیان میں راستہ بنا ہوا تھا اور
اس پر قالین بچھے ہوئے تھے اس قالین کے دونوں طرف مسندیں لگی ہوئی تھیں جن
پر ریشمی رنگدار گاوٹیکے لگے ہوئے تھے، صدر مجلس کے مقام پر ایک بلند تخت لگا ہوا
تھا جس پر گیارہ سنہری کرسیاں لگی ہوئی تھیں، ان کے درمیان میں ایک عظیم کرسی
بلند مقام پر لگی ہوئی تھی اور وہ اتنی خوبصورت اور قیمتی تھی کہ ایسی کرسی اس جاہل
کے باپ نے بھی کبھی نہیں دیکھی تھی، اس کرسی کے ایک طرف پانچ اور دوسری
طرف بھی پانچ کرسیاں لگی ہوئی تھیں، یہ درمیانہ کرسی جناب سرور کوین صلی اللہ علیہ وآلہ
ہم کیلئے لگائی گئی تھی اور دائیں بائیں والی کرسیاں ان کے دس چچاؤں کی تھیں، ان
دس کرسیوں کے باہر دو کرسیاں اس انداز سے سجی ہوئی تھیں کہ ان کا رخ دُولہا
پاک صلی اللہ علیہ وآلہ ہم کی کرسی کی طرف تھا یہ کرسیاں جناب ورقہ بن نوفل اور جناب

عمر و ابن اسد کیلئے لگائی گئی تھیں

جس وقت ابو جہل ملعون نے درمیانہ سچی ہوئی کرسی دیکھی تو سوچا کہ اب کوئی دیکھ تو نہیں رہا ہے، میں جلدی سے جا کر اس کرسی پر بیٹھ جاتا ہوں پھر مجھے کون اٹھائے گا؟ یہ ملعون تیز تیز قدم اٹھا کر کرسی کی طرف چلا کہ جناب میسرہ کی نظر پڑ گئی

☆ فصاح به میسرة فقال له تمهل تمهل قليلاً و لا تعجل

انہوں نے وہیں سے ٹھہر و ٹھہر و اور دفع دور کہا جیسے کتے کو مسجد میں داخل ہوتا دیکھ کر نمازی آواز دیتا ہے، فوراً دوڑ کر اس کے قریب آئے اور کہا کہ تم کس طرف جا رہے ہو؟ تمہاری جگہ بنی مخزوم کے درمیان ہے اور تمہاری کرسی بھی ادھر لگی ہوئی ہے، پھر طنزیہ انداز میں کہا کہ تم اس سنہری کرسی کے لائق ہو ہی نہیں، یہ سن کر یہ خبیث شرمندہ ہوا اور خوار ہو کر واپس بنی مخزوم کے پاس آ بیٹھا

آمد بارات صد انبساط

لوگ شاہی محل کے شادی پنڈال میں منتظر کھڑے تھے کہ کس وقت بارات آئے گی دوسری طرف خاندان توحید و رسالت علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی روائگی کے انتظامات میں مصروف تھا، اس پاک خاندان کی عظمت و شان کا طوطی عرش کے کنگروں پر بیٹھ کر شان سے بولتا تھا، جناب سرور کوین حبیب ثقلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارات غروب آفتاب سے کچھ دیر پہلے محلہ بنی ہاشم سے روانہ ہوئی اور غروب آفتاب کے بعد قصر اخضر کے سامنے پہنچی، آگے لوگ انتظار میں تھے، اچانک مکہ کی گلیوں سے شادی کے گیتوں کی آوازیں گونجیں، آسمان سے نور کی بارش ہوئی، فضا میں جسم

رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مقدس خوشبو نے باادب با ملا حظہ ہوشیار کی نقیبانہ آواز دی، پنڈال کا پردہ اٹھا، غلاموں کی آوازیں بلند ہوئیں، سب رؤسائے عرب کی آنکھیں پنڈال کے دروازہ کی طرف اٹھیں، ساری مخلوق نے دیکھا، آسمان سے ملکوت نے دیکھا، جنت سے حورانِ جنات نے دیکھا، حویلیوں کی دیواروں پر سے مکہ کی عورتوں نے دیکھا کہ خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے افراد شاہانہ انداز کے ساتھ بارات لے کر آ رہے تھے، پانچ چچا دائیں طرف اور پانچ بائیں طرف درمیان میں ربِّ ذوالجلال کا نورِ کمال اس کے ازلی جمال کا مظاہرہ کرتا آ رہا تھا سب مخلوق کی نگاہیں شارعِ عوام کی طرف اٹھیں، انہوں نے نگاہ کی تو دیکھا خاندانِ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے سب آفتاب و مہتاب لباسِ فاخرہ زیب تن کر کے اپنے اپنے آراستہ گھوڑوں پر سوار تشریف لا رہے ہیں، ہر ایک کی کمر کے ساتھ زرنگار نیام والی تلوار آویزاں ہے، مقدس سروں پر چمکتے ہوئے عمامے آسمان کو جھکا کر تعظیم و سلام وصول کرتے آ رہے ہیں، ان عماموں میں سے خود کی سنہری کلغیاں عرش پر طنر کرتی آ رہی ہیں

☆ وعبيد بنی ہاشم بايدیہم الشموع والمصابيح الخ

پاک خاندانِ علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مقدس افراد کے چاروں اطراف مخلوق پیدل آ رہی تھی، ان سبے ہوئے یک رنگ گھوڑوں کے دونوں طرف شان و عزت و اعزاز کی نمائندگی کرنے کیلئے لاتعداد غلام قطاریں بنا کر برہنہ تلواریں ہاتھوں میں اٹھا کر پیدل چل رہے تھے، کچھ غلاموں کی قطاریں ایسی تھیں کہ جن کے ہاتھوں میں جشنِ مسرت کی مشعلیں اور چراغ روشن تھے

☆واقبل النبى صلى الله عليه وآله وسلم بين اعمامه كالشمس بين الاقمارو عليه

ثياب من قباطى مصر وحريرا خضرو عمامة خضراء

جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زیورات سے لدے ہوئے گھوڑے عقال کے دائیں طرف پانچ چپا اور بائیں طرف پانچ چپا آراستہ گھوڑوں پر سوار تھے ایسے محسوس ہوتا تھا جیسے دس اقدار کے درمیان سورج مخورام ہو

جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلہا کے لباس میں ملبوس تھے، دس چپاؤں کے درمیان ان کا گھوڑا عقال ناز سے رقص کرتا آ رہا تھا، اپنے پیروں کی پونٹیوں کی جھنکار کو شادی کے گیتوں کی لے کے ساتھ ملا رہا تھا، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قبلی طرز کی مصری حریر و دیباچ کی پوشاک زیب تن فرمائی ہوئی تھی اور سر اقدس پر سبز ریشم کا عمامہ تھا

☆الناس ينظرون الى النبى صلى الله عليه وآله وسلم فناس منهم وقفوا على

السطوح والسرادات والنور يخرج من بين ثناياه ومن فيه ومن بين عينيه ومن تحت ثيابه

لوگوں کی آنکھیں یہ دیکھ کر کھلی کی کھلی رہ گئیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہریالی رنگ کے عمامے تلے سیاہ پیچ دار زلفیں خم کھا کر خوبصورتی سے لہرا رہی تھیں

جس وقت شادی کے گیت گانے والے غلام دف کی تھاپ پر سرتال میں لہک کر دھن میں مصرع مکمل کرتے تو جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقدس لب لعلیں پر بیساختہ مسکراہٹ کھیلنے لگتی، جس کی وجہ سے دُرِ دندان مبارک ظاہر ہوتے تو ان سے ایسا نور ساطع ہوتا جس سے پورا عالم منور نظر آتا تھا، ان کی جبین مبین سے ایسا

نور نکل رہا تھا جس سے مکہ کی گلیاں اور سب مکانات روشن نظر آتے تھے، ان کے لباس سے ایسی روشنی پھوٹ رہی تھی جس سے سقف کعبہ سے لے کر کوہ ابونتیس تک زمین پر پڑی ہوئی سوئی بھی دیکھی جاسکتی تھی، مکہ کی شریف زادیاں اپنے اپنے محلوں اور مکانات کی چھتوں پر سوار ہو کر دل تھامے یہ محیر العقول منظر دیکھ رہی تھیں، قصر اخضر کی چھت بھی بنات عرب یا شرفاء زادیوں سے بھری ہوئی تھی، مکہ کی ہزاروں عورتیں دھڑکتے دلوں کے ساتھ یہ منظر دیکھ رہی تھیں، اس بارات انبساط کے آگے اسد الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تلوار بے نیام کر کے قدم بوسی کیلئے آنے والی مخلوق کو ہٹا رہے تھے

☆ فلما وصلوا الی دار سیدہ ملیکۃ العرب صلواۃ اللہ علیہا دخل النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واعمامہ واغلاقو الباب

جس وقت یہ بارات سیدہ ملیکۃ العرب بی بی صلواۃ اللہ علیہا کے دروازہ پر پہنچی تو سب غلاموں اور کنیروں نے ان کا استقبال کیا، جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے سارے چچا حرم سرا کے دروازہ کے اندر داخل ہوئے تو باقی لوگوں کیلئے دروازے کچھ وقت کیلئے بند کر دیئے گئے، لیکن شادی کے پنڈال کے دروازے کھلے رہے

یہاں پہنچنے کے بعد جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُلہا بنایا جانا تھا، جیسے ہمارے علاقہ کا رواج ہے کہ سسرال میں جا کر دُلہا کو غسل کروایا جاتا ہے، عروسی لباس پہنایا جاتا ہے، بہنیں گھڑولی اُٹھا کر آتی ہیں، کہ دُلہا غسل کیلئے سب سے پہلے بہنوں کا دیا ہوا پانی استعمال کرتا ہے، یہاں بہنیں بھائی سے انعام طلب کرتی ہیں جس وقت دُلہا عروسی لباس پہن لیتا ہے تو اس کی بہن اپنے دوپٹے کے کونے کے

ساتھ بھائی کا پلو باندھتی ہے۔

اُس دور کے عرب میں یہ رسمیں تھوڑی سی مختلف صورت سے ادا ہوتی تھیں، عرب میں یہ دستور تھا کہ جب دُلہا سسرال کے گھر پہنچ جاتا تو وہاں اس کو غسل کروایا جاتا تھا اور عروسی جوڑا پہنایا جاتا تھا، اس موقع پر قریبی رشتہ دار کچھ رسومات ادا کرتے تھے..... یہی رسومات ادا کرنے کا وقت ہوا

☆ وجلس النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی قبة لها وقد تردی برداء السناء وقد البسه اللہ تعالیٰ حلیۃ الاولیاء

دُلہا بنانے کی رسومات کی ادائیگی کیلئے اللہ جل جلالہ نے معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے محل سرا کے اندر چادر نور کا ایک قبہ بنایا ہوا تھا، چچاؤں نے آکر سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس قبہ کبریائی کے اندر بٹھایا، یہاں اللہ جل جلالہ نے اپنے حبیب ازل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خود دُلہا بنایا اور زیوراتِ ولایت و نبوت کے ساتھ آراستہ کیا، شامِ ل وخصائلِ الہیہ کے ساتھ سنوارا، دستارِ خاتمیت انبیاءِ سراقُدس پر موزوں فرمائی، اپنے جملہ صفاتِ حسنہ کی ردائے جلال و جمال قامت موزوں پر درست کی، قبائے شفاعت پہنائی، انگشتریءِ تصرفاتِ الہیہ پہنائی، اپنے صفاتِ جامع کی اجرک شانہ اقدس پر رکھوائی، پیشانی مبارک پر ولایتِ الہیہ الکبریٰ کا سہرہ بندھایا، اپنے ذاتی حسن و جمال کی آمیزش والی خوشبودار مہندی ہاتھوں پر لگائی، اپنے آئینہ صفات و ذات میں محبوبِ ازل کو ان کا چہرہ دکھایا، گویا اللہ جل جلالہ دیکھنا یہ چاہتا تھا کہ میرے روپ میں میرا پاک محبوب چچا اور بچا کیسے ہے؟

جس وقت اللہ جل جلالہ نے پاک حبیب ازل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُلہا بنانے کی حسرت

پوری کر لی تو پھر اجازت دی کہ اب آپ دُولہا بن کر اس مسند کو زینت دیں جو آپ کیلئے محل میں پہلے سے تیار کی گئی ہے تاکہ میں بھی دیکھوں کہ مسند عروسی پر میرا حبیب بٹھا کیسے ہے؟

آمد مستوراتِ بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام

دوستو! ایک طرف قبہ نورانی میں اللہ جل جلالہ اپنے پاک حبیبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سجا نے میں مصروف تھا دوسری طرف محلّہ بنی ہاشم سے شہنشاہ معظمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک پھوپھیاں اور دیگر پردہ دارانِ توحید و رسالت صلوٰۃ اللہ علیہم ہزاروں کنیزوں اور اکابرین قریش کی معزز خواتین کے درمیان قصر اخضر کی طرف روانہ ہوئیں، مکہ کی گلیاں معطل ہوئیں راستے کے ساتھ متصل ہونے والی گلیوں کی غلاموں نے ناکہ بندی کر دی، مردوں کیلئے شہر کا داخلہ بند ہو گیا، شہنشاہ معظمؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پالنے والی والدہ پاک نے شادی کے گیتوں کی گونج میں لعل کی بری اٹھائی اور قصر اخضر کی طرف روانہ ہوئیں، لاتعداد کنیزوں نے ہاتھوں میں مشعلیں اور کا فوری شمعیں اٹھائی ہوئی تھیں، بہت سی کنیزوں کے ہاتھوں میں دف، جھانجھیں اور طنبور و بریط و سرود تھے، نعتیہ گیتوں کی گونج نے شہنائیوں کی آواز کے ہمنوا ہو کر خانہ کعبہ کی دیواروں سے بغل گیر ہو کر اللہ کے حبیبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کی مبارکباد دی

یہ کاروانِ مسرت قصر اخضر کے زنان خانہ کے دروازہ کے اندر داخل ہوا تو اس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے جملہ عروسی میں سب مستورات قریش کا اجتماع تھا، شہزادی عالمین دلہن بن کر زیورات سے مکمل آراستہ ہو کر ردائے

عروسی کا گھونگھٹ گرا کر سر جھکائے بیٹھی تھیں، کنیریں پاس بیٹھ کر نعتیہ گیت گانے میں مصروف تھیں کہ اچانک باہر کے گیتوں والی آواز اندروالی آواز پر غالب آ گئی، اس وقت ایک کنیز دوڑتی ہوئی آئی کہ بارات آ گئی ہے، بارات آ گئی ہے استقبالہ میں کھڑا ہونے کیلئے زنان بنی اسد بن عبد العزی کے ساتھ اشراف قبائل کی مستورات تیار ہوئیں، ان کے آگے جناب خویلد کی لے پالک بیٹی بی بی ہالہ اور جناب میسرہ کی بیوی تھیں، ان کے ساتھ بہت سی کنیریں بھی تھیں سب معزز خواتین استقبال کیلئے دروازہ پر آئیں

☆ فاجتمعت نسوان قریش و بنی عبدالمطلب و بنی ہاشم فی قصر الاخضر والفتیان یضربن الطارات والد فوف
جس وقت خاندان پاک کی مستورات قصر اخضر میں جمع ہوئیں تو آگے آگے کنیریں شہنائیاں بجا رہی تھیں، کئی دف، طارات اور طنبور بجا رہی تھیں، اور ان کے ساتھ کئی کنیریں گیت گارہی تھیں، ادھر پاک دلہن کے جملہ عروسی سے کئی کنیریں گیت گاتی ہوئی ظاہر ہوئیں، جس وقت کنیروں کے یہ دونوں نعت خوان گروپ آمنے سامنے آئے تو گیتوں کی ایک محفل مشاعرہ سی جم گئی

دونوں گروپ ایک دوسرے سے بڑھ کر فضائل بیان کر رہے تھے، دلہن پاک کی طرف سے آنے والی کنیریں پاک دلہن کے فضائلیہ اشعار پڑھ رہی تھیں، اور دُلہا پاک کی طرف سے آنے والی کنیریں دُلہا پاک کی شان کے گیت گارہی تھیں، ان کے مقابلہ کی فضا دیکھ کر پوری کائنات جھوم رہی تھی، دونوں طرف سے ودھائیوں اور ویلوں کی شکل میں سونے چاندی کی بارش ہو رہی تھی، خالق آسمان

سے پاک حبیبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سہرے کے گیتوں اور سریلی تانوں پر صدر مشاعرہ کی طرح بیساختہ جھوم جھوم کر داد دے رہا تھا، اکابرین قریش کی عورتیں بھی کنیزوں کو ویل، صدقات، نثار و انعامات دے رہی تھیں

جس وقت بارات کی آمد ہوئی تو جملہ عروسی سے دیگر سب مستورات استقبال کیلئے چلی گئیں، جملہ عروسی میں شہزادی عاملینِ تطہیر قدیر کا گھونگھٹ گرا کر اپنی مسند عروسی پر جلوہ کش تھیں، ان کے پاس ان کی ایک چہیتی اور بے تکلف ہجوی نفیسہ بنت منیہ موجود تھی، جس وقت باہر کنیزوں کے مابین محفلِ مشاعرہ و بزمِ نعت و سنگیت قائم ہوئی اور جدتِ خیال اور صنائعِ بدائع سے مرصع اشعار بتائید روح القدس نازل ہونے لگے تو بنت منیہ نے دل لگی کے انداز میں آہستگی سے سر جھکا کر گھونگھٹ کے اندر جھانک کر عرض کیا کہ کیا آپ بھی اپنے پاک حبیبؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نعیتیں سن رہی ہیں؟

کیا کنیزیں شاعری میں کچھ مبالغہ مقبول سے کام نہیں لے رہی ہیں؟ ذرا دیکھیں تو یہ کنیزیں آپ کے حبیب کی شان میں زمین و آسمان کے قلابے ملا رہی ہیں

☆ ثم ان سیدہ ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا قالت ان شان محمدؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عظیم و فضله عظیم وجودہ جسیم و شأنہ لا ینکرہ الا الابر

جس وقت نعیتِ گیتوں کی آواز سیدہ ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا نے سنی تو فرمایا ہمارے سرتاج کی عظمت ان گیتوں سے بہت بلند ہے، ان کی شان عظیم ہے، ان کی فضائیتیں لاتعداد ہیں، ان کی سخاوت کا طبلِ عرش پر بجتا ہے، اور ان کی شان کا کوئی منکر ہو ہی نہیں سکتا سوائے اس کے جو بے اصل ہو

شہزادی عالمین نے فرمایا یہ بچاری اپنی عقل کی حد تک ہی شان بیان کر سکتی ہیں
حقیقت یہ ہے کہ ہمارے پاک حبیبؐ کی شان ان کے بیان سے بہت بلند ہے
کنیزوں کی یہ بزم نعت بلکہ مقابلہ نعت نگاری و نعت خوانی کافی دیر تک جاری رہا
اور آہستہ آہستہ یہ کاروان مسرت جملہ عروسی کی طرف مصروف سفر رہا، کافی دیر
کے بعد سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک پھوپھیاں جملہ عروسی میں داخل ہوئیں
اور یہاں شادی کی رسومات کی ادائیگی شروع ہوئی
اب باہر کی بھی تھوڑی سی رپورٹ عرض کرتا چلوں

پنڈال میں دولہا کی آمد

جس وقت اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دولہا بنانے کی ساری
حسرتیں پوری کر لیں تو حکم فرمایا کہ اب میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شادی
کے پنڈال میں لے چلو، سب سے پہلے قبہ نورانی سے جناب عباس باہر آئے، یہ
چلتے ہوئے شادی کے پنڈال کے دروازہ پر آکھڑے ہوئے، یہاں آکر دیکھا
سب لوگ آپس میں باتیں کرنے میں مصروف تھے، خوش گپیاں جاری تھیں،
انہوں نے وہیں سے کھڑے ہو کر باواز بلند سب سے مخاطب ہو کر فرمایا

☆ یا آل غالب و یا ذوالعشائر و ارباب الاقدار و اهل المراتب و اعتبار
الزمو الادب و اقلوا الكلام و انهضوا على الاقدام فقد جائكم صاحب
الزمان المتوج بتاج الانوار صاحب السكينة والوقار
اے آل غالب!..... اے صاحبانِ اقتدار و اقدار!..... اے عزیزان و اقرباء!

اے صاحبانِ عزت و مراتب و اعتبار! با ادب، با ملاحظہ، ہوشیار آپ اپنی گفتگو کا سلسلہ بند کر دیں اور سب با ادب ہو کر کھڑے ہو جائیں کیونکہ شہنشاہ یزداں اجلال، صاحب الزمان ذوالجلال والا کرام تشریف لارہے ہیں جن کی مقدس جبین پر انوارِ الہی کا تاج زرنگار ہے اور جو صاحب سیکنہ و وقار ہیں ان کی آمد پر سب با ادب ہو کر خاموشی کے ساتھ کھڑے ہو جائیں، یہ سننے کی دیر تھی کہ پورے پنڈال میں سناٹا چھا گیا ☆ وقام کلہم قیاماً علی اقدامہم اعلان سننے کے ساتھ ہی تمام رؤساء، شرفاء، اُمراء، اکابرین قریش، غلام، آزاد، امیر، غریب سب فوراً تعظیماً کھڑے ہو گئے اور سب کی نگاہیں شادی کے پنڈال کے اندرونی دروازہ کی طرف مرکّز ہوئیں، پنڈال کا پردہ اٹھا تو سب کو اللہ جل جلالہ کے محبوب ازل دور سے آتے ہوئے نظر آئے

☆ فنظروا القوم واذاً بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قد دخل وهو متعمم بعمامة سوداء يلوح نور الجبین من تحتها وعليه قميص ابراهيم الخليل عليه السلام متختم بخاتم من البلور الابيض وقد شمّر طرف بردته والناس محدقون به وقد شخصوا بالنظر اليه وقد احاطت به عشيرته وحمزة عليهم الصلوة والسلام ليحجبه وقد شخصت اليه الاحداق من جميع المخلوقات

اس انداز کے ساتھ چشمِ عالمین نے رحمتِ عالمین کی جبینِ مبین کی تلاوت کی کہ ید بیضا در آستین نظر آیا، حورانِ جنت نے دیکھا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سر اقدس پر سبز عمامہ موزوں فرمایا ہوا تھا، اس عمامہ اخضر کی نیچے نورانی پیشانی

ایسی نور فشانی کر رہی تھی جیسے سورج بھی طلوع ہو رہا ہو اور تاریک رات بھی اپنے مقام پر قائم ہو، آپ نے بحکم رب جلیل قیص ابراہیم خلیل اللہ کو اپنے جسم نورانی کی قندیل بنایا ہوا تھا، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست باطل شکست کی انگشت سبابہ میں انگشتی مثل مشتری تھی، جو بلور جنت کی کان کی ایک طشتی تھی، ایک ہاتھ کے ساتھ انہوں نے اپنی ردائے کبریا ادا کو سمیٹا ہوا تھا اور بڑے دلنوازا انداز کے ساتھ محو خرام ناز تھے، ان کے دائیں طرف پانچ چچا اور بائیں طرف بھی پانچ چچا اور درمیان میں سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم محو خرام تھے، دائیں کاندھے کے ساتھ سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور بائیں کاندھے کے ساتھ اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام تلواریں جمائل کئے آرہے تھے

جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلہا بن کر پنڈال میں داخل ہوئے اور انہوں نے بھی ہوئی مسندوں کے درمیانی راستہ پر قدم مبارک رکھا تو اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قدم قدم پر صلوات پڑھنا شروع فرمایا، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سبجے ہوئے تخت عروسی کی طرف روانہ ہوئے، راستے کے دونوں طرف اکابرین و رؤساء و أمراء کھڑے ہوئے تھے، آپ انہیں دونوں ہاتھوں سے پروقا طریقے سے سلام کرتے ہوئے آہستہ آہستہ تخت کی طرف محو خرام تھے

☆ وَذَهَلَتْ لَهُ الْأُمَمُ وَقَامَ كُلُّ قَائِمٍ عَلَى قَدَمٍ وَقَدْ خَرَسَتْ الْأَلْسُنُ وَمَا فِيهِمْ مِنْ يَتَكَلَّمُ حَتَّىٰ سَبَقَهُمُ بِالْكَلامِ فَنَهَضُوا إِلَيْهِ بِتَهْتِه

جس وقت پنڈال میں آپ اس شان و شوکت کے ساتھ تشریف لے آئے تو مخلوق کے ہوش اُڑ گئے، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ کے اشارہ سے سب کو سلام فرمایا

اس وقت دوست، دشمن، اپنے، پرائے، محب، حاسد سب تعظیم کیلئے کھڑے ہو گئے سب پر رعب طاری ہو گیا اور سب لوگوں کی زبانیں رعب و ہیبت کی وجہ گنگ ہو گئیں، اس وقت تک کوئی بول نہیں سکا جب تک سرورِ کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس نے اپنی طرف سے سلسلہ کلام شروع نہیں فرمایا، جس وقت شہنشاہِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلسلہ کلام شروع فرمایا تو سب کی ہیبت زائل ہوئی اور مخلوق کے ہوش بحال ہوئے

تخت کے آگے دونوں طرف غلاموں اور کنیزوں کی قطاریں کھڑی تھیں جن کے ہاتھوں میں دفیئ طنبور، شہنائیاں اور بخوردان تھے، غلاموں کی ایک قطار منقش زرنگار شمع دان اور سونے کے مشعل دان اٹھائے کھڑی تھی جس وقت پاک دُلہا نے پنڈال میں راستے پر بچھے ہوئے سرخ قالین پر چلنا شروع کیا تو غلاموں اور کنیزوں نے مل کر شہنائی کی گونج میں نعتیہ گیت شروع کیا، ڈھولک اور دف پر تھاپ پڑی، شہنشاہی کی گونج نے عالم بالا میں قدسیوں کو مسحور کیا، جناتِ سبعہ میں حورانِ فردوس پر وجد طاری ہوا، پوری کائنات جھومنے لگی، جناب سرورِ کوئین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلہا بن کر کنیزوں کی دورو یہ قطاروں کے درمیان چل رہے تھے، کنیزیں سہروں کے ساتھ ساتھ پھولوں کی پیتیاں نچا کر رہی تھیں، اللہ کا پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چچاؤں کے درمیان خرام ناز سے چل رہے تھے تو اللہ جل جلالہ صلوات پڑھ رہا تھا اور ملکوتِ سجدے نچا کر رہے تھے

گیارہ کرسیاں جو آگے لگی ہوئی تھیں ان کے پاس دو کرسیاں ایسی تھیں جن کا نیم رُخ تخت کی طرف اور نیم عوام کی طرف تھا، ان کرسیوں پر جناب عمرو ابن اسد

اور جناب ورقہ بن نوفل نے بیٹھنا تھا، اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چچاؤں کے درمیان چلتے ہوئے اپنی کرسی کے قریب پہنچے، یہاں پہنچ کر سب ہاشمیوں نے اپنی اپنی کرسیاں سنبھالیں، کرسیوں کے پاس جا کر انہوں نے رُخ موڑ کر پنڈال کی طرف دیکھنا تھا جہاں سب رؤساء و شرفاء اس انتظار میں کھڑے تھے کہ پاک دُلہا تخت کو زینت دیں اور ہمیں اپنی اپنی مسند پر بیٹھنے کا اشارہ دیں تو ہم بھی بیٹھ جائیں، یہاں پہنچ کر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے مجمع پر طائرانہ نگاہ فرمائی سب کو بیٹھ جانے کا اشارہ ابھی نہیں فرمایا تھا کہ اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سارے مجمع پر نگاہ فرمائی

☆ وقام کلہم قیاماً علی اقدامہم فلم یبق منہم الا ابو جہل فنزل بہ الحسد والکمد

اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ سب رؤساء و شرفاء و اکابرین قریش تعظیماً کھڑے ہوئے تھے مگر ابو جہل ملعون ٹانگ پر ٹانگ چڑھا کر بیٹھا ہوا تھا اور عداوت کی آتش میں بیٹھا جل رہا تھا

☆ فتقدم الحمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کالاسد و قبض علی مراق بطنہ اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس وقت یہ دیکھا تو ان سے یہ برداشت نہیں ہو سکا، وہ ابو جہل کی طرف ایسے آئے جیسے بر شیر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے انہوں نے ایک ہاتھ تلوار کے قبضہ پر رکھا ہوا تھا اور بایاں ہاتھ جا کر ابو جہل کے کمر بند میں ڈالا، عالم جلال میں ان کے جسم کے بال کھڑے ہو چکے تھے انہوں نے جا کر اس ملعون سے فرمایا ☆ فقال قم اسلمت من النوائب

اگر زندگی پیاری ہے تو فوراً کھڑے ہو جاؤ ادھر سید العرب العجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام جلدی کے ساتھ دوڑے اور انہوں نے اپنے بے شرف و فادار جوان بھائی کو روکا کہ یہاں تلوار چلانا مناسب نہیں ہے، جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام پر اتنا جوش و غضب طاری تھا کہ جسم میں کپکپی طاری تھی، جس وقت سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کو جنگ کرنے یا تلوار اٹھانے سے روکا تو انہوں نے اپنے جلال کو ضبط کرنے کی پوری طرح کوشش کی اور تلوار کے قبضہ کو پوری قوت سے دبا دیا

☆ فوضع يده على قائم سيفه فكبس عليه حمزه حتى نبع الدم من اصابعه اس وقت جناب سید العرب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نگاہ کی تو ضبط جلال کی وجہ سے جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی انگلیوں کے سروں سے خون جاری تھا سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کہ 35 یا 40 سال کا جوان بھائی جلال کے عالم میں رو رہا تھا، انہوں نے جوان بھائی کو سینہ سے لگا کر تسلی دی اور فرمایا کہ یہ شادی کا موقع ہے یہاں خون خرابہ بدشگونی ہوگی مگر صاحب جلال بھائی رو رو کر عرض کر رہا تھا میرا آقا اپنے شہنشاہِ لعل کی شان کے خلاف ہم سے کوئی بات برداشت نہیں ہوتی یہ ہماری مجبوری ہے، سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنے صاحب جلال بھائی کی ریش پر بوسہ دیا ان کو دلا سہ دیا، پیار کیا اور اپنی کرسی پر آ بیٹھایا

دوستو! یہ سید العرب کے صاحب جلال بھائی تھے جو اپنے بڑے بھائی کے فرماں بردار اور وفادار تھے، دوسرے کر بلا میں سید الشہداء علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صاحب جلال فرمانبردار اور وفادار بھائی تھے جو بھائی کا غلام کہلواتے تھے

مگر دونوں جگہوں کے ماحول میں بہت فرق ہے، مکہ میں ماحول اتنا زیادہ مخالف

نہیں تھا، وہاں صرف ایک شخص نے تعظیم نہیں کی تو اسد الرسولؐ جناب حمزہؓ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جلال کا مظاہرہ فرمایا تھا اور رو دیا تھا، مگر کربلا میں لاکھوں لوگ گستاخیاں کر رہے تھے، مکہ میں معاملہ صرف مردوں کا تھا، کربلا میں پردہ دار بھی ساتھ تھے وہاں صرف ایک ملعون نے تعظیم نہیں کی تھی اور یہ واقعہ چند لحظات کا تھا، مگر کردگارِ وفا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو پورے چھ مہینے صبر کرنا پڑا۔ ہر منزل، ہر قدم پر امت ملعون کی گستاخیاں دیکھتے رہے، مگر امامؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی ملعون کو منع کرنے کی اجازت تک نہیں دی، ان کے صبر و ضبط کا اندازہ کرنا محال ہے

حتیٰ کہ جس وقت ملا عین ازل نے بارگاہِ کریم کر بلا علیہ الصلوٰۃ والسلام میں عرض کیا کہ آقا اب آپ اپنے خیام نہرِ علقمہ سے دور جا کر لگائیں تو یہ گستاخی صاحبِ جلالِ الہی سے برداشت نہ ہو سکی اور گھوڑا دوڑا کر قومِ اشتیاء کے سامنے آئے اور گرجدار آواز میں دریافت فرمایا کہ ہمارے مولا و آقا کے سامنے اتنی بڑی جسارت کس ملعون نے کی ہے، ہمیں اس کا نام بتاؤ ہم اسی جگہ اور ابھی اس کا سرتن سے جدا کر دیں گے، اور اے اہل جور! ذرا غور سے سن لو کہ

یاں سے کہیں رسولؐ کا پیارا نہ جائے گا
ہم وہ نہیں کہ جان کو وارا نہ جائے گا
راہوار اس جگہ سے ہمارا نہ جائے گا
تا حشر ہاتھ سے یہ کنارہ نہ جائے گا

رکھتے ہیں اس زمیں کیلئے سر کو ہاتھ پر
قبضہ ہے تا بہ حشر ہمارا فرات پر

شہنشاہِ وفا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہیبت و جلال کو دیکھتے ہوئے سب ملائین خوف زدہ ہو کر کاٹنے لگے، اسی اثناء میں کریم ابن کریم شہنشاہِ معظم مولا امام حسینؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام تشریف لائے اور مظہر جلالِ خداوندی کے کاندھے پر دستِ قدرت رکھتے ہوئے پیارا و شفقت سے مخاطب ہو کر فرمانے لگے کہ

کیوں کانپتے ہو غیض سے ابرو پہ کیوں ہے بل
مالک ہو تم تمہارا ہی دریا پہ ہے عمل
ہمت میں فرق ہے نہ شجاعت میں کچھ خلل
غصہ کو تھام لو یہ نہیں جنگ کا محل

مانو میرا کہا میں تمہارا امام ہوں
غازی نے سر جھکا کے کہا میں غلام ہوں



سب مومنین دعا فرمائیں کہ اب تو اللہ کرے اس پاک علمبردار علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تمنائے انتقام رکھنے والی تیغ کو بے نیام کرنے کا موقع ملے اور یہ پاک خاندان کے ہر دشمن سے بدلہ لے کر اپنا دل ٹھنڈا کریں اور ان کے دل کی ہر حسرت پوری ہو



﴿آمین یا رب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلًا اَللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيفِ
وَصَلِّوْا اِنَّ اللّٰهَ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ اَجْمَعِيْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

نویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

کل کی گفتگو یہاں ختم ہوئی تھی کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُولہا بن کر شادی کے پنڈال میں داخل ہوئے، جس وقت پاک دُولہا نے پنڈال کے اندر راستے پر بچھے ہوئے سرخ قالین پر چلنا شروع کیا تو غلاموں اور کنیزوں نے مل کر شہنائی کی گونج میں نعتیہ گیت گانا شروع کئے، دفوں پر تھپ لگی، اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چلتے ہوئے اپنی کرسی کے قریب پہنچے، سب ہاشمیوں نے اپنی اپنی کرسیاں سنبھالیں، سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سارے مجمع پر طائرانہ نگاہ فرمائی، اس کے بعد ابو جہل والا واقعہ پیش آیا جس کے بعد ابو جہل ملعون کا نپٹا ہوا اپنے مقام پر اٹھ کھڑا ہوا

ساری فضا نارمل ہوئی تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب اکابرین و معززین کو ہاتھ کے اشارے سے بیٹھ جانے کا حکم فرمایا اور خود بھی اپنے تخت کو زینت بخشی

☆ جلس علی السریر ونورہ قد غلا علی ما فی بیت سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا من الشموع والمصابیح

سب چچا سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُولہا بنا کر قبہ کبریائی سے باہر لے آئے اور

اس تخت عروسی پر آ کر بٹھایا جو ان کیلئے پہلے سے تیار تھا، جب انہوں نے تخت کو زینت دی تو ان کے جسم اطہر سے ایسا نور ساطع ہوا جس نے شاہی محل کی مشعلیں، شمعیں، فانوس اور چراغوں کی روشنی کو ماند کر دیا

عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جب کوئی ایسا موقع ہو تو مکانون کی چھتوں اور دیواروں پر سے جھانک جھانک کر یہ مناظر دیکھتی ہیں کیونکہ ان کو مردوں کے فنکشن (Function) میں آنے کی اجازت نہیں ہوتی، اس لئے عرب کی سب سردار زادیاں محل کی چھت پر سوار ہو کر یہ تقریب مسرت نصیب دیکھنے میں مصروف تھیں جس وقت سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلہا بن کر تخت عروسی پر براجمان ہوئے تو ان عورتوں کی نظر پڑی

☆ فذهلن النساء مما رأين من حسنہ وجمالہ حتیٰ ان کل واحدة منهن حسدت سیدہ صلوٰۃ اللہ علیہا وتمنت ان تكون له زوجة واحقرن بعولتهن
لما رأين النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان عورتوں نے جب اللہ کے جمال مجسم کے کمال حسن کا جاہ و جلال دیکھا تو زنان مصر کی طرح ان کو اپنی ذات کا بھی ہوش نہیں رہا، جو اپنی مستورات تھیں ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوئیں اور جو مخالف عورتیں آئی ہوئی تھیں ان کے سینے کی حسد کی آگ نے ان کے دلوں کو ایک لمحہ میں روسٹ کر دیا اور جلا کر راکھ کر دیا

سہرہ بندی

جب سہرہ بندی کا وقت آیا تو جواہرات سے آراستہ ایک زرنگار کرسی پر سرور

کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دُلہا بنا کر بٹھایا گیا، باقی سنہری کرسیوں پر سارے خاندان پاک کے افراد بیٹھے، عرب کے ہزاروں لوگ بھی اس تقریب میں شریک تھے اور سب رؤسائے قبائل و اشراف عرب بھی اس میں شریک تھے، باہر صحن میں دُلہا کے ساتھ تعلق رکھنے والی رسمیں ادا ہو رہی تھیں اور گھر کے اندر پاک دِلہن سے تعلق رکھنے والی رسومات ادا ہو رہی تھیں

جس وقت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی کی رسومات شروع ہوئیں تو آسمانوں پر ملکوت نے نعتیہ گیت گائے، جنت میں حورانِ جناں نے رقص کرتے ہوئے نعتیہ ٹھمریاں چھیڑیں، غلمان پر وجد طاری ہوا، پوری کائنات نے اپنے اپنے انداز میں نعت سرائی کی کیونکہ کائنات کی موجب تخلیق ذات کی سہرہ بندی ہو رہی تھی

حرم سرا میں خاندانِ بنی ہاشم کی پاک مستوراتِ محدراتِ عصمت و عفت نے ملیکہ العربِ مخدومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی تاجپوشی فرمائی اور بری کے سامان میں سے ایک ایسا نورانی تاج برآمد فرمایا جس پر دُرہائے یمن کی چتر کاری ہوئی تھی، لاکھوں صدقات اور انعامات عطا فرمانے کے بعد وہ نورانی تاج پاکِ مخدومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سراطہر پر موزوں فرمایا، اس موقع کیلئے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک سر تاج کیلئے سونے کا ایک ایسا تاجِ خصوصیت سے بنوایا تھا جس پر سفید ہیرے اور موتی جڑے ہوئے تھے، اب ان کی طرف سے جناب ورقہ بن نوفل نے وہ تاجِ حضور کی خدمت اقدس میں بڑے مؤدبانہ انداز کے ساتھ پیش کیا اور جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے وہ تاج ان سے لے کر اپنے ہاتھوں سے اپنے نور عینین کے سراطہر پر موزوں فرمایا..... (بحار الانوار، ملیکہ العرب)

جس وقت سہرہ بندی ہوئی تو جناب عباس نے سہرہ پڑھا



ابشروا بالمواہب آل فہر وغالب
افخروا یا آل قومنا بالثنا والرغائب
شاع فی الناس فضلکم وعلى فی المراتب
قد فخرتم باحمد زین کل الاطایب
فہو کالبدر نورہ مشرق غیر غائب
قد ظفرتی ملیکۃ بجلیل المواہب
بفتی ہاشم الذی مالہ من مناسب
جمع اللہ شملکم فہو رب المطالب
احمد سید الوری خیر ماش وراکب
فعلیہ الصلاۃ ما سار عیس براکب



اس وقت اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر شجر طوبی سے فرمایا کہ آج ہر کوئی میرے حبیب پر سے وار کر صدقے، ثار، ویلیں، ودھائی انعامات پیش کر رہا ہے اور ہماری طرف سے کچھ بھی نہ ہو تو پھر یہ محبت تو نہیں تو بھی جلدی جلدی جو کچھ ہو سکے ثار کرنا شروع کر دے

☆ و طوبی تنثر فی الجنة علی الحور العین فجعلن یتلقطن النثار
یہ حکم سننے کی دیر تھی کہ شجر طوبی نے پوری جنت میں سب حوران جنت پر قسم قسم کے

تخائف و طرائف، اور لعل و جواہر برسانا شروع کئے، حوران جنت دوڑ دوڑ کر چن رہی تھی اور غلمان و ولدان مغلدین خوب کھل کھلا کر ہنس رہے تھے

خطبہ نکاح

جس وقت ساری محفل مسرت پوری طرح جم گئی تو کافی دیر نعتیہ گیت جاری رہے کافی دیر بعد گیتوں کی آواز میں جناب عمر و ابن اسد نے سید العرب و العجم علیہ السلام سے مخاطب ہو کر عرض کیا کہ کیا ساری رات یہی گیت رہیں گے یا کوئی اور کاروائی بھی ہوگی؟ اب رسم نکاح کی کاروائی بھی شروع فرمائیں

جناب سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب عباس کی طرف دیکھا، انہوں نے نگاہوں کی زبان سمجھتے ہوئے آغاز کیا

☆ فقام العباس قائماً علی قدمیہ فنادی یا معاشر العرب لم تحتلون الشمس عن موضعها هل سقیمت الغیث الا بمحمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وکم له من اید علیکم ضیعتموها وباللہ اقسام ما فیکم من یعادلہ ولا یشاکلہ ولا یشابہہ فی صیانة وامانة وعفة

جناب عباس اپنی کرسی سے اُٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے گفتگو کا آغاز کرتے ہوئے فرمایا اے معاشر العرب! یہ ایک حقیقت ہے کہ آفتاب درخشندہ کے مقامات عالیہ کے مشابہہ کسی کا مقام نہیں ہوتا، ہمارا لعل عصمت توحید کا آفتاب عالم تاب ہے، آپ اس بات کے گواہ ہیں کہ جب بھی خشک سالی ہوئی اور اہل عرب کو بارش کی ضرورت ہوئی تو انہوں نے ہمارے لعل کے رُخ انور کا واسطہ

دے کر بارش طلب کی اور ہمیشہ سیراب ہوئے۔ کیا یہ سچ نہیں؟ ہم آپ سے اللہ کی قسم دے کر پوچھتے ہیں کہ بتائیں اس بھری کائنات میں ہمارے لعل بدخشاں کی عدالت، عصمت، شکل و صورت، سمجھ داری، عفت، دیانت، صداقت، شرافت، امانت اور حسن و جمال میں کوئی ان کی نظیر موجود ہے؟

سب نے کہا کہ ان جیسا یا ان کی مثل کوئی بھی موجود نہیں ہے اس کے بعد فرمایا

☆ واعلموا ان محمدًا صلى الله عليه وآله وسلم لم يتزوج سيدة مليكة العرب صلواة الله عليها لمالها واعلموا ان المال يزول والفخر لا يزول فلا تظهروا الشبر ولا تطيلوا الفكر

اے معاشرۃ العرب! آپ کو یہ علم ہونا چاہیے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ کونینؓ ملیکۃ العرب صلوات اللہ علیہا کے ساتھ ان کے مال و دولت کی وجہ سے عقد نہیں فرما رہے کیونکہ مال و زر تو ہاتھوں کی میل ہوتا ہے اور زوال پذیر چیز ہوتی ہے لیکن جو عزتِ الہیہ اور فخر و ہبیہ ہے وہ ہمیشہ قائم رہتا ہے، اگر کسی کے دل میں کوئی غلط سوچ ہے تو اسے باہر نکال دے اور اپنی فکر کو درست راستے پر لگائے، ہمیں مال دنیاوی کی ضرورت نہیں ہے بلکہ آج آپ سب لوگوں کے سامنے ایک عزت دار گھر دوسرے ذی عزت گھر کے ساتھ رشتہ اُستوار کر رہا ہے

☆ فسکتوا كانهم لجموا بلجام وسكتهم عن الكلام

جس وقت جناب عباس نے یہ بات کی تو سب نے اس طرح چپ سا دھبی ہوئی تھی جیسے ان کے منہ میں کسی نے لگام دے دی ہو، اس وقت جناب عمر و ابن اسد اور جناب ورقہ بن نوفل سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قریب آئے اور سید العرب علیہ الصلوٰۃ

والسلام کی خدمت میں عرض کیا

☆ قال يا ابا طالب عليه الصلوة والسلام ما الذى يؤخركم عن اصلاح شأنكم
وعما أنتم اليه طالبون فصلوا المهر فلکم الامر والحکم لابن اخیکم
الرضاعلیه وانتم الاحباء وانتم الرؤساء وانتم الخطباء فلیخطب
خطیبکم ویكون العقد لنا ولکم وبیننا وبینکم

اے سید العرب! آپ اب کیوں تاخیر کر رہے ہیں اپنا سلسلہ کلام شروع فرمائیں
آپ نے جو مہر معجل دینا ہے اس کا اعلان فرمائیں کیونکہ آپ ہی سرور کوین صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے سرپرست اور ولی ہیں اور آپ بنی ہاشم کے رئیس و سردار ہیں اب
آپ ہی نے خطبہ نکاح پڑھنا ہے اور ہمارے مابین جو عہد و شرائط ہیں آپ نے
ہی انہیں پورا کرنا ہے

خطبہ نکاح سے پہلے دلہن کی رضا معلوم کرنا لازم ہوتا ہے اس لئے سید العرب علیہ
الصلوة والسلام نے جناب ورقہ بن نوفل سے فرمایا کہ اب آپ ہمیں پوچھ کر آبتائیں کہ
کیا ہم خطبہ پڑھیں، جناب ورقہ بن نوفل گھر تشریف لے گئے اس کے بعد واپس
آ کر سارے مجمع سے مخاطب ہو کر بہ آواز بلند فرمایا کہ اے اہل عرب سن لو اور
پوری توجہ سے سنو کہ جس وقت ہم اپنی پاک شہزادی کے پاس گئے ہیں کہ ان کی
رضادریافت کریں تو انہوں نے ہمیں فرمایا ہے

☆ یا بن عم انک انت کنت اولی بنفسی منی فی الشہود فلسنت اولی بی
من نفسی

آپ ہمارے کلی طور پر ولی و مختار ہیں، ہماری ذات کے ہم سے بھی زیادہ با اختیار

وارث ہیں، اب ہم اجازت دیتے ہوئے سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ وہ اب خطبہ نکاح جاری فرمائیں اس وقت سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی کرسی سے اُٹھے ☆ و اشار الى الناس ان اسکتوا فخطب

سب لوگوں کو خاموش ہونے کا اشارہ فرمایا اور خطبہ کا آغاز فرمایا

☆ بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي جعلنا من زرع[نسل] ابراهيم الخليل عليه السلام وذرية الصفي اسماعيل عليه السلام و ضئضى معد و عنصر مضر و جعلنا خزنة بيته و سؤاس حرمة و جعل مسكننا بيتاً محجوجاً و حرماً آمناً وجعلنا الحكام على الناس و ساق الباقي قريباً منه

☆ بسم الله الرحمن الرحيم الحمد لله الذي جعلنا من زرع[نسل] ابراهيم الخليل عليه السلام وذرية اسماعيل عليه السلام و جعل لنا بيتاً محجوجاً و حرماً آمناً يجبي اليه ثمرات كل شيء و جعلنا الحكام على الناس و بارك لنا في بلدنا الذي نحن فيه

(متدرک الوسايل بحوالہ ابن شہر آشوب، شیخ مفید، شیخ صدوق)

جناب سید العرب علیہ السلام نے خطبہ نکاح ارشاد فرمانے کا آغاز کیا

بسم الله الرحمن الرحيم حمد ہے اُس ذاتِ مہربانِ الہی کی جس نے ہمارا ظہور سلسلہ ابراہیم و اسماعیل علیہما السلام میں فرمایا ہے اور ہمیں اپنے مقدس گھر کا نگران و محافظ بنایا ہے اور ہمارا مسکن اس مقدس گھر کو بنایا ہے جو اس کا اپنا گھر ہے جس کا عالمین آ کر حج کرتے ہیں اور جو عالمین کیلئے امن کی جگہ ہے اور جہاں ہر چیز کے ثمرات جمع ہوتے ہیں۔

اس سے مراد ایک تو یہ ہے کہ یہاں سب موسموں کے پھل لائے جاتے ہیں اور ایک معنی یہ بھی ہیں کہ ساری کائنات کے ثمرات و نتائج یہاں جمع ہوتے ہیں

☆ وجعلنا الحکام علی الناس باریک لنا فی بلدنا الذی نحن فیہ

فرمایا حمد ہے اس ذات واجب الوجود کی جس نے ہمیں پوری مخلوق پر حاکم قرار دیا ہے اور ہمارے اس شہر کو برکت بخشی ہے جس میں ہم رہائش پذیر ہیں

☆ وشرّفنا وفضلنا علی جمیع الامم ووقانا شر الافات والنقم وانزلنا

فی حرمہ ووقانا شر نقمة وجعلنا فی البلد القفر (علامہ در بندہ)

اور ہمیں جملہ امتوں پر فضیلت و اشرافیت کا وہ اعلیٰ مقام عطا فرمایا ہے جو کسی کو نصیب نہیں ہوا اور ہمیں اس ذات جلیل نے اپنے پاک حرم میں نازل فرمایا ہے اور پوری طرح تہمت کے شر سے محفوظ رکھا ہے اور ہمیں اس شہر میں آباد فرمایا ہے جو بنی نوع انسان سے خالی تھا

یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ بلد القفر کے ظاہری معنی یہ ہیں جو شہر انسانوں سے خالی ہو یا ویران ہو مگر یہاں کسی سنسان شہر کا ذکر نہیں اور نہ ہی مکہ کا ذکر ہے کیونکہ مکہ تو ایک شہر تھا اور شہر کہتے ہی اس جگہ کو ہیں جہاں کثیر تعداد میں لوگ آباد ہوں یہاں بلد القفر سے مراد شہر علم و بلد الامین ہے جس میں پاک خاندان علیہم السلام کے نورانی افراد کے سوا کوئی آباد ہی نہیں ہوا

☆ واسبع علینا من نعمہ وفضلنا واحبانا وساق الینا الرزق من کل

فج عمیق و واد سحیق (علامہ در بندہ)

فرمایا، حمد ہے اس رب ذوالجلال والا کرام کی جس نے ہم پر اپنی نعمات کی بارش

فرمائی ہے، ہمیں عالمین پر فضیلت بخشی ہے اور ہمارے ساتھ محبت کا ثبوت دیا ہے اور ہمارا رزق دور ترین وادیوں اور گہرے پہاڑی دریاؤں سے صادر فرمایا ہے۔ یہاں یہ اشارہ کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اتمام نعمات سے مراد، ظاہری نعمت سے زیادہ قریب باطنی نعمت ہے جیسا کہ امام موسیٰ کاظم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے احمد بن محمد از دی کو اس آیت کی تفسیر میں فرمایا تھا

☆ واسبغ علیکم نعمہ ظاہرہ و باطنہ

اللہ جل جلالہ نے فرمایا کہ میں نے آپ پر نعمت ظاہری و باطنی کا اتمام فرما دیا ہے تو اس سے کیا مراد ہے؟

☆ فقال علیہ السلام النعمۃ الظاہرۃ الامام الظاہر و الباطنۃ الامام الغائب

فرمایا نعمت ظاہری سے مراد امام ظاہر اور نعمت باطنی سے مراد امام غائب علیہ السلام ہوتے ہیں..... (منتخب الاثر..... کفایۃ الاثر..... کمال الدین..... منتخب الانوار..... قاطع البیان وغیرہ)

یعنی سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام روز عقد خطبہ ککاح میں انہیں نعمات کا ذکر فرما رہے تھے کہ ہمیں اللہ جل جلالہ نے امامت ظاہری و باطنی سے سرفراز فرما کر وہ اعزاز بخشا ہے جو کائنات میں کسی کو حاصل ہی نہیں

☆ والحمد لله علی ما أولانا و له الشکر علی ما أعطانا و ما به حبانا و فضلنا علی الأنام و عصمنا عن الحرام و أمرنا بالمقاربة و الوصل و ذلك لیکثر منا النسل..... (بحار الانوار..... الانوار)

حمد ہے اس رحمن ازل کی جس نے اپنی تمام عطا کی حد ہمارے گھر پر ختم کر دی ہے ہمیں ہر قسمی حرام سے معصوم قرار دیا ہے اور ہمیں وصل و اتصال کا امر فرمایا ہے

تا کہ ہماری مقدس نسل بصورت کثرت جاری ہو جائے

☆ ثم ان ابن اخي محمدؐ صلى الله عليه وآله وسلم من لايوازن به فتى من القريش الا رجع عليه برا و شرفا و نبلا و فضلا و عقلا و لا يقاس بأحد منهم الا عظم منه و لا عدل له فى الخلق و والله بعد هذا له نباء عظيم و خطر جليل و امر جسيم (روضۃ الاحباب، روضۃ الصفا، سیرت حلبیہ)

فرمایا۔ ہمارے برادر زادہ یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اگر کسی کو عقل و فضل و شان و شرف و نجات و ذہانت و امانت و عصمت و عفت میں تولنے کی کوشش کی گئی تو ہمارے لعل کا پلڑا بھاری ہوگا کیونکہ کسی ایک کا بھی ان پر قیاس کرنا جائز ہی نہیں جس کے ساتھ ان کا موازنہ کیا جائے گا وہ مقابل حقیر ہو جائے گا اور ان کی عظمت دو بالا ہو جائے گی کیونکہ پوری کائنات میں ان کی برابری کا کوئی موجود ہی نہیں

اللہ کی قسم! اس کے علاوہ بھی ایک حقیقت ہے جو ایک نبائے عظیم یعنی بہت بڑی خبر ہے وہ اپنے وقت پر ظاہر ہوگی۔ جس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہمارا لعل جلیل القدر اور عظیم الشان رسول ہے، گویا سید العرب علیہ السلام ظہور رسالت سے سولہ سال قبل نزول جبریل کی خبر دے رہے تھے اور یہ بھی بتا رہے تھے کہ ہمیں ہمیشہ سے علم ہے کہ ہمارا لعل کون ہے اور کیا ہے؟ اس کے بعد فرمایا

☆ وان كان مقلًا فى المال فان المال رزق سائل و ظل زائل

ہمارے شہنشاہ معظم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مال اگر بظاہر کسی سے کم ہے تو یہ کوئی عیب نہیں کیونکہ مال آنے جانے والی چیز ہے اور بے وفا ہمسایہ اور آتی جاتی چھاؤں ہے

☆ وبعد فاعلموا يا معاشر من حضر أن ابن اخينا محمد صلى الله عليه وآله وسلم خاطب كريمكم الموصوفة بالسخاء والعفة وهي فتاتكم المعروفة المذكور فضلها الشامخ خطبها وهو قد خطبها من عندها عمرو ابن اسد على ما يحب من المال..... وله في مليكة رغبة ولها فيه رغبة وقد جئناك لنخطبها اليك برضاها وأمرها والمهر علي في مالى الذى سألتموه عاجله وآجله وله ورب هذا البيت خط عظيم ودين شائع ورأى كامل ثم سكت

اے قریش و بنی مضر ہم اپنے شہنشاہ لعل کیلئے آپ کی معظمہ و مکرمہ شہزادی ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی خواستگاری کرنے کیلئے ان کے چچا عمرو ابن اسد کے پاس آئے ہیں وہ جو بھی مطالبہ کریں گے ہم پورا کریں گے کیونکہ ہمارے شہنشاہ معظم بھی اپنی رفاقت حیات کیلئے جناب سیدہ ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو منتخب فرما چکے ہیں اور جناب سیدہ ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا بھی ان کو اپنا شریک حیات بنانے کو اعزاز سمجھتی ہیں، اور ہم یہ خواستگاری ان کی رضا کے مطابق کرنے آئے ہیں ہم سے جو حق مہر طلب کیا جائے گا ہم دینے کیلئے تیار ہیں کیونکہ یہ رب کعبہ کا مقرر کردہ حصہ ہے اور قابل ادائیگی چیز ہے

اس کے بعد سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہم نے اس عقد کا جو فوری مہر ادا کرنا ہے وہ بارہ اوقیہ سونا اور بیس سرخ اونٹ جو سیاہ چشم اور سفید شکم والے ہوں گے ادا کریں گے

(راویان..... علامہ حلبی، علامہ زرقانی، جمال الدین محدث شیرازی، خاندن شاہ سمرقندی)

بعض مؤرخین کے مطابق چار سو مثقال سونا 1772g چار سو دینار اور پانچ سو درہم نقد بطور حق مہر فوراً ادا کر دیئے گئے، صاحب روضۃ الاحباب نے لکھا ہے یہ سب چیزیں فوراً ایک مشت ادا کر دی گئیں، اس کے بعد سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اگر یہ بھی کم نظر آئیں تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی طرف سے جو مطالبہ ہوگا ہم وہ پورا کریں گے

☆ ثم نهض ورقة وكان الى جانب عمه وقال نريد مهرها المعجل دون المؤجل اربع مائة ألف دينار ذهباً ومائة ناقة سود الحديق حمرو البروعشر حلل وثمانية وعشرين عبداً وأمة وليس ذلك بكثير عليكم اس وقت جناب ورقہ بن نوفل اٹھ کھڑے ہوئے اور انہوں نے یہ اعلان فرمایا ہم اس مہر مؤجل میں کچھ اضافہ کرنا چاہتے ہیں ہم چاہتے ہیں کہ چار ہزار اور ایک سو ایسی ناکہ جن کی آنکھیں سیاہ ہوں رنگ سرخ اور شکم سفید ہو یعنی ہرن کے رنگ کی ہوں اس کے علاوہ دس عدد زربفت کی یمنی شاہی پوشاکیں، بیس غلام اور بیس کنیریں بعد میں ادا ہونے والے مہر میں شامل ہوں گے اور یہ آپ کے گھر کیلئے کوئی بڑی چیز نہیں یعنی ہمارے مطالبات کی تکمیل آپ کیلئے معمولی بات ہے

☆ فقال ابو طالب عليه الصلوة والسلام رضينا بذلك فهل تجيبونا الى ما طلبنا اس وقت سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہمیں یہ سب کچھ منظور ہے، کیا آپ کو بھی ہمارا مطالبہ یعنی سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی خواستگاری منظور ہے؟

☆ قال عمرو بن اسد رضيت وزوجت سيده صلوٰۃ اللہ علیہا بمحمدؐ صلى الله عليه وآله وسلم على ذلك وهو لها كفوكريم

عمر بن اسد نے عرض کیا کہ ہم نے یہ تزویج قبول کی کیونکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کفو کریم ہیں، اعلیٰ خاندان کے چشم و چراغ ہیں، اب آپ صیغہ جاری فرمائیں جناب سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آسمان کی طرف نگاہ فرمائی اور خلاقِ کائنات سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ اب اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد کے صیغہ تو آپ ادا فرمائیں، ہمارا کام ختم ہو گیا ہے اب تیری ذات کا کام باقی ہے

☆ ثم سمع الناس منادياً ينادى من السماء ان الله تعالى قد زوج بالطاهر الطاهرة وبالصادق الصادقة

اس وقت لوگوں نے آسمان سے ایک دلنواز آواز سنی کہ اللہ جل جلالہ نے اپنے طاہر اطہر محبوب کا عقد اپنی طاہرہ و مطہرہ شہزادی کے ساتھ فرما دیا ہے اللہ نے اپنے رزاقیتِ ازلہ کے مظہر حبیب کا عقد، صادقہ و صدیقہ ازل کے ساتھ فرما دیا ہے، گویا عقد کے صیغہ اللہ جل جلالہ نے ادا فرمائے تو سارے خاندان پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام میں مسرت کی لہر دوڑ گئی

☆ فنهض الحمزه عليه الصلوة والسلام وكان معه دراهم فنثرها على راس كل من كان حاضراً وكذلك باقى اخوته (الانوار)

یہ آواز سن کر اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اُٹھے اور انہوں نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر پر سے وار کر چاندی کے درہموں کی بارش کر دی، انہوں نے ابتدا کی تو پھر سارے پچا باری باری دیناروں کی بارش کرتے رہے، اس وقت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تخت کے پاس کھڑے ہو کر عبد اللہ بن غنم نے سہرا پڑھنا شروع کیا جس میں مبارکبادی کے الفاظ تھے، کہ اے ملکہ عرب و عجم آپ کو

مبارک ہو آپ کو خیر البریہ کی رفاقت کا اعزاز ملا ہے اور ہم نے کتب سماوی میں دیکھا ہے کہ آپ کے پاک سرتاج عالمین کیلئے ہادی مہتد ہیں

☆ ثم رفع الحجاب وخرجت منه جوار بأيديهن نثار ينثرن على الناس و أمر الله عزوجل جبرئيل أن يرسل على الناس الطيب على البر و الفاجر فكان الرجل يقول لصاحبه من أين لك هذا الطيب فيقول

هذا من طيب محمد صلى الله عليه وآله وسلم وسيدته مليكة العرب صلوة الله عليها

جس وقت عبداللہ بن غنم (غانم) سہرا پڑھنے میں مصروف تھا تو اس وقت قصر اخضر کے زنان خانہ کے صدر دروازہ کے پردے اُٹھے اور اس دروازہ سے سچی سنوری ہوئی کنیروں کی ایک قطار نکلی جن کے ہاتھوں میں چاندی کے طشت تھے اور ان میں مشک عنبر و کستوری اور دراہم اور دنانیر تھے، ان کنیروں نے آ کر سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاک سر سے زرو جواہر کے یہ طشت تصدق کئے، اور لوگوں میں بطور صدقہ تقسیم کئے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو حکم دیا کہ بہشت بریں کی پاکیزہ خوشبو لے کر اس بزم میں چاہے کوئی نیک ہے یا بد، امیر ہے یا غریب، سب کے سروں پر اس کی بارش کر دو، سب لوگوں نے حیران ہو کر پوچھا کہ یہ کیسی خوشبو نچھاور کی جا رہی ہے تو ہر کسی نے یہی جواب دیا کہ یہ دُولہا اور دلہن کا صدقہ، نثار یا ویل ہے

اللہ جل جلالہ نے اس وقت ساری مخلوقات کی آنکھوں سے حجابات اُٹھا دیے اور ہر نیک و بد نے دیکھا کہ آسمان سے حوران جنت، کنیریں بن کر نازل ہوئیں جن کے ہاتھوں میں سنہری طشت تھے اور ان میں نثار یعنی تصدق تھا جو جنت کی مشک و

عزیز تھی اور انہوں نے آ کر سب لوگوں پر نیچا ور کی جس سے ساری کائنات مہک اُٹھی..... جس وقت شادی کے پنڈال میں شادیاں بچ رہے تھے اور ایک جشن مسرت پاتا تھا تو اس وقت سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار آسمان کی طرف نگاہ فرما کر ایک فقرہ دہرا رہے تھے

☆ الحمد لله الذي اذهب عنا الكروب ورفع عنا الهموم..... وفرح ابو طالب عليه الصلوة والسلام فرحاً شديداً..... (تاریخ نمبر 1 جلد 1 ص 265..... رؤوف ورحيم از محمد حید اللہ دہلوی ص 336..... مکتبۃ العرب ص 208)

حمد ہے اس محسن ازل کی جس نے ہمارے سارے دکھ ختم کر دیئے ہیں اور ہماری پریشانیوں کو دور فرمایا ہے۔ اس وقت سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام بہت زیادہ مسرور اور خوش تھے، جس وقت یہ جشن مسرت اپنے اختتام کے قریب پہنچا تو جناب ورقہ بن نوفل نے اپنی کرسی سے اُٹھ کر لوگوں کو خاموش کیا اور اس کے بعد اعلان فرمایا کہ اے معاشرۃ القریش! تم سب سن لو جو حق مہر موجب و معجل مقرر ہوا ہے ہماری شہزادی کا حکم ہے وہ سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام ادا نہ کریں بلکہ ہماری پاک شہزادی کے مال میں سے ادا کیا جائے گا

☆ فقال ابو جهل (لعنه الله عليه) يا قوم رأينا الرجال يمهرون النساء أم النساء يمهرن الرجال

ابو جہل نے جس وقت یہ اعلان سنا تو فوراً اپنے ساتھ والے آدمی کو کہا کہ ہم نے تو ابھی تک یہ دیکھا ہے کہ شوہر اپنی بیویوں کو حق مہر دیتے ہیں مگر ہم نے یہ نہیں سنا کہ کسی بیوی نے اپنے سرتاج کو حق مہر ادا کیا ہو

☆ فنھض ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام وقال مالك يا لکع الرجال ويا رئيس الأردال مثل محمدؐ صلى الله عليه وآله وسلم يحمل اليه و يعطى ومثلک من يهدى ولا يقبل منه

جس وقت سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ بات سنی تو فوراً اُٹھ کر اس ملعون سے مخاطب ہو کر فرمایا او بدترین مخلوق! ہمارے لعل جیسے بیٹوں کو اپنی طرف سے حق مہر ادا کر کے شہزادیاں اپنے سر کا تاج بناتی ہیں اور تم جیسے کم بخت کو عام لونڈیاں بھی لاکھوں دینار وصول کر کے چارونا چار قبول کرتی ہیں یہ جواب سن کر سب پنڈال والوں نے ایک طنز آمیز قہقہہ لگایا اور وہ ملعون سخت شرمندہ ہوا

☆ ثم نهضوا فى اصلاح شئانهم وانصرف الناس الى منازلهم ومضى النبى صلى الله عليه وآله وسلم الى قصر الاخضر

اس کے بعد سب مہمانوں کو شادی کے پنڈال سے اُٹھ کر کمروں میں جانے کا حکم ملا، وہاں ان کو کھانے پینے کی اشیاء پیش کرنا مقصود تھا جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُولہا بن کر قصر اخضر کے زنان خانہ کی طرف روانہ ہوئے، ان کے سب چچا ساتھ تھے، یہاں قصر اخضر کے اندر بھی شادی کی کئی رسومات ادا ہونا تھیں، جس وقت پاک دُولہا حرم سرا میں داخل ہوا تو سب پھوپھیوں نے استقبال کیا، خصوصاً اس والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے بڑھ کر پیشانی کا بوسہ لیا جنہوں نے سولہ سال اپنی جھولی میں سکے بیٹوں سے زیادہ پیار دے کر پالا تھا اور اس پاک ہمشیر نے استقبال کیا..... جو آپ کی سگی بہن تھی

سب پاک پھوپھیوں صلوٰۃ اللہ علیہن نے نگاہ کی، دس 10 چچاؤں کے درمیان ان کا چوبیس 24 سال کا یتیم بھتیجا سر پر سہرا سجا کر دُلہا بن کر گھر میں مسکراتے ہوئے داخل ہوا، سب پھوپھیوں صلوٰۃ اللہ علیہن کو اس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا بہت یاد آئیں جنہوں نے اپنے لعل کو جی بھر کے جھولی میں لا ڈپیار بھی نہیں کیا تھا، وہ بھائی بھی یاد آیا ہوگا جس نے اپنی دستار کے وارث کو جی بھر کے پیار بھی نہیں کیا تھا، سب پھوپھیوں نے سوچا ہوگا کہ اگر ان کا پاک بابا اور پاک والدہ گرامی آج ہوتے تو وہ کتنے خوش ہوتے۔

گریریز

ایک اور نور محل ہے، جس میں تازہ یتیم بھتیجے کے انتظار میں پاک پھوپھیاں بیٹھی ہیں، یہ قصر اخضر نہیں، شام کا نور محل ہے، عجیب اتفاق ہے کہ ان پاک پھوپھیوں کا یتیم بھتیجا بھی 25/24 سال کا ہے، یہ یتیم بھتیجا اپنے بابا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دستار کا وارث ہے، ملعون شام نے ان کو اپنے دربار میں بلایا ہے، ادھر پھوپھیاں بہت زیادہ متفکر اور پریشان ہیں کہ آخر ظالم ازلی نے اس وقت کیوں بلایا ہوگا؟

تمام مستورات اس یتیم کی واپسی کا شدت سے انتظار کر رہی ہیں کیونکہ اس یتیم کی ایک کمسن بہن ہے، جنہوں نے ابھی ابھی خواب میں اپنے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دیکھا ہے اور گریہ فرما رہی ہیں، ایک ایک پھوپھی پاک کے پاس جا کر کہتی ہیں ہمیں پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام ملا دیں، ہمیں پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام ملا دیں، جناب معظمہ

عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے معصوم بیٹی کی آواز سنی تو آ کر کمن کو جھولی میں اٹھایا، معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے رو کر پوچھا کہ پھوپھی اماں! میرے بابا کہاں ہیں؟ پاک معظمہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا کہ میری معصوم بیٹی اب سو جاؤ، رات ڈھل چکی ہے، معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے چھوٹے چھوٹے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا پھوپھی اماں! ہمیں نیند نہیں آتی ہمیں اپنے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ملا دیں

معظمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا میری پیاری بیٹی تمہارے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام تو کر بلا میں رہ گئے ہیں، اب تو یہ ظالم شام ہے، معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے رو کر عرض کیا میں نے دیکھا ہے ابھی ابھی تو میرے پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام اس نور محل میں آئے ہیں مجھے پیار کیا ہے اور مجھے اپنے سینے پر بھی سلایا ہے پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے فرمایا میری بیٹی آپ دیکھ نہیں آئے تھے کہ آپ کے پاک بابا آپ کے بھائی کے ساتھ کر بلا کی گرم زمین پر سوئے ہوئے تھے

جس وقت معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا مایوس ہوئیں تو روتی ہوئی نور محل کے درمیان آ کھڑی ہوئیں رو کر فرمایا بابا آج معصومہ بیٹی بلاتی ہے مجھے آ کر لے جائیں، میں یہاں نہیں رہ سکتی، معصوم ذہن میں بابا پاک کی تصویر ابھری، معظمہ بی بی نے ماتم کرنا شروع کیا، مستورات نے پوچھا بی بی آپ کیوں روتی ہیں؟ مگر انہوں نے کوئی جواب نہیں دیا اور اپنے پاک بابا سے مخاطب ہو کر مسلسل بین کرتی رہیں کہ آپ تو مجھ سے ایک لمحہ بھر جدا نہ ہوتے تھے، اب زیادہ دن ہو گئے ہیں، میں پکارتی ہوں آپ جواب کیوں نہیں دیتے، پاک معظمہ بیبیوں صلوٰۃ اللہ علیہن نے ہزار تسلیاں دیں مگر ان کی گریہ وزاری میں اضافہ ہوتا گیا اور فرمانے لگیں کہ میری

آنکھوں کی ٹھنڈک بابا کدھر چلے گئے ہو؟ اس کے بعد معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا ایک ایک مستور کے پاس گئیں اور رو کر فرمایا ☆ قالت ایتونی بوالدی وقرۃ عینی مجھے میرا بابا پاک دیں آنکھوں کی ٹھنڈک بابا دیں جناب سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک ہمیشہ کو آ کر اٹھایا، بھائی کی جھولی میں معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا رو کر کہتی ہیں



میڈا چن ورن ایہا منت لامیکوں بابا پاک سڈا ڈے
میڈا زندہ رنٹراں مشکل ہے میکوں بابے تائیں پہنچا ڈے
یا چاچے غازی تائیں میڈا توڑے اے پیغام پُچھا ڈے
بابے دی دیدی پیاسی ہاں میڈی ہنٹرتاں پیاس بجھا ڈے



جناب سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رو کر فرمایا آپ یہ تو بتائیں آج زیادہ رونے کی وجہ کیا ہے؟ بی بی نے رو کر عرض کیا



میں اچ ڈٹھائے زندان دے وچ میکوں بابا ملن ہے آیا
انہاں پہلے وانگوں جھولی وچ ہے میکوں آپ سمہایا
سینے تے سمہا کے ہے انہاں میکوں پیار بہوں فرمایا
میکوں وسدا ویلا یاد آ گئے ہنہ اتنا کرم وسایا



جناب سجاد علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں آپ کو پاک بابا علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اور کیا فرمایا تھا معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا رو کر عرض کرتی ہیں



فرمیںدے ہن میڈی لائق دھی نہ درداں توں گھبرا توں
کل گھنن میں تہاکوں خود آساں تھی رخصت آلِ عبا توں
کل میڈے کولھ تیں آ وِجَنائے ڈکھی نکھر کے اپنی ما توں
میڈی دھی توں اپنیاں پھپھیاں کوں گل آ خری واری لاتوں



اب سارے مومنین مل کر دعا کریں کہ یہ پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا جنہوں نے
ساری زندگی دکھ ہی دکھ دیکھے، اللہ کرے اب انہیں ابدی خوشیاں اور سکھ نصیب
ہوں، یہ اپنے پاک بابا کے سائے میں ہمیشہ کیلئے خوش رہیں، اپنے خوبصورت
بھائی شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی آغوش میں لیں، مولائے کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام
ان کے دل کی ہر حسرت ابھی ابھی پوری فرمائیں



جعفرؑ ایں سین کوں دنیا تے ملے ہنڑ تاں سکھ پیو ما دا
وس پووے نال علی اصغرؑ دے ٹھرے دل اُجڑی متا دا
اے بی بی ڈیکھے خوش چہرہ ہنڑ تاں سجادؑ بھرا دا
آوے جگ تے وارث ڈکھیاں دا مکے ہنڑ تاں دور عزا دا



﴿آمین یا رب العالمین﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَآلِ مُحَمَّدٍ وَعَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيفِ
وَصَلَوَاتُ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَعَلٰی آلِهِ اَجْمَعِينَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

دسویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

مکہ مکرمہ کا شہر ہے، شہر کے ساتھ متصل ایک عظیم قصر ہے جس کا نام قصر اخضر ہے
رات کا وقت ہے، یہ قصر دلہن کی طرح سجا ہوا ہے، قصر کی منڈیروں پر چھوٹے
چھوٹے چراغوں کے قلموں نے روشن ہو کر دیوالی کا سماں بنایا ہوا ہے، قصر کے
صحن میں سونے کے بڑے بڑے شمعدان نصب ہیں جن کی شکل کھجور کے درخت کی
ہے، ان کی پتیوں کے طور پر موم بتیاں لگی ہوئی ہیں، شاخوں پر مشک و عنبر اور
کستوری کے پرندے بنا کر بٹھائے ہوئے ہیں جو ان شمعوں اور موم بتیوں کی گرمی
سے آہستہ آہستہ پگھل کر فضا کو معطر کرنے میں مصروف ہیں، اس محل سرا کے
مردان خانہ کے صحن میں لاتعداد مسندیں آراستہ ہیں، ان پر پورے عرب کے
امراء، رؤساء، شرفاء، اور نام نہاد چوہدری اپنے اپنے قبیلوں کی ترتیب سے
بیٹھے ہوئے ہیں، ان سب کے سامنے ایک بہت بڑا سیٹج بنا ہوا ہے، جس پر تیرہ
سنہری کرسیاں لگی ہوئی ہیں، ان کی درمیان والی کرسی پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
دولہا بن کر اور سچ سنور کر تشریف فرما ہیں، خطبہ نکاح ادا فرمایا جا چکا ہے، اور

لوگ مبارکباد پیش کرنے کے بعد اپنی آرام گاہوں کی طرف جانے کی تیاریاں کر رہے ہیں، سبھی لوگ اس انتظار میں ہیں کہ پاک دُولہا حرم سرا میں تشریف لے جائیں جہاں زنان خانہ کی رسمیں ادا ہونا ہیں، یہ ادا ہوں گی تو دعوت ولیمہ اڑانے کے بعد آرام کیا جائے گا، اب اس سے آگے کے حالات بیان کرنے سے قبل میں آپ کے سامنے ایک ایسی حقیقت منکشف کرنا چاہتا ہوں کہ جس کی طرف کم ہی لوگوں نے توجہ دی ہے

تصورِ تنگدستی

دوستو! اب میں بعض مؤرخین کے کچھ فقرے یا جملوں کی طرف آپ کی توجہ مبذول کرانا چاہتا ہوں، ایک سیرت نگار نے لکھا ہے کہ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تنگ دستی و غربت کے باوجود معظمہ کونین مملکت العرب سلوٰۃ اللہ علیہا کے حق مہر کا اعلان فرمایا تھا، اس میں بارہ اوقیہ سونا، چار سودینا رسونے کے، نایاب قسم کی بیس ناقہ (اونٹ)، چار سو مثقال مزید سونا، پانچ سو درہم چاندی کے یکمشت ادا فرمائے

”تنگدستی و غربت“ کے باوجود سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے جب جناب ورقہ بن نوفل نے حق مہر میں اضافہ کا مطالبہ کیا تو آپ نے یہ بھی قبول فرمایا جناب ورقہ بن نوفل نے عرض کیا کہ اس مہر میں چار ہزار دینار رسونے کے یعنی چار ہزار تولہ سونا اور ایک صد ایسی ناقہ جن کی آنکھیں سیاہ ہوں، رنگ سرخ ہو، پیٹ سفید ہو وہ بھی ادا کرنا ہے، تو سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود تنگدستی کے یہ

بھی قبول فرمایا۔ پھر مطالبہ ہوا کہ آپ دس خلعت شاہی دیں گے جن میں سے ہر ایک کی قیمت پانچ سو دینار ہوتی تھی، باوجود تنگدستی و غربت کے انہوں نے یہ بھی قبول فرمایا، یہ بھی مطالبہ تھا کہ 20 غلام اور 20 کنیریں بھی دو گے، سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باوجود تنگ دستی کے یہ بھی قبول فرمایا اور جناب ورقہ بن نوفل نے اتنے سارے مطالبات کے بعد ایک تنگ دست اور نادار کو یہ بھی کہا کہ

☆ و ليس ذلك بكثير عليكم

یہ سب کچھ آپ کیلئے کوئی بڑی چیز تو نہیں اور سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تنگدستی و غربت کے باوجود فرمایا

☆ فقال ابو طالب عليه الصلوة والسلام رضىنا بذلك فهل تجيبونا الى ما طلبنا

ہمیں یہ ہر چیز منظور ہے، کیا آپ کو بھی ہمارا مطالبہ یعنی جناب سیدہ کونین ملکہ العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خواستگاری منظور ہے؟

دوستو! میں اپنے سامعین و قارئین کو منصف بنا کر سچ سچ پوچھنا چاہتا ہوں کہ یہ غربت کی کون سی قسم ہے؟ یہ میں کبھی نہیں سمجھ سکا

یعنی یہ کم و بیش 50 ہزار تولہ سونے کا مطالبہ تھا جس کی قیمت آج کی پاکستانی کرنسی میں تقریباً ڈیڑھ ارب روپے بنتی ہے، اب آپ خود سوچیں جو اپنے یتیم لعل کے عقد کا حق مہر موجل و معجل ڈیڑھ ارب روپے ادا فرماتے ہیں اور بات یہیں ختم نہیں ہو جاتی بلکہ سارے مکہ کے ہر امیر و غریب کو پورے تین دن تین راتیں شادی کے بعد عظیم الشان ولیمہ دیتے ہیں، یہ کس قسم کی تنگدستی اور غربت ہے؟

یعنی کروڑوں روپے کا خرچ بعد میں بھی کرتے ہیں، ایسا غریب دنیا میں کوئی اور بھی ہے یا صرف سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں؟ پورے شہر کو صرف پیاز کے ساتھ روٹی دینا بھی کسی بادشاہ کیلئے ممکن نہیں ہوتا اور یہ شاہانہ انداز کے ساتھ نہ صرف سارے شہر کو بلکہ نواح مکہ کے تمام بادیہ نشینوں تک کو پورے تین دن پر تکلف دعوت و لیمہ دیتے ہیں جس میں سات قسم کے کھانے موجود تھے

دوستو! حقیقت یہ ہے کہ بنی امیہ نے خاندان پاک کی غربت اور اپنی امارت کا پروپیگنڈا کیا اور تاریخ کو مسخ کیا، جس کی بازگشت آج بھی ہماری کتابوں میں نظر آتی ہے ورنہ حقیقت یہ ہے کہ روحانی، نورانی اور معنوی طور پر یہ پاک گھر کائنات سے زیادہ امیر اور دھنوں تو تھا ہی، مگر ظاہری طور پر بھی یہ سارے عرب سے زیادہ امیر، عزت دار اور صاحب ثروت و وقار خاندان تھا اور سب سے زیادہ متمول گھر تھا

آدم برسر مطلب

وہ وقت آ گیا جس میں شادی پاک کی آخری رسومات ادا ہونا تھیں اور اس کے بعد رخصتی ہونا تھی، اس دور میں کئی مشہور مشاطہ، پیشہ ور آرائش کرنے والی اور دلہنوں کو سجانے والوں عورتیں ہوتی تھیں جو ہر رئیس زادی کو سجاتی تھیں، جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو دلہن بنانے اور آرائش کیلئے پورے عرب کی منتخب مشاطہ عورتوں کو سبے ہوئے محل میں بلایا گیا تھا، جس وقت وہ حاضر ہوئیں تو انہوں نے عرض کیا کہ آپ کا سامان آرائش کہاں ہے؟ تاکہ ہم اس کے مطابق اپنا کام

شروع کریں

☆ فاخذت سيده مليكة العرب صلوة الله عليها في جهاز فاعتدت صوافي

الذهب و الفضة وفيها الطيب من المسك و العنبر

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی کنیزوں کو حکم فرمایا کہ سامان آرائش لے آئیں، سامان کو دیکھ کر مشاگلگی کرنے والی عورتیں حیران ہوئیں اور ان کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں ایسا سامان انہوں نے کبھی دیکھا ہی نہ تھا

جواہرات سے مرصع سونے کے طرح طرح کے زیورات تھے، مشک و عنبر کی خوشبوئیں تھیں، مشاگلگی کرنے والی کنیزوں نے مشاگلگی شروع کی اور پاک شہزادی کو آراستہ کرنا شروع کیا، مشک و عنبر میں رچی بسی ہوئی ریشمی پوشاکیں پہنائیں، سونے چاندی کے جواہرات سے آراستہ زیورات پہنائے، پاک شہزادی کو دلہن بنایا

دوستو! میں اندر باہر کی رپورٹ ساتھ ساتھ دیتا چلوں، باہر عقد نکاح کی تقریب مکمل ہوئی، سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مردان خانہ کے اس کمرہ میں تشریف لے آئے جہاں پاک خاندان کے جملہ افراد کو بٹھانے کا خصوصی انتظام تھا

☆ وانصرف الناس الى محسن منازلهم

اور باقی سب لوگ ان کے جانے کے بعد اپنے اپنے کمروں میں چلے گئے جہاں ان کے کھانے پینے کا انتظام تھا

حرم سرا کے اندر خاندان پاک کی مستورات رسومات ادا کرنے میں مصروف تھیں پروگرام یہ تھا کہ جب دلہن پاک کے ساتھ تعلق رکھنے والی رسومات ادا ہو جائیں

گی تو پھر دُولہا اور دلہن کی مشترکہ رسومات ادا کی جائیں گی اور پاک دُولہا کو گھر کے اندر بلایا جائے گا، جس وقت دلہن پاک سے تعلق رکھنے والی رسومات ادا ہو چکیں تو اس وقت دو کنیزوں کو روانہ کیا گیا کہ جا کر سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ اقدس میں عرض کریں کہ پاک دُولہا کو زنان خانہ میں لے آئیں، جناب شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُولہا بن کر سہرا سجا کر اپنے دس چچاؤں اور چچا زاد بھائیوں یعنی جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام و دیگر چچا زاد بھائیوں کے زمرے میں محل سرا میں تشریف لے آئے، ان کے دائیں طرف سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے اور بائیں طرف اسد الرسول جناب حمزہ علیہ الصلوٰۃ والسلام اعزازاً تلوار بے نیام کر کے فرائض شاہی ادا کر رہے تھے

اس وقت محل سرا کے مین گیٹ کے اندر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ساری پاک پھوپھیاں، پالنے والی اماں یعنی امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ پاک اور سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حصہ کی پاک ہمیشہ جو امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی سب سے بڑی ہمیشہ تھیں یہ سب مستورات کنیزوں اور رؤساء زادیوں کے ساتھ دُولہا کے استقبال کیلئے دورویہ قطار بنا کر کھڑی تھیں اور ان کے درمیان وہ کنیزیں کھڑی تھیں جنہوں نے دف، جھانجھ و دیگر آلات سرود و سرور پر نغمہ سرائی کرنا تھی

جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُولہا بن کر حرم سرا کے اندر داخل ہوئے تو دف پر تھاپ لگی، شہنائی کی آواز گونجی، سارے محل میں موجود عورتیں پاک دُولہا کو دیکھنے کیلئے یکدم جمع ہو گئیں، سب مستورات مخدرات نے پاک دُولہا کا استقبال کیا، جناب میسرہ کی بیوی نے پروگرام کے مطابق اپنی کنیزوں کو حکم دیا کہ تم جا کر

ان کا استقبال کرو، ان پر صدقات نہجھاور کرو، اور جو عورتیں استقبال کیلئے دروازہ کے سامنے کھڑی ہیں ان پر بھی خوشبو کی بارش کرو

☆ ثم نثرت عليهن من المسك و الطيب ما يذهل عقول الناظرين

اس کے بعد سب مستورات پر مشک و عنبر نثار کرنے کا حکم فرمایا اس وقت ایسی خوشبو پھیلی کہ عرب کی عورتوں کے ہوش اڑ گئے، سرور کو نبین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلہا بن کر قصر

اخضر کے اندر داخل ہوئے، سب پاک پھوپھیوں نے ان کا استقبال کیا

یہاں تاریخ خاموش ہے کہ انہوں نے کیسے استقبال کیا، کیا کیا کلام فرمایا کیسے نغمہ سرائی ہوئی، کیا کیا رسم ادا ہوئی، اور اس مسرت کو کون سی پاک معظمہ بی بی نے کس طرح سیلی بریٹ (Celebrate) کیا، ہاں اتنا لکھا ہوا ہے کہ عرب میں دستور تھا کہ دُلہا اور دلہن کو ایک مقام پر بٹھایا جاتا تھا اور دُلہا کو سات مرتبہ مختلف انداز میں دلہن کا جلوہ دکھایا جاتا تھا اس رسم کی ادائیگی کی تفصیلات موجود ہیں

جلواتِ سابعہ

دوستو! جیسا کہ میں نے پہلے عرض کیا ہے عرب کا یہ دستور تھا کہ شادی کے روز برادری اور خاندان کے سامنے دلہن اپنے نوشاہ کو سات مرتبہ دکھائی جاتی تھی دراصل یہ جلوات دُلہا کیلئے ہی ہوتے تھے لیکن برادری اور اہل خانہ بھی اس میں شریک ہوتے تھے اور ہر مرتبہ دلہن کے بناؤ سنگھار میں تبدیلی کی جاتی تھی

بعینہ جب سیدہ ملیکہ العرب محسنہ ء اسلام مخدومہ معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی رخصتی کی تقریب مسرت نصیب ہوئی تو دستور کے مطابق اہل خاندان اور آنے والے

رؤسائے عرب کی مستورات کو سات مرتبہ پاک دلہن کا جلوہ دکھایا گیا، اب میں ان جلواتِ سابعہ کی اجمالی سی جھلک پیش کرتا ہوں

پہلا جلوہ

قصر اخضر میں سجائے گئے جملہ عروسی کے سامنے ایک بہت ہی خوبصورت اور سجا ہوا عروسی تخت ہے، جس کے سامنے صحن میں کل رؤسائے عرب اور اشراف قریش کی عورتیں اور مکہ کی کل شریف زادیاں اپنی اپنی آراستہ و پیراستہ مسندوں پر زیورات سے لدی ہوئی بیٹھی ہیں، اس تخت پر دو سچی ہوئی کرسیاں ہیں جن میں سے ایک کو پاک دلہن نے آکر زینت بخشا ہے، اور دوسری پر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ افروز ہیں، اس تخت کے قریب دیگر بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے مردوں کی کرسیاں ہیں

عورتوں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ جب کسی کی شادی ہو تو وہ اپنے لئے شادی کے اس فنکشن (Function) کو چیلنج سمجھتی ہیں اور اپنی شان و شوکت، امارت و دولت اور زیورات کی نمود و نمائش کا ایک فستیول (Festival) سمجھتی ہیں، کئی مہینے بھر پور طریقہ سے مقابلہ کرنے کی تیاریاں کرتی ہیں اور زیور، کپڑے، سلائی کڑھائی اور میک اپ وغیرہ پر اپنی دولت جھونک دیتی ہیں

بس یہاں بھی کچھ ایسی ہی فضا تھی کیونکہ عرب کی سب سے عظیم شہزادی کی شادی تھی اس لئے ہر عورت ایڑی چوٹی کا زور لگا کر پوری طرح سج سنور کر آئی ہوئی تھی کہ ہم دلہن کی آرائش سے کم آراستہ نظر نہ آئیں۔ عرب کے دستور کے مطابق

جلہ عروسی میں پاک دلہن کو سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک پھوپھیاں اور پالنے والی والدہ اور بہن سبجانے میں مصروف تھیں، یہاں ہونا یہ تھا کہ سات مرتبہ پاک دلہن کو مختلف انداز کے ساتھ سجا یا جانا تھا اور ہر مرتبہ سجانے کی ذمہ داری ایک منفرد مستور کے ذمہ تھی، پہلی مرتبہ دلہن کو سجانے کی حسرت کسی ایک پھوپھی پاک یا پاک ہمیشہ نے پوری کرنا تھی، ان کے جلوہ ثانیہ میں دوسری پاک پھوپھی نے سجانا تھا، اسی طرح سب پیاروں نے اپنی اپنی حسرتیں پوری کرنا تھیں

ماں کی یہ فطرت ہوتی ہے کہ اپنی اولاد کے کام خود اپنے ہاتھوں سے کر کے اس کو جو تسکین ملتی ہے وہ کسی دوسرے کے ہاتھوں سے کام کروا کر نہیں ملتی، یعنی ماں اگر اپنے بیٹے کو اپنے ہاتھوں سے کھانا کھلا رہی ہو تو جو تسکین اسے اس وقت ملتی ہے وہ کسی نوکرانی کے ہاتھوں کھانا دینے سے نہیں ملتی، اس لئے سبھی پاک پھوپھیاں دلہن کو اپنے ہاتھوں سے سجانا چاہتی تھیں اور بلائی ہوئی مشاطہ عورتوں کو جلوات میں شریک نہیں کرنا چاہتی تھیں

جس وقت پاک دلہن کو سجا یا جا رہا تھا تو اس وقت سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ڈولہا بنا کر درس چچا گھر پاک میں لے آئے، یہاں سہرہ سرائی ہوئی اور تخت عروسی پر نوشاہ کو بٹھایا گیا، تخت کے پیچھے سارے چچا کھڑے ہو گئے، تخت پر دوسنہری کرسیاں رکھی ہوئی تھیں، ایک کرسی پر نوشاہ کو بٹھایا گیا اور دوسری کرسی پر پاک دلہن نے بیٹھ کر اپنی جلوہ نمائی فرماتا تھی، چاروں طرف لاتعداد کنیریں کا فوری شمع دان اور منقش مشعلدان اٹھا کر کھڑی تھیں، وہ رات روز روشن کی طرح درخشاں نظر آتی تھی، اچانک جلہ عروسی کا پردہ آہستہ آہستہ اٹھایا گیا، شہنائی کی گونج بلند ہوئی،

دف کی تھاپ تیز ہوئی، گیتوں کی آواز بلند ہوئی

☆ فخر جت فی الجلوة الاولى علیها ثياب الاخضر معمة بالذهب الاحمر

پہلا جلوہ دکھانے کیلئے شہزادی عالمین صلوٰۃ اللہ علیہا دلہن کے روپ میں ظاہر ہوئیں ساری بزم نسواں نے دیکھا کہ انہوں نے ریشم کی سبز رنگ کی ایسی عروسی پوشاک زیب تن فرمائی ہوتی تھی جس پر سرخ رنگ کی سونے کی تاروں کی طلا کاری اور کشیدہ کاری کی ہوئی تھی۔ بڑی پاک پھوپھی نے پاک دلہن کو اپنے ہاتھوں سے سجایا تھا اس لئے انہوں نے پاک دلہن کو اپنے شانہ کے ساتھ لگایا ہوا تھا، انہوں نے آ کر شہزادی عالمین کو تخت عروسی پر پاک سرتاج کے ساتھ آراستہ کرسی پر بٹھایا، یہاں آ کر حکم فرمایا کہ سب مستورات صلوات پڑھیں ہم اپنی بہو کا گھونگھٹ اٹھانا چاہتی ہیں، سب نے صلوات نچھاور کی، حوریں ہمہ تن چشم ہوئیں، خالق نے صلوات کی برسات کی، گھونگھٹ کی ردا اٹھائی گئی، سب زنان عرب نے دیکھا کہ گھونگھٹ میں جمالِ الہی جلوہ کشا نظر آیا

☆ وعلى راسها تاج من الذهب الوهاج منقوش بالفيروزه وعليها قلائد من الزمرد والياقوت

پاک سر پر ایک ایسا سنہری تاج وہاج تھا جس کے لشکارے سورج کو شرماتے تھے اس تاج کی سنہری پھول پتیوں میں فیروزے جڑے ہوئے تھے، گلوئے مبارک کے قلائد طویارنگ کے زمرد اور گلابی یاقوت کے تھے، عالم ملکوت نے صلوات پڑھی، حورانِ جنت جمالِ ذاتِ الہی کا مظاہرہ دیکھ کر انگشت بدنداں تھیں

☆ فلما برزت ضربن الدفوف و القينات وانشأ صلوة الله عليها تجز بالشعار

وتذكر اتصال النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بسیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا

اس وقت کنیروں نے دف ڈھولک پر تھاپ لگائی، شہنائی کی آواز گونجی، شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک بہن نے نعتیہ سہرے کے بول شروع کئے ☆

أضحى الفخار لنا وعز شأن ولقد فخرنا يا بني العدنان
أسيده نلت العلا بين الورى وفخرت فيه جملة الثقلان
أعنى محمداً الذى لا مثله ولد النساء فى سائر الزمان
فيه المكارم والمعالي والحياء ما ناحت الأطياف فى الأغصان
صلوا عليه وسلموا وترحموا فهو المفضل من بنى عدنان
فتطاولى فيه مليكة واعلمى أن قد خصصت بصفوة الرحمن

ترجمہ سہرہ پاک

ساڈے فخر تے عزت دا سورج ہنڑ چمکياے عین ڈوپہراں تے
ساڈی شان دا فلک بلند راہندائے نت کل آل عدنان دے وچ
صلوات سلام تے رحمت دی رب انج بارش برسائی ہے
نت عزت دی چھل تار راہندی کل وادیء اخوان دے وچ
میڈے ویر دی عظمت ڈیکھ کے ہن خود چٹکے ڈھہندے عظمتاں دے
کونین دا قد تھی پست ویندائے ایندی عظمت دے میدان دے وچ
ساڈے سردار دی عالم وچ کوئی مثل نہیں بے مثل ہن اے

کہیں مانہیں ایسا چن پایا رب جانڈائے کون و مکان دے وچ
 ایندے خلق و محبت شان و شرف دیاں نعتاں پنچھی گاندے ہن
 میڈے ویر دی عظمت آنونی نہیں کہیں قدسی دے امکان دے وچ
 اے بھابھی پاک مقدر تے کرو جتنا فخر او تھوڑا ہے
 تہا کوں خالق بخشائے گھر اپنا خود وحدت دے اسمان دے وچ



اس سہرے کی آواز میں بڑی پھوپھی پاک نے پاک دلہن کی رونمائی کی، گھونگھٹ
 اٹھایا تو عالمین میں صلوات کی گونج بلند ہوئی، خالق نے بھی فرمایا ہوگا کہ چشم بد
 دُور (جوڑی کو نظر نہ لگے)، سب چچاؤں نے صدقے اتارے، ویل دی، نثار
 پنچھاور کئے، زنانِ عرب کو ہوش نہ تھا کہ کس وقت پاک دلہن اپنی آرائش گاہ میں
 واپس تشریف لے گئیں، جب گیت مکمل ہوا تو دلہن پاک کو ان کے جملہ عروسی کی
 طرف لے جایا گیا تاکہ دوسری جلوہ نمائی کی تیاری کی جاسکے

جلوہ ثانیہ

دوستو! پاک دلہن اپنے جملہ عروسی میں تشریف لے گئیں یہاں پاک دلہن کے سب
 ہوئے تخت کی مسند بھی تبدیل کی گئی کنیزوں نے جلدی جلدی دوسری سبھی ہوئی مسند لگائی
 ☆ خرجت علیہا سقلاط اسود مرصع بالدر و الجواہر والا بریسم
 الاسود والاحمر والاصفر والاخضر

ملکہ اولین و آخرین کے تخت عروسی پر ایسی ابریشم کی مسند بچھائی گئی جو بیک وقت

چار رنگوں کی تھی یعنی اس میں سیاہ، سرخ، زرد اور سبز رنگ روشنیاں بکھیر رہے تھے، اس مسند پر طلاکاری اور کشیدہ کاری کی ہوئی تھی، وہ مسند سفید موتیوں اور گلابی رنگ کے لعل بدخشاں کے ساتھ مرصع تھی

پاک شہزادی کو دوسری پھوپھی پاک آراستہ فرمانے میں مصروف تھیں، عرب کی شریف زادیاں اور رئیس زادیاں انتظار میں تھیں کہ اب دیکھیں کس انداز میں باہر تشریف لے آتی ہیں کہ اچانک دوبارہ جلعء عروسی کا پردہ ہٹایا گیا، سب نگاہیں دروازہ پر جمی ہوئی تھیں، اب جو پاک دلہن ظاہر ہوئیں تو ان کو چھوٹی پھوپھی پاک نے انہیں اپنے کاندھے سے لگایا ہوا تھا ☆

ثم اقبلن لها حتى وقفت بين يدي رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم ثم ضربن الدفوف

پھوپھی پاک نے آکر پاک دلہن کو شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو میں بٹھایا، دوبارہ دفنوں اور ڈھولک پر تھاپ لگی شہنائی کی آواز گونجی، یہاں دوبارہ رونمائی ہوئی، ارض و سما میں صلوات کی آواز گونجی، ملکہ کونین صلوٰۃ اللہ علیہا کے رخ سے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پھوپھی پاک نے گھونگھٹ اٹھانے کا ارادہ کیا اور شہزادی کونین صلوٰۃ اللہ علیہا سے فرمایا

☆ وقلن يا سيدة مليكة العرب صلوٰۃ اللہ علیہا لقد خَصَّصْتَ بَشِيءَ مَا خُصَّ بِهِ اَحدٌ مِنَ النِّسَاءِ فِي قِبَائِلِ قَرِيْشٍ وَهَنِيَّا لَكَ بِمَا خَصَّكَ اللّٰهُ مِنَ الْعِزِّ الشَّامِلِ وَالشَّرَفِ الْكَامِلِ بِقُرْبِكَ مِنْ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

پاک شہزادی! آپ کو وہ سعادت نصیب ہوئی ہے جو کائنات کی کسی مقدس مستور

کو نصیب نہیں ہوئی، آپ کو مبارک ہو کہ اللہ جل جلالہ نے ہمارے لعل کی دلہن بنا کر آپ کو وہ عزت و شرف عطا فرمایا ہے جو جناب مریم و جناب آسیہ و جناب حوا و جناب سارا کو بھی نصیب نہیں ہوا، اس کے بعد سب مستورات سے فرمایا آپ صلوٰات پڑھیں تاکہ رونمائی کی جائے، ساری مستورات اور ارض و سما کی ہر چیز نے صلوٰات پڑھی، پاک معظمہ بی بیؑ نے پاک بہو کے گھونگھٹ کی چادر میں ہاتھ ڈالا، اس وقت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُلہا بن کر تخت عروسی پر جلوہ کش تھے گھونگھٹ اٹھا دیا گیا

☆ قد علانور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وقد اشرق نورہ علی جمیع

المصابیح والشموع و علی نور سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا

اس وقت پاک دلہن کی جبینِ متین سے نور کی چمک ساطع ہوئی وہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کے نور سے جا ٹکرائی، جس سے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نورِ ذاتِ الہی نے تجلی ماری، اس کے ساتھ ہی تمام قندیلوں، شمعوں یا چراغوں کی روشنی معدوم ہو گئی اور سب چیزوں میں پاک دلہن کی جبینِ مبین اور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی مبارک کے نور کی روشنی جگمگانے لگی، کینروں اور قریش مکہ کی شریف زادیوں نے دف اور ڈھولک پر تھاپ لگائی، شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاک پھوپھیؑ نے گھونگھٹ اٹھاتے ہوئے دف کی لے پر سہرا پڑھا ☆

جاء السرور مع الفرح..... ومضى النحوس مع الترح

أنوارنا قد أقبلت..... والحال فيها قد نجح

بمحمدؐ المذكور في..... كل المفاوز والبطح

لو أن يوازن أحمد..... بالخلق كلهم ربح
 ولقد بدا من فضله..... لقريش أمر قد وضع
 ثم السعد لأحمد..... والسعد عنه ما برح
 بسيدة نبت الكمال..... وبحر نائلها طفح
 يا حسنهما في حليها..... والحلم منها ما برح
 هذا النبي محمد..... مافي مدائح كلج
 صلوا عليه لتسعدوا..... والله عنكم قد صفح

ترجمہ سہرا پاک

ڈکھ اپنی نحوست چا ٹر گئے سکھ گھن کے مسرت آئی ہے
 ساڈے صبراں دا اج پھل مل گئے انوار دی بدلی چھائی ہے
 ساڈے لعل جیہاں نہیں چن کہیں دا کوئی ساری دنیا چھان گئے
 اخلاق صفات تے ذات دے وچ اے جامع نورِ الہی ہے
 جییدی مثل ناہی کوئی عالم وچ ممنون ہا سارا عرب جیندا
 رب او شہزادی خود چن کے چا دلہن پاک بڑائی ہے
 جیندا حسن و جمالِ الہی ہے جیندا حلم و کمالِ الہی ہے
 جو بڑے کے مجسم ابدی خوشی ساڈے لعل دے بھانگے آئی ہے
 جعفرؑ اے خوشیاں نت راہون ہر پل اے خوشی رہے نت ودھدی
 کونین ایں پاک دعا کیتے اپنی جھولی پھیلائی ہے

جلوہ ثالثہ

دوستو! دوسری دفعہ کی جلوہ نمائی کے بعد ملکہ عرب و عجم معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو واپس جملہ عروسی میں لے جایا گیا، یہاں دوبارہ آرائش ہوئی، قریش مکہ و رؤسائے قبائل کی جملہ مستورات انتظار میں تھیں کہ رب جانے اب پاک دلہن کون سے روپ میں ظاہر ہوتی ہیں کہ اچانک جملہ عروسی کا دروازہ کھلا، سب عورتوں کی نگاہیں جملہ عروسی کے دروازہ پر جم گئیں، پردہ ہٹا اور تیسری پھوپھی پاک ظاہر ہوئیں، انہوں نے پاک دلہن کو اپنے کاندھے کے ساتھ لگایا ہوا تھا، خراماں خراماں کرسی کے قریب آئیں اور یہاں آکر پاک دلہن کو بٹھایا

☆ وخرجت صلوٰۃ اللہ علیہا فی الجلوۃ الثالثۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی ثوب أصفر وعليها حلّ وجوهر وقد أضاء الموضع من لمعان ذلك الجوهر الذی فی وسط الاکلیل و فی آخر الاکلیل یاقوتۃ حمراء تضيء وقد أشرقت الدار من ذلك الجوهر و من نورها و حسنہا دوستو! جس وقت ملکیتہ العالمین منہ و مہ صلوٰۃ اللہ علیہا تیسری مرتبہ جلوہ نمائی کیلئے ظاہر ہوئیں تو انہوں نے جواہرات اور موتیوں کے ساتھ سجا ہوا زرد رنگ کا دبیز ریشم کا لباس زیب تن کیا ہوا تھا، پہلے دونوں جلووں سے مختلف انداز کے طلائی زیورات پہنے ہوئے تھے جن پر یاقوت اور زبرجد کا جڑاؤ تھا

دلہن پاک کے سر پاک پر ایک سنہری تاج سجا ہوا تھا جو کرب احمر (سرخ سونا) کا تھا، تاج کی کلفی کے نیچے نورانی پیشانی کے عین اوپر ایک سرخ رنگ کا خاصا بڑا

بیضوی یا قوت موزوں تھا جس میں سے گلابی شعائیں نکل کر سارے ماحول کو گلابی کر رہی تھیں

☆ وا قبلت [ب رة] صلوة الله عليها بنت عبدالمطلب عليه الصلوة والسلام وهى تشرق نوراً وجمالاً

اس وقت شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دوسری پھوپھی پاک نے آ کر رونمائی کی رسم ادا کروائی، پھر دف پر تھاپ لگی، معظمہ بی بی نے سہرا پڑھتے ہوئے گھونگھٹ اٹھایا اس سہرے کے الفاظ یہ ہیں ☆

أخذ الشوق موثقات الفؤاد وألقت السهاد بعد الرقاد
فليالى اللقاء بنور التدانى مشرقات خلاف طول البعاد
فزت بالفخريا مليكةً اذ نلت من المصطفى عظيم الوداد
فغدا شكره على الناس فرضاً شاملا كل حاضر ثم بادی
كبر الناس والملائك جمعاً جبرئيل لدى السماء ينادى
فزت يا أحمدٌ بكل الامانى فنحى الله عنك أهل العناد
فعليك الصلاة ما سرت العيس وحطت لثقلها فى البلاد



میں اس پاک سہرے کا لفظی ترجمہ کرنے کی بجائے اپنے الفاظ میں سہرا پیش کرنا چاہتا ہوں

صلوات پڑھو بہو دے رُخ توں میں پئی ہاں گھونگھٹ چنیدی
ست بسم اللہ میں بھی آکھاں ایسی ہے قسمت کیندی

بھاگ سہاگ دی چھانویں بہہ کے سکھ زندگی دے مانڑے
 شفق افق دی سرخی لاوے روز بنی کوں مہندی
 سکھ اولاد دے سارے ڈیکھے مانگ بھرے نت رحمت
 جھولی دے وچ گل پھل مہکن راہوے لعل کھڈیندی
 پتراں دے نت شہر بدھیندے ڈیکھن سکدیاں اکھیاں
 پتر دے پوترے چن چوڈی دے بکل اچ راہوے پیندی
 ایندے صحن اچ نت بالاں دے راہون چیک چھاڑے
 بالاں دیاں کلکاریاں دی رہے خوشبو گھر مہکیندی
 جعفر دے وارث دے سرتے خود اے تاج سجانون
 ابد تائیں خوشیاں دی بنری راہوے پیر دھویندی



جس وقت معظمہ بی بی نے سہرا پڑھا تو پورے قصر اخضر میں ایک وجد کی کیفیت طاری ہو گئی، اس سہرے کے دوران سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے رُخ انور پر نگاہ فرمائی پاک دلہن نے اپنے سرتاج کی نگاہوں کا لمس اپنے رُخ انور پر محسوس کیا شرم کی سرخی نے جبین مبین پر شفق زاری کی ☆
 فلما نظر النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم الی ذلک ازداد فرحاً و سروراً و تشعشع نورہ کمالاً

جس وقت جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمالِ الہی کو متجلی دیکھا تو ان کے مسرت کے دریا میں موج پہ موج اُٹھی، رُخ تو حید نما پر مسکراہٹ اظہار پذیر

ہوئی، مسکراہٹ میں دُرِ دندان ظاہر ہوئے جن میں سے پہلے کی نسبت مختلف انداز کا نور ظاہر ہوا، جس کی چمک سے نہ صرف حورانِ جنت کی آنکھیں خیرہ ہو گئیں بلکہ وہاں موجود تمام لوگوں کو اپنی اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھنا پڑے

جلوۃ رابعہ

دوستو! شاہی محل کا صحن عرب کے رؤسا و اشراف کی عورتوں سے بھرا ہوا ہے، ہر غریب امیر عورت اپنے آپ کو سجانے اور نمائش و آرائش پر پوری توانائیاں صرف کر کے آئی ہوئی ہے، ہر عورت زیورات، فاخرہ ملبوسات اور رنگ برنگی پوشاکیں پہن کر آئی ہوئی ہے، انہیں احساس ہے کہ انہوں نے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے جلوات کی تقریب میں جانا ہے اور وہاں ہر مرتبہ پاک دلہن نے نئے انداز کے عروسی جوڑے اور نئے نئے طلائی و نقرئی زیورات سے اپنے جلوات سے حاضرین کو سرفراز فرمانا ہے، ان سب امیرزادیوں کی نگاہیں جملہ عروسی کے دروازہ پر جمی ہوئی ہیں کہ اب چوتھی مرتبہ پاک دلہن کون سے روپ میں ظہور فرماتی ہیں؟ ادھر جملہ عروسی کا پردہ اٹھا، عورتوں کی نبضیں مدھم مدھم ہوئیں، سانس سینے میں جامد ہوئے، آنکھیں جھپکنا بھول گئیں

☆ وخرجت صلوٰۃ اللہ علیہا فی الجلوۃ الرابعۃ علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وعلیہا من الثیاب الازرق والحلل والجواهر والذهب ما یحیر قلوب الناظرین

جس وقت پردہ اٹھا تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے سرتاج و معراج کو

دیدار کرانے کیلئے چوتھی مرتبہ برآمد ہوئیں، اس مرتبہ انہوں نے نیلے رنگ کی پوشاک زیب تن فرمائی ہوئی تھی اور گھونگھٹ کی ردا بھی نیلے رنگ کی تھی، سنہری زیورات جن میں جواہرات جڑے ہوئے تھے ایسے کھل رہے تھے کہ دیکھنے والوں کے حیرت سے آنکھیں اور منہ کھلے کے کھلے رہ گئے

☆وبین یدیہا سیدہ برة صلوة اللہ علیہا بنت عبدالمطلب علیہ الصلوٰۃ

والسلام..... وہی تنشد وتذکر اتصال سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا بمحمدؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ان کو شہنشاہ معظمؑ کی پھوپھی پاک صلوة اللہ علیہا نے شانہ کے ساتھ لگایا ہوا تھا اور خود سہرا پڑھ رہی تھیں جس کے الفاظ یہ ہیں ☆

حسبك هذا الشرف العالی ودمت فی عز و اقبال

حزت فنونا من خيار النساء و نیل قدر مشرف عالی



مسرتوں کی جوان پریاں بھڑاس دل کی نکال ڈالیں

خدا کے انوار سارے عالم کو رنگ ڈالیں اُجال ڈالیں

کوئی یہ حوروں سے جا کے کہہ دے کوئی نبیوں کو یہ بتائے

سگائی ہے میرے لاڈلے کی وہ سارے آ کر دھمال ڈالیں

جلوہ خامسہ

دوستو! چوتھا جلوہ دکھانے کے بعد جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوة اللہ علیہا اپنی آرائش

گاہ میں تشریف لے گئیں، ایک ایک جلوہ پر کائنات متحیر ہوتی رہی، سب عورتیں اس انتظار میں تھیں کہ پانچواں جلوہ کس انداز میں دکھایا جاتا ہے کہ پھر پانچویں مرتبہ جملہ عروسی کا پردہ اٹھا

☆ ثم أقبلت في الجلوة الخامسة في ثياب اخضر من الوشى الممسوح بالقضبان مرصع بفنون من الجواهر و بين يديها (آ م ن ة) صلوٰۃ اللہ علیہا و ہى تقول صلوا على خير الورى

پانچویں مرتبہ پردہ اٹھا جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے سرتاج کو پانچویں انداز میں جلوہ دکھانے کیلئے ظاہر ہوئیں، اس مرتبہ سبز رنگ کی بھاری ریشمی پوشاک تھی، جو سونے کے تاروں اور ریشم کے ساتھ بنی ہوئی تھی، اس پر سرخ جواہرات جڑے ہوئے تھے جن کی چکا چوند سے حورانِ جنت کی پیشانی کے تاج شرما رہے تھے

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے آگے شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک اور پھوپھی پاک تھیں جو سہرا سرائی فرما رہی تھی۔ جس کے الفاظ یہ ہیں ☆

يا هذه أبشرى ما مثله بشر كالبدري خطر في أثوابه الخضر
شمس الضحى في مقاصير رقيه فيها عروس فما في عودها خور
فهى العروس التى سادت بطلعتها كل العباد و فيها العطر و الأثر
سبحان خالقها من لؤلؤ نظر تفوق في حسنها بالبدو و الحضر
بالشكر لله شكرا دائما أبدا تزداد من فضله و الله مقتدر
لاحت بحضرتها فى الروض ليس لها الا الحلى على اكنا فها السرر

ہی العروس التی سادت بطلعتها..... فلیس یشبہا شمس ولا قمر

﴿الانوار﴾

سہرہ پاک

تمام خوشیوں کے سرخ کندن سے ان کے ڈھالے گئے ہیں زیور
حبیب خالق کے نورِ حق سے سبھی اُجالے گئے ہیں زیور
سعادتوں کے لطیف موتی فضیلتوں کے درخشاں گوہر
خدا کے دُرِجِ ازل سے دلہن کے سب سنبھالے گئے ہیں زیور
یہ عام زیور نہیں ہیں بلکہ یہ راز سب کو ہیں ہم بتاتے
خزانہ ہائے صفاتِ وحدت سے یہ نکالے گئے ہیں زیور



جلوہِ سادسہ

دوستو! ہر جلوہ پہلے جلوے سے بہت زیادہ منفرد، زیادہ دلکش اور بھرپور تھا، بلکہ
کوئی آنکھ یہ فیصلہ نہیں کر پا رہی تھی کہ کون سا جلوہ زیادہ دلکش اور دلنشین ہے
جس وقت پانچویں مرتبہ جلوہ آرائی ہوئی اس کے بعد دلہن پاک اپنی آرائش گاہ
میں تشریف لے گئیں، کنیزوں نے جلدی جلدی مسند بدلی، تخت کی چادر بدلی اور
ساری آرائش تبدیل کی، جس وقت ہر چیز دوبارہ ایک نئے انداز سے سج گئی تو
قصرِ اخضر کے جملہ عروسی کے سبجے ہوئے دروازہ کا پردہ اٹھا، سب کی نگاہیں

دروازہ پر جمی ہوئی تھیں، انہوں نے دیکھا کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک دوسری پھوپھی پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک دلہن کو اپنے شانہ کے ساتھ لگایا ہوا تھا ☆ خرجت فی الجلوۃ السادسة علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی

ثياب من الحریر الاحمر مرصع بالذهب منظوم بالیاقوت الملون و بین یدیہا (ب ی ض اء) صلوٰۃ اللہ علیہا بنت عبدالمطلب علیہ السلام..... (الانوار)

پاک دلہن نے سرخ ریشم کا عروسی جوڑا پہنا ہوا تھا جس پر سونے کی تاروں کی کڑھائی تھی، اور اس کشیدہ کاری کے پھولوں کے برگوں میں مختلف رنگ کے یاقوت اور جواہرات جڑے ہوئے تھے، یعنی یاقوتِ احمر، یاقوتِ ارزق، یاقوتِ اصغر، یاقوتِ ابیض، اور یاقوتِ اخضر سے مرصع پوشاک تھی

پاک دلہن کے آگے آگے پاک پھوپھی تھیں جن کا نام پاک سیدہ (ب ی ض ا) صلوٰۃ اللہ علیہا تھا، انہوں نے جملہ عروسی سے نکلتے ہوئے نعتیہ سہرا شروع کیا، کینروں نے دف پر تھاپ لگائی، سازوں کی تاروں کی جھنکار سے ملکوت کی روحوں کے تار جھنک اُٹھے، اور شہنائی کی گونج سے عرش کی فضا سرور میں مست ہوئی۔

سہرے کے الفاظ یہ تھے



وجررت فیہ فواضل الأذیال	جنحت الیک مطیة الأمال
زادت علی الهضبات و الأجبال	وبلغت مکرمۃ تطاول فرعها
فیما مضی من سالف الأمثال	ولقد حییت بسید ما مثله

سہرا پاک



آج ہمارے دل کی ساری امیدیں بر آئی ہیں
 خوشیوں کی بارائیں سچ کر آج میرے گھر آئی ہیں
 شان و شرف کے سارے رُتبے سجدہ ریزیاں کرتے ہیں
 بن کر دلہن رحمت کل کی ازلی مظہر آئی ہیں
 وجد میں ہیں جنت کی حوریں عرش پہ خالق جھوم رہا ہے
 اس کے صفاتِ ازل کے گہنوں سے سچ بن کر آئی ہیں
 نظر اُتارے روحِ دو عالم واری جائے رحمت ازلی
 جعفرؑ رب کی صفتیں دیکھنے روئے منور آئی ہیں



پاک دلہن کو آ کر تخت پر اپنے سرتاج کے ساتھ بٹھا دیا گیا، پیاروں نے
 ودھائیاں دیں، حوروں نے آ کر صدقے اتارے، قدسیوں نے ویلیں دیں
 خالق نے صلوات نچھاور کی، تھوڑی دیر بعد پاک دلہن کو واپس جگہ عروسی میں لایا
 گیا، جہاں پھر مسند بدلی گئی، دوبارہ ہر چیز نئے انداز سے سجائی گئی

جلوہ سابعہ

عرب کی شادیوں کا یہ دستور تھا کہ دلہن کی سب سے اہم جلوہ نمائی ہمیشہ ساتویں
 مرتبہ والی ہوتی تھی، اس لئے قصر اخضر میں موجود ہر فرد اسی کا منتظر تھا

ویسے تو ہر جلوہ نمائی پہلی سے بہت زیادہ منفرد تھی مگر ہر کسی کے دل میں یہ جستجو اور سسپنس (Suspence) تھا کہ پتہ نہیں سا تو اس مرتبہ والی جلوہ نمائی کیسی ہوگی؟ جس وقت پاک دلہن چھٹی مرتبہ جلوہ نمائی کے بعد اپنے قصر اخضر کے جملہ عروسی میں تشریف لے گئیں تو جناب میسرہ کی زوجہ نے کنیزوں کو حکم دیا کہ تم جلدی جلدی مسند بدلو، اس مرتبہ تخت عروسی پر جو مسند لگائی گئی وہ کوئی زمینی مسند نہیں تھی بلکہ نورانی مسند تھی، جس کا رنگ سفید تھا اور اس پر سب جواہرات بھی سفید تھے، مگر ان میں سے سات رنگوں کی نوری کرنیں نکل رہی تھیں

جس کسی کی نگاہیں مسند کے موتیوں پر جمتی تھیں تو پھر ہٹنے کا نام نہ لیتیں

سارے عرب کی امیرزادیوں، شرفزادیوں اور رئیسزادیوں کی نگاہیں جملہ عروسی کے دروازہ پر لٹکائے ہوئے دل آویز پردے پر لگی ہوئی تھیں کہ کس وقت یہ ہٹتا ہے اور پاک دلہن ظاہر ہوتی ہیں، جیسے جیسے دیر ہوتی گئی سب عورتوں کے دلوں کی دھڑکنیں تیز ہوتی گئیں یعنی سسپنس بڑھتا گیا..... کافی دیر بعد جملہ عروسی کا پردہ آہستہ آہستہ ہٹا اور سب سے پہلے پاک دُلہا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پالنے والی والدہ پاک یعنی امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ صلوٰۃ اللہ علیہا ظاہر ہوئیں کیونکہ آخری مرتبہ انہوں نے اپنی پاک بہو کو سجانے کی حسرت پوری فرمانا تھی

جس وقت معظمہ عرواں صلوٰۃ اللہ علیہا ظاہر ہوئیں تو سارے مجمع نسواں نے سانس روک کر دروازے پر نظر جمائی، انہوں نے دیکھا کہ ان کے ساتھ پاک دلہن ظاہر ہوئیں

☆ ثم أقبلت صلوٰۃ اللہ علیہا فی الجلوۃ السابعة فی ثياب من الحریر الابيض

مثل بالذهب مرصع بالدرر والجواهر و بین یدِیہا سیدہ (ف ا ط م ہ)
 بنت اسد أم الامام علی ابن ابی طالب علیہما السلام و ہی تقول أفلح من
 یصلی علی الرسول و آلہ

ساتویں مرتبہ اپنے سرتاج و معراج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے جلوہ آرائی فرمانے کیلئے
 پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا ظاہر ہوئیں تو انہوں نے سفید ریشمی نورانی عروسی لباس زیب
 تن فرمایا ہوا تھا جو زرتار کڑھائی کی وجہ سے کافی بھاری اور دبیز تھا۔ وہ عروسی
 جوڑا دُرہائے عدن، جواہراتِ فردوس، یا قوتِ ارم، الماسانِ نعیم اور زمردانِ
 خلد کے ساتھ مرصع تھا، اس عروسی جوڑے کے ایک ایک موتی سے نور کی شعائیں
 نکل نکل کر پاک دُلہا کے رُخ روشن کا طواف کر رہی تھیں، حورانِ جنت انگشت
 بدنداں تھیں، انبیاء و رسلِ عظیم السلام مبہوت تھے، فرشتے سر بہ سجود تھے، خالق اپنے
 پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دلہن کے قدم قدم پر صلوٰات کی ویلیں نچھا کر رہا تھا
 شہنشاہِ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ ماجدہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنی پاک بہو کو
 اپنے کاندھے سے لگایا ہوا تھا، ہر ماں کی روز اول سے یہ حسرت ہوتی ہے کہ
 اپنے لعل کی دلہن کو کاندھے سے لگا کر سب کے سامنے لے آئیں، معظمہ عِ دوراں
 یعنی امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا دلہن کو ساتھ لے کر تخت کی
 طرف روانہ ہوئیں، یہاں آ کر انہوں نے پاک دلہن کو آراستہ عاج و آنوس کی
 سنہری کرسی پر بٹھایا، شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پالنے والی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے
 سب موجودگان کو حکم فرمایا کہ سب صلوٰات پڑھیں تاکہ رُومنائی کی جائے

کائنات میں صلوٰۃ کی گونج پیدا ہوئی، جمادات و نباتات و حیوانات و عالم ملکوت

و کہ وہ بیاں نے اللہ جل جلالہ سمیت صلوات نچھا ور کی، سیدہ اُم امیر المومنین علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک بہو صلوٰۃ اللہ علیہا کے رُخ سے گھونگھٹ ہٹایا، پاک دلہن کے روئے انور کے نور متجمل نے جا کر عرش الہی کو روشن کر کے سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جبین مبین کے نورِ توحید نما کو سلام کیا، اس وقت سرور کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہونٹوں کی مسکراہٹ سے دُرِ دندانِ مبارک ظاہر ہوئے جن کی روشنی سے عالمین منور ہوئے۔

پاک دلہن کی پیشانی پر ایک نرالے انداز کا تاج آراستہ تھا جس پر انوارِ الہی سے منور جواہرات جڑے ہوئے تھے، جس کے ایک ایک یا قوت و زمرہ کی چمک کو ہ طور کو دعوتِ نظر دے رہی تھی، پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا سر پاک سے لے کر نعلین مبارک تک زیورات سے آراستہ تھیں، کرسی کے عین پیچھے شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بہن آکھڑی ہوئیں، ان کے ہاتھوں میں ایک سنہری طشت تھا جس پر ایک سرخ رنگ کا رومال تھا۔

رونمائی کرنے بعد سیدہ اُم امیر المومنین صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا سے فرمایا کہ اب آخری رسم آپ نے خود ادا کرنا ہے، پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا اپنی کرسی سے اٹھیں اور اپنے سرتاج کے سامنے آکھڑی ہوئیں، شہنشاہِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دُولہا بن کر کرسی نشین تھے، ہاتھ میں آبنوس کا عصا تھا، اس وقت پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنا ہاتھ دراز فرمایا، پاک دُولہا کی بہن نے طشت آگے بڑھایا، دلہن پاک نے سرخ ریشمی رومال طشت سے ہٹایا، ساری مخلوق نے دیکھا کہ اس طشت میں ایک سنہری آراستہ تاج تھا، پاک دلہن نے کیا کیا؟

☆ أخذت التاج الذهب و وضعت على راس النبي صلى الله عليه وآله وسلم ثم

آتوا بالدفوف وهن يضربن

پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے ہاتھوں سے طشت میں سے سنہری تاج اٹھایا اور اپنے سر تاج صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر اقدس پر اپنے ہاتھوں سے موزوں فرمایا۔ اس تاجپوشی پر کنیزوں نے فوراً دفنوں پر تھاپ لگائی اور شہنائی اوپر والے سر میں بجنے لگی، اس وقت آسمان سے آواز آئی

☆ السلام عليك يا صاحب التاج و الهراوة

اے خوبصورت تاج اور عصا والا میرا پاک حبیب ہمیشہ ہمیشہ سلامت رہو

بحار الانوار کی روایت میں ہے کہ پاک دلہن صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے پاک سر سے تاج اٹھایا اور اپنے سر تاج کے پاک سر پر اپنے ہاتھوں سے موزوں فرمایا، اس کے بعد دفنوں پر تھاپ لگی..... (بحار الانوار، مملکت العرب)

جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تاجپوشی ہوئی شہنائی کی گونج اٹھی، کنیزوں نے دفنوں پر تھاپ لگائی اور پالنے والی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے سہرا شروع کیا کائنات جھوم اٹھی، حبیب رب دوسرا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کا سہرا سن کر مسکرا رہے تھے، اس سہرے کے الفاظ یہ تھے ☆

لقد علوت سيدة في ذوى الشرف حتى ارتقيت من العليا مراقبيها
بالسيد الطاهر المبعوث في صحف الرهبان لا شك و الأنباء تنبيها
میں اس سہرے کا ترجمہ کرنے کی بجائے ان کی ترجمائی کرتے ہوئے عرض کروں
گا کہ پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا فرما رہی تھی

سہرہ پاک

سب صلوات کی جوت جگا کر میری بہو کو دیکھیں
 سب تقدیس کے دیپ جلا کر میری بہو کو دیکھیں
 آسیہ مریم سارا حوا اور جنت کی حوریں
 آنکھوں میں سجدوں کو بسا کر میری بہو کو دیکھیں
 میری گود کا پالا بیٹھا سر پر باندھ کے سہرا
 کل خوشیوں سے کہہ دو آ کر میری بہو کو دیکھیں
 گھونگھٹ میں ہے طور کا جلوہ ہوش اڑیں گے سب کے
 اپنے دلوں پر ہاتھ جما کر میری بہو کو دیکھیں
 خالق کی بھرپور تجلی ہے ماتھے کا جھومر
 کر لیں تسلی ، گھونگھٹا اٹھا کر میری بہو کو دیکھیں
 بارہ لعل ولایت کبریٰ کی ہے گلے میں مالا
 رب سے کہہ دیں فرش پہ آ کر میری بہو کو دیکھیں
 جعفرؑ سارے دیں یہ دعائیں ان کی ہوں ابدی خوشیاں
 سارے دعائیں دل میں سجا کر میری بہو کو دیکھیں



گریز

یہ مکہ مکرمہ کی ایک امیرالامراء پاک شہزادی کی شادی ہے، عرب کے دستور کے

مطابق پاک دلہن نے سات مرتبہ جلوہ آرائی کی، مگر ہمارے سامنے کر بلا کی ایک شادی ہے، یہاں بھی چند لمحوں کی دلہن نے سات مرتبہ مختلف انداز کے ساتھ جلوہ آرائی تو فرمائی، مگر ان دونوں شہزادیوں کی جلوہ آرائی میں بہت فرق ہے

پہلی مرتبہ جب پاک دُلہا اپنے خیمہ عروسی میں آیا تو پاک پردہ داران کے سامنے یہ رسم اس رنگ میں ادا ہوئی کہ جناب غازی پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جناب امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو آکر مسند پر بٹھایا، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دریافت فرمایا کہ کیا میری بیٹی کو دلہن بنایا جا چکا ہے یا نہیں؟ جناب معظمہ عالیہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے عرض کیا آپ کا انتظار ہے، یہ سنتے ہی امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام پاک دلہن کیلئے سجائے گئے خیمہ عروسی میں تشریف لے گئے اور اپنی پاک دختر کو وہیں یاد فرمایا، جس وقت وہ دلہن کے روپ میں تشریف لے آئیں، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک دختر کو بنری بنا ہوا دیکھا تو آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے، پیشانی پر بوسہ دے کر فرمایا میری لائق بیٹی! تمہارے بابا کی مجبوریاں ہیں ورنہ ان دکھوں میں آپ کو اس انداز میں دلہن کبھی نہ بناتا، یہ فرما کر پاک شہزادی کا ہاتھ پکڑا، جیسے دلہن کو سہارا دیا جاتا ہے اسی طرح سہارا دے کر خیام سے باہر لے آئے، سب مستورات استقبال کیلئے اُٹھیں، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک دلہن کو جناب امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مسند کے ساتھ بٹھایا

دوسری مرتبہ یہ جلوہ آرائی اس وقت ہوئی جس وقت پاک دُلہا جہاد و نصرت امام زمانہ کیلئے تیار ہو کر آخری وداع کیلئے پاک بنری کے خیمہ اطہر میں تشریف لے آئے، جو نبی پاک بنری نے اپنے سرتاج کو اپنے سامنے موجود پایا تو حیران

ہو گئیں، پاک بنرے نے فوراً فرمایا ہم آپ سے ملنے آئے ہیں، بنری پاک کے منہ سے بیساختہ یہ فقرہ نکلا کہ ”خالق کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ شہادت سے پہلے مجھے سرتاج کی زیارت تو ہوئی ہے“ یہ وداع بھی کتنا عجیب تھا یہ فقرہ ادا کرنے کے بعد پاک بنری اور پاک بنرہ دونوں خاموش تھے کہنا تو بہت کچھ چاہتے تھے مگر حالات یہ تھی کہ



ہے نازک دل ارمان لکھاں پئے سئے سئے درد مچلن
نہیں لفظ نکلے ہونٹاں توں پئے اکھیوں نیر نکلن
ہن لب خاموش مگر دل وچ پئے درد دے بھانجھر بدن
خاموشی نال پئے دامن وچ اج ہجر دے آنسو ڈھلن



یہ آخری وداع کتنا عجیب تھا، بنری پاک کا ہاتھ پاک بنرے کے ہاتھ میں تھا دونوں خاموش تھے، تمام باتیں آنکھوں سے بہنے والے آنسو کر رہے تھے، بنری پاک کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، انہوں نے ابھی کوئی کلام نہیں فرمایا تھا اچانک خیمہ کے دروازہ کے باہر سے دشمنوں کی آواز آئی، اے شہنشاہ کربلا علیہ الصلوٰۃ والسلام اگر آپ کا کوئی جوان باقی ہے تو بھیجیں، جس وقت پاک شہزادے نے یہ آواز سنی تو بنری پاک کا ہاتھ چھوڑ کر خیمہ سے باہر جانے کا ارادہ کیا، پاک بنری نے پاک بنرے کے دامن کو پکڑ لیا اور عرض کیا اے میرے سرتاج! اب کدھر جاتے ہیں؟ پاک شہزادی نے ان کی آستین پکڑ کر عرض کیا آپ ہمیں کچھ بتائے بغیر کدھر جانا چاہتے ہیں؟ پاک بنرے نے فرمایا میرا دامن چھوڑ دیں اب شادی

اس دن ہوں گی جب حسن کا لعل عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لے آئیں گے، تمام عزیز و اقارب آئیں گے، دلہن پاک نے گریہ کرنا شروع کیا، ان کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے، رو کر عرض کیا آپ فرماتے ہیں ہماری خوشیاں آخری زمانہ میں ہوں گی، یہ اس دن ہوں گی جب اس گھر پاک کے پاک منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف تشریف لے آئیں گے، مگر آپ جانے سے پہلے یہ تو بتاتے جائیں کہ ہم نے یہ آنے والے دن کیسے گزارنا ہیں؟

کیڑھے منہ دے نال میں ہنڑ آکھاں ونجوڑ میدان وچالے
میکوں کلہا چھوڑ کے بے شک ونج میڈی زندگی دا بھائیوالے
میکوں ڈس تاں سہی ڈینہ زندگی دے کیوں کٹن حسن دا لعلے
میں کر بل رہاں یا شام ونجاں تہا ڈی بیوہ ما دے نالے



جس وقت پاک دلہن نے یہ سوال کیا تو پاک شہر دے نے تسلی آمیز لہجے میں فرمایا



نہ فکر کرا ہے پردیاں دی خود حافظ ذات خدا ہے
ساڈی والدہ پاک دے نال چاکل ڈینہ زندگی دے گزرا ہے
نوںہ پتر دا درد ہوندا ئے بہوں اوکھا ہر صورت دل پر چاہے
بنڑ قاسم شام دیاں راہاں ونج تساں آپ خیال رکھا ہے



پاک دولہا نے بنری پاک کو وصیت فرمائی کہ ہماری ضعیف والدہ پاک کا قدم

قدم پر خیال رکھنا، انہیں ہر لمحہ تسلی دینا اور کوشش کرنا کہ وہ زیادہ دکھی نہ ہونے پائیں..... اس وقت پاک دلہن کے ضبط کے تمام بندھن ٹوٹ گئے اور وہ دھاڑیں مار مار کر رونے لگیں، جس وقت گریہ کچھ کم ہوا تو بہت دکھے دل کے ساتھ پاک بنریؑ نے ایک بین کیا

رو کر عرض کرتی ہیں پاک سرتاج جب ہم واپس وطن جائیں گے تو سب پیارے ہم سے پوچھیں گے کہ کیا آپ کی شادی ہوئی تھی؟ خوشیوں کی رسمیں ادا ہوئیں تھیں؟ تمہارے پاس سہاگ کی کوئی نشانی بھی ہے یا کوئی نہیں؟ اس وقت ہم کیا جواب دیں گے؟ ہم ان کو اپنے سہاگ کی کیا نشانی دکھائیں گے؟

اگر مناسب سمجھیں تو ہمیں اپنے سہاگ کی کوئی نشانی کوئی علامت عطا فرمائیں جو ہم کر دگار و فاعلیہ الصلوٰۃ والسلام کی اماں پاک کو دکھا سکیں، شہزادہ علیؑ اکبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بہن کو دکھا سکیں، جب پاک شہزادے نے پاک بنریؑ کی بات سنی تو فوراً اپنی آستین کو چاک کیا، آستین کا وہ ٹکڑا پاک بنریؑ کو دے کر فرمایا کہ اپنے سہاگ کی یہی نشانی محفوظ رکھنا، پاک بنریؑ نے عرض کیا کہ اے مولا حسنؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا پیارا شہزادہ! دعا فرمائیں کہ شام کے رذیل لوگ بیشک میرا سارا جہیز لوٹ کر لے جائیں مگر آستین کا یہ ٹکڑا محفوظ رہے کیونکہ میرے سہاگ کی یہی ایک نشانی ہے

تیسری مرتبہ پاک بنریؑ صلوٰۃ اللہ علیہا نے اس وقت جلوہ آرائی فرمائی کہ جس وقت پاک بنریؑ کی لاش خیام میں آئی، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پاک ہمشیرہ سے فرمایا کہ سب مستورات بنریؑ کی لاش پر آئی ہیں مگر جو وارث متام ہے اس لاش کی اصل وارث ہے وہ ابھی تک کیوں نہیں آئی؟ کچھ مستورات جا کر پاک بنریؑ

کو بنرے کی لاش پر لے آئیں کیونکہ بنرے کی لاش پر رونے کا پہلا حق اسی کا ہے جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ ارشاد فرمایا تو مستورات میں ایک کہرام برپا ہوا کیونکہ کسی کیلئے بھی یہ آسان بات نہیں تھی کہ چند لحوں کی دلہن کو بیوگی کے عالم میں بنرے کی لاش پر لے آئیں

جناب امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک بہنیں پاک بنری کے خیمہ کی طرف روانہ ہوئیں، انہوں نے پاک بنری کے خیمہ میں آ کر دیکھا، پاک بنری خیمہ میں سر جھکا کر آہستہ آہستہ رو رہی تھیں، بنرے پاک کی دونوں بہنوں نے آ کر بنری پاک کو گلے لگایا اور عرض کیا آپ کا سرتاج ایک لمحہ کا مہمان ہے، اس کے بعد پھر قیامت تک اپنے سرتاج کی زیارت نہ کر سکوگی، اب وقت ہے کہ آ کر سرتاج کا آخری دیدار کر لیں۔ یہ سن کر پاک بنری اٹھیں، ادھر سب پردہ داران کی نگاہیں پاک بنری کے خیمہ کی طرف لگی ہوئی تھیں، پاک دلہن کو آتے ہوئے دیکھا تو تمام مستورات بنری پاک کو پرسہ دینے کیلئے اٹھیں، دستور ہے کہ صاحب متام کو پرسہ دینے والے گلے میں بانہیں ڈال کر بین کرتے ہیں، اس دستور کے مطابق پاک مستورات نے باری باری بنری پاک کو گلے لگایا، جس وقت پاک بنرے کی بہنوں نے آ کر بیوہ بھاوج کو گلے لگایا تو رو کر بین کیا

ہے واہ قسمت تیڈیاں بھینیں دی ہن روندیاں درد ستائیاں
تیڈیاں بھینیں گھن کے بنری کوں تیڈی لاش اُتے ہن آئیاں
بنی مہندیاں سامنے بھینیں دے ہن ہنجواں نال لہائیاں
اینکوں کیں پاسے اساں گھن ونجنائے ہنی کچھدیاں امڑی جائیاں

اس کے بعد بھی تین مرتبہ پاک بنریؑ اپنے دُولہا شہزادہ امیر قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے سامنے تشریف لے آئیں، پہلی مرتبہ بارہ محرم کی ڈھلتی رات کو جس وقت قافلہ کر بلا سے کوفہ روانہ ہوا اور آخری مرتبہ جس وقت یہ قافلہ پاک شام سے واپس کر بلا پہنچا لیکن میں اپنے سامعین سے معذرت کروں گا کہ ان کی تفصیل میں اتنا دکھ ہے جو نہ تو آپ سن سکتے ہیں اور نہ ہی میں بیان کر سکتا ہوں اور نہ ہی دامن وقت میں اتنی گنجائش ہے

اب تمام مومنین اور تمام دارمل کر دعا کریں کہ اللہ کرے اس پاک بنریؑ کو ابدی خوشیاں اور ابدی بخت و سہاگ نصیب ہو، پاک حسنؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا لخت جگر عجل اللہ فرجہ الشریف ان کے پاک دل سے غموں کے سارے داغ خوشیوں اور بے انتہا مسرتوں کے ساتھ ہمیشہ کیلئے مٹا دیں



ہنڑ سہرے پاوے او بنرؑ چندی رہی بارات ترہائی
چیدی مہندی پھپھیاں رو رو کے ہئی ہنجواں نال بنڑائی
اوسکھ دی تیج سدا مانڑے جیں پل ناہی تیج ہنڈھائی
چیدی بنریؑ ہئی اجاں لانواں وچ جڈاں لاش بنے تے آئی



﴿آمین یا رب العالمین﴾

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيفِ
وَّ صَلَّوْا ثِ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَّ عَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباكُم و آلَكُم و اولادكُم واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

گیا رہویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

پاک اولاد

دوستو!

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی خانہ آبادی ہو گئی، رخصتی کے بعد سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حرم توحید کو زینت بخشی، یہاں آنے کے بعد سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہنشاہِ معظم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شادی خانہ آبادی کی خوشی کا اختتام نہیں فرمایا بلکہ شادی کی دعوتوں کا مسلسل قیام رکھا اور ہر روز ایک دعوت ولیمہ ہوتی تھی، کتاب ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے مصنف لکھتے ہیں کہ شادی کی پر مسرت تقریب سے فارغ ہونے کے بعد سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک عظیم دعوت ولیمہ کا اہتمام فرمایا اور سب سردارانِ مکہ کو بڑی پر تکلف دعوت دی

شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا سب آنے والوں کا دروازہ پر استقبال کر رہے تھے اور خوش آمدید کہہ رہے تھے، ان کے درمیان دُولہا بن کر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی آنے والے ہر مہمان کا بہ نفس نفیس خیر مقدم فرما رہے تھے..... (ملیکیہ العرب)

دعوت و ولیمہ کا یہ مبارک و مسعود سلسلہ تین رات اور تین دن تک جاری رہا، عرب کی تاریخ میں اس شان سے شادی کا ولیمہ قائم کرنے کی بنیاد سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام عم رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رکھی، اس سے پہلے ولیمہ اس قدر شاندار اور عظیم پیمانے پر نہیں رکھا جاتا تھا، گویا رسم ولیمہ کے موجد سید العرب والعجم علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے..... (بحار الانوار، تاریخ قمیس)

شادی کے موقع پر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے قصر اخضر میں جو دعوت و ولیمہ دی تھی اس کے بعد ان کی طرف سے بھی یہ سلسلہ جاری رہا، ولیمہ کی ان دعوتوں کے منتظم اعلیٰ ان کے چچا عمرو ابن اسد تھے، ان دعوتوں کے علاوہ شادی کے بعد بڑے پیمانہ پر لنگر خانے قائم کرنے کا حکم فرمایا گیا، ساری دنیا کو عام لنگر دیا گیا، مکہ سے باہر کے جو غریب مسکین و نادار لوگ تھے یا گداگر و فقراء تھے ان کو مال و زر سے نوازا گیا، سب کو کھانے پینے کی اشیاء بلا روک ٹوک عطا ہوتی رہیں، حتیٰ کہ مکہ سے باہر کے بادیہ نشین لوگوں میں سے بھی کوئی حاجت مند ایسا باقی نہ رہ گیا جو ان کے فیض سے فیض یاب نہ ہوا ہو۔ اسلام کی ہونے والی شہزادی نے دل کھول کر بیوہ عورتوں، یتیموں غریبوں کے گھروں کو ضروریات زندگی کی چیزوں سے بھر دیا..... (ملیۃ العرب)

عرب کے خود دار معاشرے میں ایسے شریف اور خود دار لوگوں کی کمی نہ تھی جو سوال کرنے کو موت سے بدتر سمجھتے تھے، صدقہ و خیرات کو قبول کرنا اپنی توہین سمجھتے تھے، ان غیور مفلسین اور حاجت مندوں کی طرف تحفے تحائف کے نام پر عطا و نوازشات کا ایک سلسلہ جاری فرمایا گیا تا کہ کسی قسم کا حاجت مند ان کے فیض سے محروم نہ رہ سکے، مکہ اور نواح مکہ سے لے کر مدینہ تک سب رؤسا، تجار، امیر،

غریب، سب کو اس دوران نوازا گیا، مؤرخین لکھتے ہیں کہ یہ لنگر خانہ اور تحفہ تحائف کی تقسیم کا سلسلہ متواتر چھ ماہ تک جاری رہا، ان حقائق کی روشنی میں اب آپ خود اندازہ کریں کہ یہ گھر کتنا امیر و رئیس تھا..... (بحار الانوار کپانی، ملکیت العرب)

ولادت جناب شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام

دوستو! معظمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی خانہ آبادی ظہور اسلام سے چودہ سال اور کچھ ماہ پہلے ہوئی، اس مقدس شادی کے تین سال بعد جناب سیدہ ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی گود کو زینت ملی اور شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار کے وارث جناب شہزادہ قاسم پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اس دنیا میں آمد ہوئی

محققین اس بات پر متفق ہیں کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی اولاد جناب قاسم پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں۔ صاحب بحار نے ابن عباس کا یہ قول نقل کیا ہے

☆ اول من ولد لرسول الله صلى الله عليه وآله وسلم بمكة قبل النبوة القاسم عليه

الصلوة والسلام (بحار الانوار جلد 22)

یعنی سرو کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پہلی اولاد جو ظہور نبوت سے پہلے مکہ میں تشریف لائے وہ جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، جن لوگوں نے بنات کا تصور پیش کیا انہوں نے کافی خرافات بھی لکھی ہیں لیکن انہوں نے ہمارے لئے ایک سہولت بھی فراہم کی ہے اور لکھا ہے کہ جناب سیدہ ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی لے پالک بچیوں میں سب سے بڑی بیٹی (زینب) تھی، وہ سرو کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات طیبہ کے 30 ویں سال پیدا ہوئی، یعنی وہ بیٹی جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے تقریباً

دو سال چھوٹی تھی

اس پر میں پہلے بحث کر چکا ہوں یہاں صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سب سے پہلی اولاد جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں، جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ظہور سے دو سال بعد اور ظہور نبوت سے دس سال قبل شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مکہ میں خانہ عتو حید (جسے اس وقت کفارِ مکہ نے عالمی بت خانہ بنایا ہوا تھا) کو قبلہ و کعبہ بنایا اور عین وسط کعبہ میں نزولِ اجلال فرمایا۔ میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہورِ اجلال کے ضمن میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جس وقت شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دنیا میں آمد ہوئی تو امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ پاک نے آ کر لعل کی زیارت کی اور اپنے پاک سرتاج سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو عرض کیا کہ یہ لعل تو ساری کائنات سے منفرد اور حسین ہے، اس وقت انہوں نے جواب میں فرمایا تھا کہ آپ صرف 30 تیس سال انتظار کریں، آپ کی آغوش میں بھی ایسا ہی ایک لعل آئے گا جو اس نورِ اول کا جزو ثانی ہوگا

ان کی پیشین گوئی کے مطابق ٹھیک تیس سال بعد امیر کائنات فخرِ موجودات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کعبہ کو شرف عطا فرمایا، امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں آمد ہوئی تو ساری کائنات میں ایک جشن کا سماں تھا، میں یہ بھی عرض کر چکا ہوں کہ اس پاک خاندان کی خوشیاں ان کے اصلی وطن یعنی آسمانوں پر منائی جاتی ہیں، یہاں تو ان کا لاکھواں کروڑواں حصہ بھی خوشی نہیں کی جاتی، سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے گھر میں ان دس سالوں میں یہ تیسری بڑی خوشی تھی

میں عرض کر رہا تھا کہ ولی عہد رسالت شہزادہ جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی دنیا میں آمد

ہوئی تو سارے گھر میں بہار کا سماں اور ہر طرف ایک جشنِ مسرت کا قیام تھا

فضائل

دوستو! ولی عہد رسالت جناب شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فضائل کی کوئی انتہا نہیں ہے یہاں میں ان کے فضائل میں سے ایک فضیلت بیان کرتا ہوں کہ کسی شخص نے شہنشاہِ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شہزادہ پاک کے بارے میں دریافت کیا تو آپ نے فرمایا کہ ”اگر شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام اس دنیا میں ظاہراً زندہ رہ جاتے تو ختمِ نبوت کا اعلان ہی نہ ہوتا اور ان کی نسل طیب کا ہر فرد نبی ہوتا“

میں یہاں شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شان میں ایک سرائیکی نظم عرض کرنا چاہتا ہوں



اے فرزندِ ختمِ رسلؐ روحِ عصمت رسالتِ دی پگِ عصمتاں دی جوانی
کرمِ دا سمندر تے عظمتِ دا سورج اے نورِ الہی دی ازلی روانی
اے مخدومہء کلِ دا کل مان ویرن اے اکبرؐ نما پاک سرورِ دا جانی
اے حسنینؑ دا پاک ماما تہاڈی ہے رب دے کرم تے سدا حکمرانی
تہاڈے تقدس تے عظمتِ دا پنچھی ہے عرشی کلس تے سدا بہہ بولیندا
شرف دے ہمالے تے تہاڈیاں عطا ئیں دا ڈیوا ہے بلدا تے روشن کریندا



سلونی دی مالکِ زباں دی تہاڈے فضائل سنڑیندیں سنڑیندیں نہیں تھکدی
تہاڈیاں عظمتاں دے قصائد دے جملے دھڑا دھڑا سچیندیں سچیندیں نہیں تھکدی
تہاڈی خدا بوسِ رفعت دے قصے بیاں خود کریندیں کریندیں نہیں تھکدی

تہاڈے مراتب دے پھل پاک ہونٹاں کنوں خود کریندیں کریندیں نہیں تھکدی
 اُنہاں ہا اے فرمایا جے ایں جہاں کوں ہمیشہ کیئتے چا تساں زیب ڈیندے
 نہ اعلان ختم نبوت دا ہوندا جاں پگ پاک بابے دی تساں بدھیندے

.....☆.....

تہاڈی ثنا شان کیویں بیاں ہو ثنا دا وزن کوئی زباں چا نہیں سنگدی
 ثنا دی ایں نازک پری دی کروی اے بھاری تیڈیاں عظمتاں چا نہیں سنگدی
 خرد دی جواں شاخ نازک تہاڈی ثنا دا اے بوجھل جہاں چا نہیں سنگدی
 تے الفاظ دیاں کرچیاں دی اے دنیا تیڈی شان دا آسماں چا نہیں سنگدی
 تخیل دے پر تتلیاں توں بھی نازک اے نورِ الہی دی سٹ کیا پچھیں
 اے عظمت دے سدھر تے جبریل وانگوں کھڑو کے اگوں تے نہ کوئی پر مرین

.....☆.....

تیڈے نقشِ نعلین دا پاک پانی وی مرسل دعائیں دا کر بول پیون
 تیڈے پاک قدماں دا دھوکل فرشتے عبادت دی مصری دے وچ گھول پیون
 تیڈے راہ دی گردِ سفر آ کے قدسی عبادت دے نال آ کے نت تول پیون
 نبیاں دی عصمت دیاں بے عیب حوراں تیڈی پاک نعلین کوں جھول پیون
 تیڈیاں عظمتاں دی کچھری دے اندر کہیں دی بھی عظمتِ اِلا وی نہیں سنگدی
 اَلانوں تاں جائے خود اَلانوں دے کیئتے ارادے دی جھپڑی ہلا وی نہیں سنگدی
 میں اے جانڑدا ہاں تہاڈے ایں گھر دے ہر ہک فرد دا مرتبہ شان ہک ہے
 تہاڈے خصائص دا ہر ہک صحیفہ تے اوصاف دا پاک قرآن ہک ہے

تہاڑی ایس وحدت تے ازلی اکائی دا جو عینی شاہد ہے رحمان ہک ہے
جنم رشتے گھنڈے نہیں تہاڑے گھر وچ ہے ہک نور تے اُوندا وجدان ہک ہے
مگر شہنشاہِ نبیاں دی دستار دے پاک وارث تے ہو پگ دے وارث
جے ڈیکھے کوئی ایس حوالے دے نال اج تاں ول ہوتساں آپ کل جگ دے وارث

.....☆.....

جیکوں گھر نبیٰ دا سمجھدائے زمانہ تہاڑی او ہمیشہ دا پاک گھر ہے
جڈاں پگ دے وارث تہاڑے ہوتاں ول تاں تہاڑا اے تطہیر دا پاک گھر ہے
یکے ہن تہاڑے اے ہمیشہ زادے اے گھر سین دے ویر دا پاک گھر ہے
تہاڑا ہے اپنا ہر ہک گھر اُنہاں دا حسن دا یا شبیر دا پاک گھر ہے
تساں ٹر پئے ہو گھر کنوں تھی اُبالھے اُتھوں مل گئے موقع امت شقی کوں
اُنہاں بعد تہاڑے ہے کیا کجھ چا کیتا تے کتنا رُویا ہے بنت نبیٰ کوں

.....☆.....

تساں ہوندے جے سین دے پاک سر تے تاں شاید شقی اے نہ جرأت کریندے
نہ حق غضب ہوندا نبیٰ زادیاں دا نہ منبر تے بہہ کفر ظالم الیدے
تساں ویر دے نال جے رل کھڑوندے شقی اِس قدر ظلم تاں نہ وسیندے
شقی اِنج تہاڑے اے ہمیشہ زادے نہ زخمی کریندے ، نہ پاسہ دُکھیندے

.....☆.....

تساں ہک نظر اپنے گھر دو تاں ڈیکھو جیڑھا حال امت شقی کر ڈتا ہے
مزاراں وی آپس دے وچ رل نہ سنگیاں کتھاں پاک دھی ہے کتھاں پاک ماہے
تہاکوں سمجھ کے میں منصف تے عادل ہاں انصاف دا آیا بنڑ کے سوالی

تہاڈی ایس ہمیشیر دیاں خوشیاں پنڊاں ہا جیکوں ولایا شقیّاں نے خالی
 ایس گھر وچ ڈکھاں آکے دیرہ چالایاے ہے جم گئی ایس ویڑھے تے ہک رات کالی
 ہے بے وارثاں وانگوں گزران ہر دی اے توڑے جو ہن کل زمانے دے والی
 تہاڈی ایس ہمیشیر دیاں پاک دھیاں اُتے اج زمانے دا ہے ظلم جاری
 مخالف دی بکواس وی اج ہے جاری تے ہے اپنیاں وی چا عزت و ساری

.....☆.....

تساں بھین دے گھر دے مالک ہو آقا تے ڈکھ بھین دا کوئی بھراسہ نہیں سنگدا
 کرے کوئی شقی ظلم بھینیں تے آقا تاں ول دل کہیں ویر دا سہہ نہیں سنگدا
 ہووے ظلم بھینیں اتے بھانجیاں تے کوئی ذی شرف اے جہا سہہ نہیں سنگدا
 تے صدیاں توں ویران گھر بھین دا ہو کوئی ویر اے تاں ذرا سہہ نہیں سنگدا
 میں انصاف پنڊاں کرو عدل آقا ہے امت نے کیوں کھڑے ظلم انج و سایا
 جیڑھی سین ہن سارے ویڑھے دی امڑی انہاں دا ہئی امت چا پاسہ ڈکھایا

.....☆.....

ہے جعفر دی اتنی گذارش اے آقا ہنڑ ہمیشیر دا پاک ویڑھا وساؤ
 تساں اپنی ہمیشیر دی آل ساری کوں ازلی تے ابدی چا خوشیاں ڈکھاؤ
 چا بھیجو تساں منتقم ہنڑ ایس گھر دا تے سارے مصائب دا خود مل چا پاؤ
 مصائب دا کر خاتمہ ایس جہاں توں مسرت کوں ویڑھے دی زینت بنڑاؤ
 ساڈے پاک وارث دا مقصد پُجاء تہاڈے ون جگ تے ہمیشیر زادے
 پاوے تاج سر تے زمانے دا والی تے ہونون ہنڑیں راج آل عبا دے

وصال جناب شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام

دوستو! شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دستار کے وارث جناب شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تقریباً دو سال اپنی پاک والدہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک آغوش کوزینت بخشی، اللہ جل جلالہ نے ہر والدہ کو حکم فرمایا ہے کہ دو سال تک اپنے بچوں کو پنادودھ پلاؤ اور یہ دو سال بچے کیلئے والدہ کی آغوش ہی سب کچھ ہوتی ہے

اسی طرح شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بھی یہ دو سال اپنی والدہ ماجدہ کی آغوش کوزینت بخشی

تاریخ وسیرت کے ماہرین نے کوئی وجوہات نہیں لکھیں مگر اتنا لکھا ہے کہ دو سال پاک والدہ کی آغوش کوزینت دینے کے بعد جناب شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے رحلت فرمائی، میری نظر سے یہ بات نہیں گذری کہ شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے پاک لعل کی تجہیز وتکفین کیسے کی؟ جنازہ کیسے پڑھا؟ اس وقت ظاہراً اعلان نبوت نہیں ہوا تھا مگر نبی تو اعلان نبوت سے پہلے بھی اپنی شریعت پر کاربند ہوتا ہے یہ معلوم نہیں کہ کیسے غسل وکفن دیا گیا، کیسے لحد تیار ہوئی کیسے جنازہ پڑھا گیا؟ ایسی کوئی بات میری نظر سے نہیں گزری، مگر ماں سے معصوم لعل کے جدا ہونے کی جو کیفیات ہوتی ہیں ان کا اندازہ تو ہر انسان لگا سکتا ہے، اسی تناظر میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے پاک دل کی کیفیت اور درد کو ضرور محسوس کیا جاسکتا ہے

میں واپس اپنی بات پر آتا ہوں کہ جس وقت شہزادہ جناب قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دنیا

سے وصال ہوا تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ہر وقت روتی رہتیں، جس ماں کی جھولی خالی ہو جائے ایک وقت اگر لعل بھول بھی جائے تو دوسرے وقت ضرور یاد آ جائے گا، جھولا دیکھے گی لعل یاد آ جائے گا، اپنی جھولی دیکھے گی لعل ضرور یاد آ جائے گا، دودھ پلانے کا وقت ہوگا لعل ضرور یاد آ جائے گا، ماں بھلانے کی لاکھ کوشش کرے مگر معصوم بچوں کو بھلانا شاید کسی بھی ماں کیلئے ممکن ہی نہیں ہے یہی کیفیت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی بھی تھی، دن رات آنکھوں سے آنسو جاری رہتے تھے، دودن بعد جناب امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ پاک اپنی پاک بہو کے گھر آئیں، ان کی جھولی میں امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تھے، انہوں نے آنکر دیکھا کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے لخت جگر کو یاد فرما کر گریہ فرما رہی تھیں، امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی والدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا نے آنکر اپنا معصوم ان کی جھولی میں پیش کیا اور فرمایا کہ میری پاک بہو آپ ذرا اس لعل کو دیکھیں، کیا یہ وہی نور نہیں ہے کہ جو پہلے آپ کی جھولی کی زینت تھا، میرا یہ چاند آج کے بعد آپ کا بیٹا ہوگا، آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگا، آپ کے سرتاج کا سہارا ہوگا، ان کا ناصر ہوگا، یہ لعل آیا تو ہمارے گھر میں ہے مگر ہے آپ کے پاک گھر کا وارث، یہ اپنی امانت سنبھال لیں

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا جیسے گریہ فرما رہی تھیں، امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی آغوش میں لیا اور جھولی میں لعل کو مسکراتا ہوا دیکھا تو پاک معظمہ بی بی کو اپنا لعل بھول گیا، فوراً امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو سینہ سے لگایا اور منہ چوم کر فرمایا اس کو کہتے ہیں نعم البدل کا مانا

بعض صاحبانِ کتب نے یہ لکھا ہے کہ نعوذ باللہ سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام پر غربت تھی اور وہ امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پرورش نہ کر سکتے تھے اس لئے انہوں نے یہ لعل سرو کو نین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمایا تھا کہ یہ لعل ہمیں پروان چڑھا دیں۔ دوستو! جو کائنات کو پالنے والا ہو کیا اس کے پالنے کا خرچ گھر والوں کے پاس نہیں تھا؟ جو ذات فرماتے ہیں

☆ ان الله معطى وانا قاسم [قسیم]

یعنی اللہ کائنات کو رزق عطا فرماتا ہے مگر تقسیم ہم کرتے ہیں، یہ تو دشمن سے فرمایا گیا تھا شیعہ عقیدہ تو یہ ہے کہ تخلیق رزق سے لے کر عطائے رزق تک سارے کام یہ خود کرتے ہیں، تقسیم کرنا فرشتوں کا کام ہے کیونکہ وہ خادم ہیں، اور امام وقت ناظم کائنات ہوتا ہے، ہم ان مصنفین کو کیا کہہ سکتے ہیں جنہوں نے یہ لکھا ہے کہ سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نعوذ باللہ انتہائی غریب تھے اور کثیر العیال بھی تھے، ان کی غربت کا ذکر میں اپنی پہلی مجلس میں کر چکا ہوں یہاں اعادہ نہیں کرنا چاہتا، صرف اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بچپن میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی آغوش میں صرف اس لئے سونپا گیا تھا کہ وہ اپنے لعل کی جدائی میں غمگین رہتی تھیں، ایک وجہ ایسی ہے جو میرے ذہن میں آتی ہے اور اسے کسی کتاب والے نے نہیں لکھا شاعر ہونے کے حوالے سے صنعت ”حسن تعلیل“ کے انداز میں عرض کر رہا ہوں

اصل وجہ یہ ہے کہ شریعت کہتی ہے جب کوئی مقدمہ ہو اور عدالت میں گواہ پیش ہونا ہوں تو گواہ کی آمد روفت کا خرچ اور گواہ کے خورد و نوش کی جملہ ذمہ داریاں

مدعی پر عائد ہوتی ہیں، شہنشاہ معظم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کے گواہ بن کر آئے تھے، ان کا سارا خرچ اصولاً بھی سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو کرنا چاہیے تھا، شہنشاہ معظم امام خامنہ جناب امام محمد باقر علیہ الصلوٰۃ والسلام حامل علم الہی نے جناب جابر سے فرمایا تھا

☆ قال دخل رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم على مليكة العرب صلوة الله عليها

حيث مات القاسم عليه الصلوة والسلام ابنها وهي تبكي فقال لها ما يبكيك
جس وقت شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال ہوا تو سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پاک گھر میں تشریف لے آئے، یہاں آ کر نگاہ فرمائی تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا گریہ فرما رہی تھیں، شہنشاہ معظم نے دریافت فرمایا آپ کیوں گریہ فرما رہی ہیں
☆ فقالت درت دريرة (درد کی آخری حد) فبكيت..... (الکافی، وسائل الشیعی، بحار)

انہوں نے جواب میں عرض کیا، معصوم بچوں کا درد ماں کیلئے انتہائی درجہ کا ہوتا ہے ہمارا لعل ہم سے جدا ہو گیا ہے اس لئے گریہ نہ کریں تو اور کیا کریں؟

☆ فقال يا سيده صلوة الله عليها أما ترضين اذا كان يوم القيامة ان تجيء الى باب الجنة وهو قائم فيأخذ بيدك فيدخلك الجنة وينزلك أفضلها
شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دلا سہ دیتے ہوئے فرمایا کیا آپ اس بات پر خوش اور راضی نہیں ہیں کہ جب آپ جنت کے دروازہ پر تشریف لے جائیں تو آپ کا یہ لعل دروازہ جنت پر آپ کا منتظر ہو اور آپ کا استقبال کرے اور آپ کا ہاتھ پکڑ کر جنت کے اعلیٰ مقام تک لے جائے، آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں اور یہ لعل پھر کبھی آپ سے جدا نہ ہو۔

☆ وذلک لکل مومن ان اللہ عزوجل أحکم وأکرّم ان یسلب المؤمن

ثمرۃ فؤادہ ثم یعذبہ بعدہا ابدًا..... (بخارالانوار جلد 16)

اس کے بعد فرمایا ہر مومن کیلئے قانون ہے کہ اللہ جل جلالہ اپنے شایان شان نہیں سمجھتا کہ وہ کسی مومن کے جگر کا ٹکڑا یعنی اس کا لعل قبول فرمالے اور اس کے بعد کبھی اسے عذاب میں مبتلا کرے۔ یہ قانون اللہ نے بنایا ہے کہ جو معصوم دنیا سے چلے جاتے ہیں وہ روز قیامت اپنی ماؤں کے استقبال کیلئے دروازہ جنت پر آکھڑے ہوں گے

جہاں جناب سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا معصوم لعل جنت کے دروازہ پر اپنی پاک والدہ کے استقبال کیلئے آیا ہوا ہوگا وہاں ان کے ساتھ مجھے کئی اور معصوم بھی نظر آ رہے ہیں جو اپنی اپنی ماؤں کے انتظار میں ہوں گے

جناب شہزادہ قاسم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ فدک کی مالک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے لعل جناب محسن علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی اپنے ماموں کے شانہ کے ساتھ کھڑے ہو کر اپنی پاک والدہ ماجدہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے انتظار میں ہوں گے، شہزادہ علیٰ اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی جنت کے دروازہ پر اپنی پاک ماں کے انتظار میں ہوں گے، میرا دل مانتا ہے کہ جب فدک کی مالک مخدومہ صلوٰۃ اللہ علیہا اپنی پاک ماں صلوٰۃ اللہ علیہا کے ساتھ اپنی سب بہو بیٹیوں کو ساتھ لے کر جنت کے دروازہ پر تشریف لائیں گی تو اس وقت اور بھی بہت سے معصوم اپنی اپنی ماؤں کے انتظار میں وہاں موجود ہوں گے، اس وقت جنت کا دروازہ ایک مقام عزا بن جائے گا، ہر معظمہ بی بی اپنے اپنے لعل کو اٹھا کر محسنہ ع السلام معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے پاس آجائے گی، ان کو آکر اپنا لخت جگر بھی دکھائے

گی اور درد بھی سنائے گی، فذک کی مالک معظمہ بی بی محسن لعل علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اٹھا کر اپنے سینہ سے لگا کر پاک ماں سے فرمائیں گی



تہاڑی جھولی وچہ تہاڑے چن قاسم ڈوسال ہا وقت نبھایا
ہا قاسم تہاڑا خوش قسمت تساں ہا خود کھیر پلایا
میڈا محسن لعل تاں درداں دا ہے او وکھرا سرمایا
جیکوں چار مہینے دے سن وچہ ہا امت شہید کرایا



میرادل مانتا ہے کہ جس وقت معظمہ بی بی پاک والدہ کو اپنے دکھ درد سنائیں گی تو اس وقت شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک مادر گرامی صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے کمسن لعل کو اٹھا کر محسنہ اسلام معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سامنے آجائیں گی اور رو کر اپنے بیٹے کو ان کی جھولی میں ڈال کر عرض کریں گی کہ یہ وہ معصوم ہے جس نے ماں کی جھولی کو صرف چھ ماہ زینت دی مگر کر بلا کے میدان کی بادِ سموم نے اس معصوم غنچے کو مر جھا دیا، میرادل کہتا ہے کہ جس وقت شہزادہ علی اصغر علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پاک ماں کا ہاتھ معصوم لعل آ کر پکڑے گا تو پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو کر بلا کا میدان ضرور یاد آ جائے گا، جلدی سے لعل کو اٹھا کر سینہ سے لگا کر کبھی معصوم کی پیاس یاد کر کے ہونٹوں کو بو سے دیں گی، کبھی گلے کا زخم یاد کر کے معصوم کے گلے پر بو سے دیں گی معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک بہو محسنہ اسلام معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا سے رو کر فرمائیں گی آپ کا یہ لعل ہمیشہ سلامت رہے جب دنیا سے چلا تو تین دن کا پیاسہ نہ تھا

آپ کا لعل جب دنیا سے چلا تھا تو ان کا گلا تو زخمی نہ تھا، انہوں نے کبھی آپ کو
ماں کہہ کر پکارا تو ہوگا، میرے دل میں تو یہ حسرت بھی رہ گئی کہ میرا لعل کبھی مجھے
ماں کہہ کر بلائے گا، یہ حسرت پوری ہونے سے پہلے امت نے میرا لعل مجھ سے
جدا کر دیا، مجھے وہ وقت نہیں بھولتا کہ دسویں محرم کی رات تھی، اس معصوم کی
معصومہ بہن کی جھولی تھی، میرا معصوم بہت پیاسہ تھا، پاک ہمیشہ کے سامنے میرا یہ
لخت جگر نئے انداز سے پیاس کا اظہار کرتا تھا، معصومہ رو کر عرض کرتی تھی



پا منہ وچ انگلیں بھین دیاں ہوئیں حسرت نال چوسیندا
شاید توں خشک زبان اپنی ہیں بھین کوں ویر ڈکھیندا
توں شاید کھول کے ہونٹ اصغر ہوئیں اج پانی طلبیندا
کیوں رو رو کے میڈا چن اصغر ہیں بھین دا جگر از میندا



میری معظّمہ بی بی ہمیں وہ وقت بھی نہیں بھولتا جب میدانِ کربلا میں امت ملعون
نے ہماری متنا کا کل سرمایہ لوٹ لیا، ہم کیسے عرض کریں کہ اس وقت کیا منظر تھا



ترٹیا تارا ما دی قسمت دا بٹڑ غربت دی تفسیرے
کنبے ہتھ مظلوم دے جاں ڈٹھی اوندے گل تے سرخ لکیرے
تھی روشنی دا رُخ سرخ گیا ڈٹھا سین دا بدر منیرے
اور سرخی سین دے چن تے پی بنڑیا غربت دی تصویرے

تمام مومنین مل کر دعا کریں کہ اب تو اس معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کو اپنا لعل دوبارہ ملے
یہ معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا اپنے سب ارمان پورے کرے، ان کی خوشیوں کا موسم جلد
آئے، اس پاک ماں کی تمنا تھی کہ میرا لعل جوان ہوگا اور دل میں موجزن تمام
حسرتوں کی جی بھر کے تکمیل کروں گی، اس کی خوشیاں کروں گی، اپنے لعل کو
سہرے پہناؤں گی، اس کی خوشی کی رسمیں ادا کروں گی، مگر امت ملعون نے نہ
صرف اس معصوم کو شہید کیا بلکہ معظّمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کے سب ارمانوں کو بھی معصوم
کے ساتھ شہید کر دیا، اس لئے عرض کر رہا ہوں آپ سب مل کر دعا کریں کہ ان کا
پاک منتقم عجل اللہ فرجہ الشریف جلد آئے، ان کا انتقام جلد ہو، سارے مل کر دعا کریں



مکے ہنڑتاں موسم غمیاں دا تھیوے پاک صغیر جوان
جیکوں تھیون جگ تے نہا ڈتا رب دی تقدیر جوان
پاوے سہرے تھی کے نانے دی ازلی تصویر جوان
ہووے جگ تے ما دیاں خواباں دی سوہنڑیں تعبیر جوان



﴿آمین یا رب العالمین﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيف
وَصَلّٰوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَاٰلِہٖ اٰجَمِیْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

بارہویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

دوستو!

میں ظہور اسلام کے واقعات بیان نہیں کر سکتا کیونکہ یہ موضوع اتنا وسیع ہے کہ اس پر لاکھوں کتابیں لکھی جا چکی ہیں مگر آج بھی یہ موضوع کسی نہ کسی پہلو سے تشنہ نظر آتا ہے، میں فقط اتنا بتانا چاہتا ہوں کہ اعلان نبوت ہو گیا، روز اول سے امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ظاہری طور پر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہے، باطناً تو ازل سے تھے ہی، جس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حرم کعبہ میں نماز پڑھنے کا حکم ہوا تو یہاں آ کر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نمازیں ادا فرمائیں، امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے علاوہ ظاہری طور کوئی بھی ان کی نماز باجماعت میں شریک نہیں ہوتا تھا

صاحب اعلام الوری فی اعلام الہدیٰ لکھتے ہیں جناب عباس سے روایت ہے کہ ہم کعبہ کے قریب بیٹھے ہوئے تھے، میرے ساتھ کئی آدمی بیٹھے تھے، لوگوں نے دیکھا کہ ایک جوان تشریف لے آئے، وہ کعبہ کے سامنے کھڑے ہو گئے، اس کے بعد ایک پردہ پوش بی بی تشریف لے آئیں، وہ آ کر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو

کے ساتھ کھڑی ہو گئیں، ان کے بعد ایک شہزادہ تشریف لے آئے، وہ بھی آکر دوسری طرف کھڑے ہو گئے، ان سب نے مل کر نماز ادا کرنا شروع کی، ایک شخص کو یہ بات بڑی عجیب لگی، اس نے سوال کیا کہ یہ کون ہیں اور کیا کر رہے ہیں ان کا کیا دین ہے؟ اس وقت جناب عباس نے بتایا کہ یہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اور یہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ہیں اور یہ معصوم امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں جو سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا زاد بھائی ہیں، شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال ہے کہ ایک دن قیصر و کسریٰ کے خزانے ان کے تصرف میں ہوں گے..... (ملیکۃ العرب، طبقات و اقدی) دوستو!..... حرم کعبہ کے اندر جو سب سے پہلے ظاہر بظاہر نماز پڑھی گئی وہ نماز ظہر تھی، اس کے بعد جب نمازِ عصر پڑھی گئی تو سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام وہاں تشریف لے آئے، جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام ان کے ساتھ تھے، سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دیکھا کافی لوگ دیکھ رہے تھے اور نماز پڑھی جا رہی تھی، انہوں نے آکر فرمایا سب لوگ جمع ہو، یہاں کیا ہو رہا ہے؟

نگاہ فرمائی تو دیکھا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام شانہ بشانہ کھڑے تھے اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پشت پیچھے کھڑی تھیں، یہ پہلی رکعت کا قیام تھا، جس وقت سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سوال کیا کہ کیا ہو رہا ہے تو جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے عرض کیا بابا جان سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز ادا فرما رہے ہیں، سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہونٹوں پر معنی خیز مسکراہٹ آئی اور جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا آپ کیوں کھڑے ہیں

☆ فَقَالَ يَا بُنَيَّ صَلِّ جَنَاحَ ابْنِ عَمَّكَ (متدرک، بحار الانوار)

آپ بھی اپنے چچا زاد کے دوسرے شانہ کے ساتھ جا کھڑے ہوں اور نماز ادا کریں ان کا ایک شانہ تو خالی ہے۔ (ملیکۃ العرب)

دوستو!..... یہاں میں یہ عرض نہیں کر سکتا کہ نماز کے روز اول قبلہ کون سا تھا کیوں کہ بعض کی رائے ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ابتدائی نمازیں کعبہ کی طرف رُخ کر کے پڑھیں پھر بیت المقدس کی طرف رُخ کرنے کا حکم ہوا، پھر کعبہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھی گئی، بعض کا یہ خیال ہے کہ پہلی نمازیں بھی بیت المقدس کی طرف رُخ کر کے پڑھی گئیں، پھر تحویل کعبہ کا حکم ہوا تو کعبہ کی طرف رُخ کیا گیا اور اس نماز کو ذوالقلمین کہا جاتا ہے، کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اگر بیت المقدس کی طرف منہ کر کے اولین نمازیں ادا کرنا تھیں تو حرم کعبہ میں آنے کیا ضرورت تھی؟ کیونکہ اس دور میں جو یہودی مکہ میں رہتے تھے وہ اپنی نمازیں بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھتے تھے اس لئے وہ حرم کعبہ میں آتے ہی نہیں تھے، اگر سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حرم کعبہ میں تشریف لے آئے تو نمازیں بھی کعبہ کی طرف رُخ کر کے پڑھیں

یہ مسئلہ ہمارا ہے ہی نہیں، اس لئے اس کو ترک کرتا ہوں، یہ بات اس لئے کی گئی ہے کہ شاید آنے والا کوئی محقق اس پر کامل تحقیق کرے اور حتمی نتیجہ تک پہنچے

مقام عصمت و معصومیت

اللہ جل جلالہ نے اپنی مقدس کتاب میں اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا

☆ وَوَجَدَكَ عَائِلًا فَأَغْنِي (سورۃ الضحیٰ آیہ 8)

اے میرے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم نے ایک وقت آپ کو مالِ دنیا سے بے نیاز پایا پھر ہم نے آپ کو ظاہری طور پر بھی غنی کر دیا، جملہ شیعہ سنی مفسرین نے اپنی تفسیر میں یہ لکھا ہے کہ ☆ اغناہ بمالِ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا

صاحب تفسیر کبیر جناب فخر الدین رازی لکھتے ہیں کہ ایک دن سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے گھر میں داخل ہوئے تو جناب سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے ان کے رخِ انور پر اُداسی کے آثار دیکھے، قریب آ کر عرض کیا خالق آپ کو کبھی غمزدہ نہ کرے، آج خیریت تو ہے آپ اُداس نظر آتے ہیں؟ اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ مکہ میں قحط پڑ گیا ہے، مخلوقِ خدا جاں بہ لب ہو تو اللہ کی رحمت ازلی کس طرح یہ درد محسوس نہ کرے، ہم چاہتے ہیں کہ ان پر مال صرف کیا جائے اور ان کو بچایا جائے مگر ہمارے پاس جتنا مال ہے وہ آپ کی امانت ہے، اس کا خرچ کرنا مناسب نہیں ہے، یہ سن کر جناب سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے فوراً بہت سے لوگوں کو جمع فرمایا، ان میں خلیفہ اول بھی موجود تھا، ان کے سامنے غلاموں اور کنیزوں کو حکم فرمایا کہ ہمارے خزانے میں جتنا بھی مال موجود ہے، فوراً سامنے لے آؤ، کافی دیر تک غلام اور کنیزیں سونے کے دینار اور اشرفیاں اٹھا کر لاتے رہے

☆ قال الصديق واخرجت دنانير وصبتها حتى بلغت مبلغا لم يقطع بصرى على من كان جالسا قدامى لكثرة المال ثم قالت اشهدوا ان هذا المال ماله ان شاء فرقة و ان شاء امسكه (تفسیر کبیر مطبوعہ مصر)

جناب سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے حکم پر سونے اور چاندی کا ڈھیر لگنا شروع ہوا

تا اینکه اتنا بڑا ڈھیر لگ گیا کہ سونے کے ڈھیر کے دوسری طرف بیٹھے ہوئے لوگ ہمیں نظر نہ آتے تھے، اس کے بعد فرمایا کہ یہ سارا مال ہمارے پاک سرتاج کا ہے چاہیں تو اسے خرچ کر دیں چاہیں تو بچالیں

میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ جل جلالہ نے جو فرمایا تھا کہ ہم نے آپ کو ظاہری مال و دولت سے بے نیاز و تہی دامن دیکھا تو ہم نے آپ کو ظاہری مال دنیا سے بھی غنی کر دیا ہے اور جس کے مال سے اللہ جل جلالہ نے آپ کو غنی فرمایا وہ جناب سیدہ ملیکہ العرب معظمہ بی بی سلوٰۃ اللہ علیہا کا مال تھا

یہاں میں ایک کلیہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ اللہ کسی ایسی غیر معصوم ہستی کے فعل کو اپنا ذاتی فعل قرار نہیں دیتا جب تک وہ کمال عصمت و معصومیت میں متحد بالذات الہی نہ ہو، ہاں جو ذات متعالیات علیہم الصلوٰۃ والسلام اپنی ذات کو ذات احد کی وحدانیت میں فنا کر دیتے ہیں ان کے قول و فعل اور ان کے جملہ صفات و متعلقات کو اللہ جل جلالہ بڑی بے تکلفی کے ساتھ اپنا فعل و قول و عمل کہہ دیتا ہے

اب اسی بات سے اندازہ کریں کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب سلوٰۃ اللہ علیہا کی عظمت و شان کیا ہے؟ اللہ جل جلالہ ان کے مال دینے کو اپنی طرف منسوب کر کے اس راز سے پردہ اٹھاتا ہے کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب سلوٰۃ اللہ علیہا جو کچھ کرتی ہیں وہ اپنی طرف سے نہیں کرتیں بلکہ وہ کام میں اللہ کرتا ہوں یعنی میری طرف سے ہوتا ہے کام میرا ہوتا ہے اور اس کا ظہور ان کی طرف سے سرزد ہوتا ہے

جناب سیدہ ملیکہ العرب سلوٰۃ اللہ علیہا صرف عالم اسلام کی محسنہ نہیں بلکہ پورے عرب کی محسنہ تھیں، پورے عرب میں کوئی ایک فرد بھی ایسا نہ تھا جو ان کے احسانات کی

چٹان تلے دبا ہوا نہ ہو، ظہورِ اسلام کے بعد جہاں سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا جاہ جلال و عزت و وقار سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کر رہا تھا وہاں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی عظمت کی تفصیل بھی نبوت و رسالت کے تحفظ کیلئے سینہ تان کر کھڑی ہوئی تھی، صرف اتنا ہی نہیں کہ انہوں نے مالی طور پر اللہ جل جلالہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت فرمائی بلکہ ظاہری طور پر محلات کی پر آسائش فضا میں پروان چڑھنے والی شہزادی ہونے کے باوجود انہوں نے شہنشاہِ انبیاء کی حفاظت کی خاطر ظاہری اور جسمانی صعوبات بھی برداشت کیں تاریخِ اسلام گواہ ہے کہ بعثتِ نبوی کے بعد پورے پانچ سال تک تبلیغ کا حکم نہیں ہوا، بلکہ اللہ کا پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اہل خانہ حرم کعبہ میں جا کر نماز پڑھتے تھے، ایک سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کے ساتھ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اور امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے تھے یا جناب جعفر طیار علیہ الصلوٰۃ والسلام ہوتے تھے ان کے علاوہ اور کوئی بھی نہیں ہوتا تھا، ہاں جو لوگ درپردہ مسلمان ہو چکے تھے انہوں نے تقیہ کیا ہوا تھا، وہ اپنے آپ کو مسلمان نہیں کہلاتے تھے، بلکہ چوری چھپے قرآن کریم کی آیات تلاوت کرتے تھے، 5 بعثت کے بعد یعنی نزول قرآن کے پانچویں سال ایام حج میں یہ آیت نازل ہوئی

☆ فَاصْدَعْ بِمَا تُؤْمَرُ وَاعْرِضْ عَنِ الْمُشْرِكِينَ (سورہ الحج آیہ 94)

اس آیت کے نازل ہونے کے بعد سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر سے باہر تشریف لے آئے، اس دن آپ نے روزہ رکھا ہوا تھا، جبکہ عام مسلمانوں پر روزے ہجرت کے کم و بیش دو سال بعد فرض ہوئے مگر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس دن روزہ تھا

اس دن کفار حج پڑھنے کیلئے مقام صفا و مروہ پر جمع تھے، سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پہلے مقام صفا پر تشریف لے گئے اور یہاں انہوں نے بہ آواز بلند تین مرتبہ منادی فرمائی کہ ☆ ایہا الناس انی رسول اللہ رب العالمین (بخاری الانوار)

اس کے بعد مقام مروہ پر تشریف لے گئے اور وہاں جا کر بھی انہوں نے تین مرتبہ یہی منادی فرمائی، ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے جو وہاں بت پرستی کرنے میں مصروف تھے، جس وقت سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آواز دی تو سارے بت سجدے میں گر گئے، اس مجمع میں ابو جہل بن ہشام ملعون بھی موجود تھا، اس ملعون نے سب سے پہلے جسارت کی، زمین سے ایک خلافِ شان تحفہ اٹھایا اور اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشانی کو نشانہ بنایا، جسے اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے محبوب حقیقی کا تحفہ سمجھ کر پیشانی پر قبول کیا، جس کے ساتھ ہی جبینِ مبین سے خون جاری ہوا، اللہ کی رحمت ازلی نے فوراً عمامہ چاک کر کے زخم پر باندھا اور زمین پر تشریف فرما ہو گئے، ادھر ابو جہل ملعون نے سب کفار کو کہا کہ اب موقع ہے اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کر دیں، ظالمین مکہ کا ہجوم ہاتھوں میں لاٹھیاں اور پتھر اٹھا کر حملہ آور ہوا، اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دعا کرنا شروع کی، اس وقت جناب جبرئیل نے آکر دیکھا کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کو زینت بخشی ہوتی تھی

☆ فقال یا سیدی ناولنی یدک فأخذ یدہ فأقعدہ علی الجبل
جناب جبرئیل نے عرض کیا آقا ہاتھ بڑھائیں، پھر ان کا دست مبارک پکڑ کر اٹھایا اور عرض کیا اتنی رحمت بھی نہ فرمائیں کہ وجود تو حید پر حرف آئے

جناب جبرئیل نے اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اٹھایا اور قریبی پہاڑ کی ایک غار میں لے گئے

☆ ثم أخرج من تحت جناحه درنوكا من درانيك الجنة منسوجاً بالدر والياقوت و بسطه حتى جل به جبال تهامه..... (بحار الانوار 18)

جناب جبرئیل نے اپنے پیروں کے نیچے سے ایک غالیچہ برآمد کیا جو جنت کے درہائے مقدس، موتیوں اور یاقوت سے آراستہ تھا، اس کو زمین پر بچھایا، جس کا جلال مہیب پہاڑوں پر چھا گیا، اس وقت پہلے آسمان کا محافظ و نگران فرشتہ جس کا نام اسماعیل ہے وہ بارگاہ میں حاضر ہوا اور آ کر عرض کیا کہ آقا امت نے اتنی بڑی گستاخی کی ہے جو ہمارے لئے ناقابل برداشت ہے، آپ ہمیں اجازت دیں ہم اس بدترین مخلوق پر نجوم و شہاب ثاقب کی ایسی بارش کریں کہ ان کا نام صفحہ ہستی سے مٹ جائے

رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس کے بعد ملک الشمس حاضر بارگاہ ہوا اور عرض کیا کہ آقا مجھے اجازت دیں اس بدترین زمانہ مخلوق پر ایسی آتش باری کروں کہ ان کی راکھ بھی صفحہ ہستی پر نظر نہ آئے رحمت ازل و ابد کے مالک نے فرمایا کہ فی الحال اس کی کوئی ضرورت نہیں

اس کے بعد ملک الارض حاضر ہوا اس نے عرض کیا مجھے اجازت عطا فرمائیں میں ان اشرار خلائق پر پہاڑوں کو ایسا برسائوں کہ تحت الثریٰ تک ان کا نام و نشان نہ ملے، رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا فی الحال کوئی ضرورت نہیں

☆ وأقبل ملك البحار فقال السلام عليك يا رسول الله قد أمرني ربى

أَنْ أَطِيعَكَ أَفْتَأْمُرُنِي أَنْ آمُرَ الْبَحَارَ فَتَغْرَقَهُمْ

اس بعد دریاؤں کا موکل و نگران فرشتہ حاضر ہوا اس نے آ کر سلام عرض کیا اور اجازت طلب کی کہ مجھے اذن دیں میں اس ذلیل و رذیل قوم کو ایسا غرق کروں کہ فرعون کی غرقابی دنیا کو بھول جائے

☆ فَرَفَعَ رَأْسَهُ إِلَى السَّمَاءِ وَنَادَى أَنِّي لَمْ أَبْعَثْ عَذَابًا أَنَّمَا بَعَثْتُ رَحْمَةً

لِلْعَالَمِينَ دَعَوْنِي وَقَوْمِي فَانْهَمُوا لَا يَعْلَمُونَ (بحار الانوار)

اس وقت اللہ جل جلالہ کی کل کی کل رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آسمان کی طرف نظر فرمائی اور عرض کیا میرا محب اول تم نے ہمیں جامہ بشری میں کل کی کل رحمت بنا کر مبعوث فرمایا ہے نہ کہ عذاب و قہاریت کا مظہر بنا کر بھیجا ہے، اب تو اس قوم سے درگزر فرما کیونکہ ان کو ہماری حقیقت کا علم ہی نہیں، جس وقت امت ملعون اللہ کے پاک حبیب ازل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر ظلم کرنے میں مصروف تھی عین اس وقت ایک شخص نے یہ حالت دیکھی، وہ دوڑا

☆ وَجَاءَ رَجُلٌ إِلَى أَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ وَقَالَ قَدْ قَتَلَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللَّهُ

عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ

اس نے امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آ کر عرض کیا کہ کائنات کا مشکل کشا میں ان آنکھوں سے دیکھ آیا ہوں اللہ کے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زمین کو زینت بخشی ہوئی تھی، ان کی پیشانی سے خون جاری تھا، اپنا عمامہ چاک کر کے پیشانی پر پٹیاں باندھ رہے تھے، مجھے یقین ہے کہ کفار مکہ نے ان کو اب تک شہید کر دیا ہوگا، امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام فوراً مملکت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے دروازہ پر پہنچے

☆فندق الباب فقالت من هذا قال انا على عليه الصلوة والسلام قالت ما فعل
سیدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قال لا ادری الا أن المشركین قد رموه
بالحجارة (بحار الانوار 18)

امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جا کر دروازہ پر دق الباب کیا، جناب سیدہ ملیکہ
العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے آواز پہچانی تو فوراً دروازہ پر تشریف لے آئیں اور آ کر
پوچھا کون ہیں؟ امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آگاہ فرمایا، انہوں نے فوراً سوال کیا
کہ ہمارے سرتاج کی کوئی خبر؟ وہ تو روزہ سے تھے اور امت کی ہدایت کیلئے
تشریف لے گئے تھے، وہ خیریت سے تو ہیں؟ امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ
ہمیں صرف اتنا علم ہے کہ کچھ وقت پہلے وہ ہزاروں دشمنوں میں گھرے ہوئے
تھے، لوگوں کے ہاتھوں میں لاٹھیاں اور پتھر تھے، ان کی پیشانی زخمی تھی، عمامہ
چاک کر کے انہوں نے پیشانی پر پٹی باندھی ہوئی تھی۔

یہ سن کر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا ٹھہر نہیں سکے فرمایا آپ ایک منٹ رکیں
ہم ان کے افطار کا سامان اٹھالیں، پانی کی چھاگل بھی اٹھالیں، اس کے بعد وہ
جہاں بھی ہیں ہم ان کے پاس جائیں گے

امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا آپ پردہ دار ہیں گھر سے باہر کیسے جائیں گی؟
ہم خود جاتے ہیں ان کو یہاں لے آئیں گے مگر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا
نے فرمایا ہم اتنی بڑی خبر سننے کے بعد گھر میں کیسے رہ سکتی ہیں؟ ہم اپنے سرتاج
کے پاس ضرور جائیں گے، امت کی منت کریں گے کہ ہمارے سہاگ کو کچھ نہ
کہیں، ہم یہ وطن چھوڑ جائیں گے، یہ ہر چیز ان کو دے کر اپنا سہاگ بچا کر کسی

بیگانے ملک پر چلے جائیں گے، اللہ جانے پیاس کی وجہ سے ان کا کیا حال ہوگا
 جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے جلدی سے افطاری کا سامان اٹھایا اور امیر
 کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ہمراہ روانہ ہوئیں کہ ان کو تلاش کریں اللہ جانے اس
 وقت کہاں ہوں گے کس حال میں ہوں گے؟ جس وقت صفا و مروہ کی طرف روانہ
 ہوئیں تو ایک دشمن نے آ کر بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
 پیشانی سے خون جاری تھا اور وہ جبال مکہ کی ایک غار کی طرف تشریف لے
 جا رہے تھے جس وقت جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اس وادی میں تشریف
 لے آئیں، اس وادی میں کھڑے ہو کر انہوں نے چار آوازیں دیں ☆

من أحس لى النبى المصطفى من أحس لى الربيع المرتضى
 من أحس لى المطرود فى الله من أحس لى أبا القاسم (بحار الانوار)

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے آ کر وادی میں روتے ہوئے آواز دی
 اے ہمارے آنگن کی پاک بہار آپ کہاں ہیں؟ کوئی جواب نہیں ملا، پھر آواز
 دی اے اللہ کے پاک و منتخب نبی آپ کہاں ہیں؟ پھر بھی کوئی جواب نہیں ملا، اس
 کے بعد روتے ہوئے پھر آواز دی اے اللہ کی خاطر گھر سے نکلے ہوئے میرے
 سرتاج آپ کہاں ہیں؟ ہمیں جواب دیں، پھر بھی کوئی جواب نہیں ملا، اس وقت
 جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے گریہ فرماتے ہوئے آواز دی قاسم لعل کے
 پاک بابا آپ جہاں بھی ہیں ہمیں آواز دیں

☆ نظر جبریل الى مليكة العرب صلوٰۃ الله عليها تجول فى الوادى

اس وقت جناب جبریل نے دیکھا کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا پہاڑ کی

وادی میں دوڑ بھی رہی تھیں اور گریہ بھی فرما رہی تھی ساتھ ہی درد انگیز آوازیں
دے رہی تھیں

☆ فقال يا رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم الاترى الى مليكة صلواة الله عليها قد
أبكت لبكائها ملائكة السماء والارض ادعها اليك (بخارالانوار)
اس وقت جناب جبریل نے روتے ہوئے بارگاہ قدس میں عرض کیا آقا ذرا
معظمہ بی بی کی حالت زار پر توجہ فرمائیں، یہ معظمہ اس انداز سے گریہ فرما رہی
ہیں کہ ان کے رونے کی آواز پر ملکوت ارض و سما بھی دھاڑیں مار کر رو رہے ہیں
اب آپ ان کو اپنے پاس بلا لیں ان کو ان کی پکار کا جواب دیں، جس وقت وہ
یہاں تشریف لے آئیں تو ان کو تسلی دینا کیونکہ وہ بہت غمزدہ ہیں

☆ فأقرئها منى السلام وقل لها ان الله يقرئك السلام وبشرها أن لها فى
الجنة بيتا من قصب لانصب فيه ولا صخب لؤلؤا مكللا بالذهب (بخارالانوار)
ان کو ہماری طرف سے اور خالق کائنات کی طرف سے سلام پیش کرنا اور یہ
بشارت دینا کہ اللہ جل جلالہ نے آپ کیلئے جنت اعلیٰ میں ایک گھر مخصوص فرمایا
ہے جو سفید چمکدار موتیوں کا بنا ہوا ہے جس میں یاقوت اور چمکدار زمرد جڑے
ہوئے ہیں، اور اس پر سونے کا تاج نما کس آراستہ ہے، جو کائنات سے ارفع
واعلیٰ ہے، اس وقت سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کو اپنی
طرف بلایا، امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب سیدہ ملیکۃ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے آکر
دیکھا کہ سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کیا حالت ہے

☆ والدمأ تسيل من وجهه على الارض وهو يمسحها ويردها

اللہ کی رحمت ازلی زخموں سے چور ہے، لباس خون آلودہ ہے اور پیشانی سے خون جاری ہے جس سے زمین رنگین ہوتی جا رہی ہے، شہنشاہ کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام بار بار اپنی پیشانی سے خون صاف کرتے ہیں مگر خون نہیں رک رہا، یہ جانکاہ منظر دیکھ کر جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے اور اپنے پاک سرتاج کا سرا طہر اپنی جھولی میں لیتے ہوئے رو کر عرض کیا

☆ فقالت فداك أبی وأمی دمع يقع على الارض (بحار الانوار)

آپ پر ہمارے ماں باپ قربان ہوں ان ظالموں نے یہ کیا کیا ہے؟
جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا یہ فرما رہی تھی مگر ان کی کیفیت یہ تھی کہ ان کی آنکھوں سے آنسو برس برس کر زمین کو سیراب کر رہے تھے، اس کے بعد جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے اپنے سرتاج کی پیشانی پر پٹی باندھی، سورج غروب ہو چکا تھا، اپنے سرتاج کا روزہ افطار کرایا، سب سے پہلے پانی پیش کیا کیونکہ زخمی کو پیاس زیادہ لگتی ہے، اس کے بعد اپنے سرتاج کو گھر لے آئیں

گر بیز

اب ذرا میدانِ کربلا کی طرف نگاہ کریں کہ دسویں محرم کا دن ہے، ظہر اور عصر کا درمیانی وقت ہے، ایک مظلوم ہے جو اپنے تمام اعوان و انصار و احباب راہِ خدا میں قربان کرنے کے بعد یکہ و تنہا صحرائے کربلا کی تپتی گرم زمین کو معلیٰ بنا کر اور دنیا و مافیٰ ہا سے بالکل بے نیاز ہو کر عالم استغراق میں تشریف فرما ہے، جس کا نازک بدن زخموں سے چور چور ہے، ہر موئے بدن سے خون کی ایک علقہ جاری

ہے، چاروں طرف سے دشمنوں کا نرغہ ہے، ظلم جب اپنی ہر انتہا سے متجاوز ہوا تو ہر طرف سے خوشی کے نعروں کے ساتھ یہ آوازیں بلند ہوئیں کہ

☆ قد قتل الحسينؑ عليه الصلوة والسلام قد ذبح الحسينؑ عليه الصلوة والسلام

جس وقت بھائی کی حصہ دار بہن جناب شریکہ الحسینؑ معظمہ بی بی سلوٰۃ اللہ علیہا نے یہ آوازیں سنیں تو پاک خیمہ اطہر چھوڑ کر جلدی سے آخری قنات کی طرف چلیں، مگر

کیفیت یہ تھی کہ ☆ حافية نائحة واضعة يدها على راسها

قدموں میں نعلین نہیں تھی، ہونٹوں پر بین تھے، اور اپنے دونوں ہاتھ سر اطہر پر رکھے ہوئے تھے، جس وقت یہ آخری قنات کے دروازہ پر پہنچیں تو اس وقت امام

مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہ صوتِ امامت آواز دی

☆ اختى لقد كسرتِ قلبى ارجعى الى الخيمة

پاک ہمشیرہ! آپ کی اس حالت نے میرا دل پارہ پارہ کر دیا ہے آپ واپس خیمہ کے اندر جائیں، پاک معظمہ بی بی سلوٰۃ اللہ علیہا واپس آگئیں

اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شمر ملعون سے دریافت فرمایا کہ اے ملعون ازل! یہ بتا کہ کیا وقت ہے؟ اس ملعون نے عرض کیا نماز عصر کا وقت ہے، امام

مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ ہمارے بابا پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام بھی عین نماز کی حالت میں شہید ہوئے تھے، ہم چاہتے ہیں کہ ہمیں نماز پڑھنے دو

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ نماز عصر نہیں تھی کیونکہ نماز عصر تو شہنشاہ مظلومیت علیہ الصلوٰۃ والسلام نے زین ذوالجناح پر موجود رہتے ہوئے نماز خوف کی صورت میں ادا فرمائی تھی

یہ نماز وہ تھی کہ جو حضورِ قدس میں پیش ہونے سے پہلے ہر امام ادا فرماتا ہے، جیسے

ہم پر لازم ہے کہ بارگاہ امام میں پیش ہونا ہو تو دو رکعت نماز ادا کریں، مگر دیکھنے والوں نے یہ سمجھا کہ یہ نماز عصر ادا فرما رہے ہیں

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز کا ارادہ ظاہر فرمایا تو ملعون ازل نے عرض کیا کہ اگر آپ کو نماز کوئی فائدہ دیتی ہے تو پڑھ لیں، امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجدید وضو کیلئے زمین پر تیمم کرنے کیلئے ہاتھ مارے مگر ہر طرف خون ہی خون تھا یہاں یہ بھی عرض کرتا چلوں کہ امام ہوں یا خود شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا وضو دائمی ہوتا ہے، ازلی ہوتا ہے، ان کی تطہیر ازلی ہوتی ہے، جس کا اظہار شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت فرمایا تھا جب نیند کرنے کے بعد انہوں نے بلا تجدید وضو نماز ادا فرمائی تھی، تو لوگوں کے سوال کے جواب میں فرمایا تھا کہ ہماری آنکھوں کو نیند آتی ہے، ہمارا قلب ہمیشہ بیدار رہتا ہے اس لئے تجدید وضو کی ضرورت ہی نہیں ہے

حقیقت یہ ہے کہ جو ذات خود اللہ کا نور ہو اس کا وضو کیسے حادث ہو سکتا ہے؟

آدم بر سر کلام

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نماز شروع کی، عین اسی وقت ابن سعد ملعون میدان میں آیا اور امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نماز کی کیفیت دیکھ کر یہ ملعون اتنا رویا کہ ☆ دُمُوْعَةُ تَسِيْلُ عَلَى خَدَّيْهِ وَلِحْيَتِهِ

اس ملعون کے آنسو چہرے سے بہہ کر داڑھی سے ٹپک رہے تھے یعنی امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مظلومیت اور ہنگامہ درد نے دشمن کو بھی رُلا دیا تھا

جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اپنی آخری نماز کی تکبیرۃ الاحرام کہی، انہوں نے فرمایا 'اللہ اکبر' یہ آواز صرف لشکر شام و کوفہ نے نہیں سنی بلکہ اس کی گونج پورے عالم امکان میں گونجی، ارواح انبیاء و رسل علیہم السلام، ملکوت و کروبیان، ارواح مومنین سب تک پہنچی یعنی ہر ایک نے یا ہر کسی نے یہ آواز سنی، سارے امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کا آخری سجدہ دیکھنے کیلئے جمع ہو گئے، ادھر یہی آواز پاک ہمیشہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے بھی اپنے خیمہ میں سنی، وہ اسی آواز کی منتظر تھیں، انہوں نے اپنی پاک بہنوں سے فرمایا دعا کریں، میرا بھائی اب آخری سجدہ دینے والا ہے، اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چاروں طرف معصومین علیہم السلام موجود تھے، کسی طرف سے پاک نانا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قریب آ گئے، کسی طرف سے پاک بابا قریب آ گئے، پاک اماں صلوٰۃ اللہ علیہا بیٹے کا سر جھولی میں لینے کیلئے آ گئیں، سبھی پیارے جمع ہو گئے کائنات کی نظریں اس منظر پر مرکوز تھیں، اس وقت پاک ہمیشہ نے فرمایا ہم بھی اپنے بھائی کا آخری سجدہ دیکھنا چاہتی ہیں، مگر امام مظلوم نے آخری سجدے کیلئے جو جگہ پسند فرمائی وہ نشیبی (نیچی) جگہ تھی، اس وقت پاک بہن صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک بھائی سے مخاطب ہو کر فرمایا

ہنٹر جھکیاں جا ہیں گول نہ توں کیوں کدائیں عون دی ماتوں
 میڈے صبر دے وچ توں شک نہ کرنمی گھٹتیں پاک بھراتوں
 ایں آخری سجدے دے لمحے نہ بھین توں ویر لکا توں
 توں سامنے ساڈے ڈے سجدہ جھل بھین توں ویر دُعا توں



پاک معظمہ بی بیؑ سلو! اللہ علیہا نے رو کر اپنے بھائی سے فرمایا کہ بھائی! ہر بہن کی یہ ذمہ داری ہوتی ہے کہ جب اس کا بھائی دنیا سے رخصت ہو رہا ہو تو سب پیارے عزیز واقرباء برداشت نہ کرتے ہوئے پشت کر سکتے ہیں، مگر بہن سرہانے بیٹھ کر تمام دُکھ اپنی آنکھوں سے دیکھتی ہے، مجھے بھی اجازت دیں کہ آپ کے پاس آؤں



میں آخری سجدہ ویر تیڈا ہووے حکم تاں ڈیکھن آنواں
ہے ڈاڈھی گرمی چادر دی چھاں آ کے ویر بنڑاںواں
ہر کہیں دیاں لاشاں تیں چائیاں میں تیڈی لاش کوں چانواں
ڈے حکم ہمیشہ کوں چن ویرن تیکوں خیمے وچ گھن جانواں



ستر قدم کے فاصلہ سے پاک بہن نے اپنے پاک بھائی سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ بھائی! کیا سب اعزاء آپ کی آخری نماز دیکھیں ایک بہن غریب نہ دیکھے، مجھے بھی اجازت عطا فرمائیں کہ میں بھی قریب تر ہو کر آپ کا سجدہ دیکھ سکوں، مگر یقین جانو کہ آپ کو کوئی پریشانی نہیں ہوگی، کیونکہ کائنات کی کوئی چیز آپ کی بہن کے تصرف و اختیار سے باہر نہیں ہے

میڈے پردے دا کر فکر نہ توں جے اذن تیڈا مل جاوے
میڈے نال قنات وی چن ویرن وچ بن دے ٹردی آوے
تیڈے کولھوں آ ہمیشہ تیڈی کل آخری سنون نبھاوے
ڈیوے آن کے ہتھ تیڈیاں اکھیاں تے ہتھ پیروی آن بنڑاوے

سب زائرین جانتے ہیں کہ پاک خیام سے تل عالیہ صلوٰۃ اللہ علیہا کافی فاصلہ پر ہے، مقتل گاہ سے یہ مقام ستر قدم کے فاصلہ پر ہے، حالانکہ شریعت کا حکم ہے کہ وصیت عام مومن کی ہی کیوں نہ ہو اُسے پورا کرنا واجب ہوتا ہے، چہ جائیکہ امام وقت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وصیت ہو۔ جس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخری نماز شروع کی، پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے قنات کو حکم دیا کہ ہم نے بھائی کی وصیت پر بھی عمل کرنا ہے کہ حدودِ پردہ کو عبور کرتے ہوئے میدان میں نہیں جانا ہے، یہ ہم پر واجب نہیں بلکہ اوجب ہے کیونکہ حکم امام ہے، اور اپنے پاک بھائی کا آخری سجدہ بھی ضرور دیکھنا ہے، اس لئے ہم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ ہم مقتل گاہ کی طرف چلتے ہیں جب تک ہم چلتے رہیں تم نے ہمارے آگے قائم رہنا ہے، کیونکہ ہم نے قنات کو عبور نہیں کرنا ہے، یہ فرما کر پاک معظمہ مخدومہ صلوٰۃ اللہ علیہا نے قدم آگے بڑھایا، تطہیر کی قنات بھی آگے کی طرف چلی، اس طرح اس قنات کے اندر رہتے ہوئے پاک بھائی کی مقتل گاہ کے قریب پہنچ گئیں، جس وقت پاک مستورات قریب پہنچے تو اس وقت امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آخری سجدہ دیا، ظالم نے ضربیں لگانا شروع کیں تو پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا بین آیا

ویر میڈا ہے پاک نمازی وچ سجدے شہید نہ ہووے
نماز دے پڑھ دیاں توڑیں کوئی میڈے ویردا ضامن پووے
ہک لحظہ توڑے شمر کمینہ ہنڑ پردہ جوڑ کھڑووے
ہتھ پیر بھرا دے جوڑ گھناں ول اے ارمان نہ ہووے



ایک طرف یہ بہن تھیں، دوسری طرف اس سے بھی زیادہ عجیب اور دردناک منظر تھا کہ چار قدموں کے فاصلہ پر مظلوم کرب و بلا کی کمن معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کھڑی تھیں، سامنے پاک بابا کے سر پر ظلم ہو رہا تھا، معصومہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا اُس وقت اور تو کچھ نہیں کر سکتی تھیں، بے بسی سے اپنے پاک بابا کے قریب کھڑی ضربیں گن رہی تھیں، اس وقت خیام سے اس پاک معصومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی پاک والدہ کی درد بھری آواز آئی کہ



ایویں سامنے سکیاں دھیاں دے نہیں اتنا ظلم وسیندا
جے سامنے ہووے کمن دھی نہیں پیو کوں مول مریندا
اے ہے واحد آسرا دھیاں دا اَتے ناز ہے کل بھینیں دا
پردیس دے وِچ مجبوراں دا نہیں ایویں ناز مکیندا



پئی ہے گل توں اُچھل کے رت و ہندی ہے کمن نیرو ہندی
اَج اپنے سنون تیتی دے پئی ہے خود معصوم کریندی
بک بھر کے خون دا زلفاں وِچ پئی ہے سرخ خضاب اَج لیدی
بیٹھی گل تے بوسے ڈیندی ہے رورو کے ہے بڈ ویندی



امام مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مظلومیت بھی کتنی طاقت و رتھی کہ ان کی مظلومیت کو دیکھ کر
شمر ملعون جیسے سنگدل اور سفاک شخص نے بھی رونا شروع کر دیا، اس وقت امام

مظلوم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا



تلے خنجر دے آکھے سین دا چن قاتل توں ڈسا کیوں روندائیں
جے ریت گرم تے تڑپدا ہے اُجڑی دا بھرا کیوں روندائیں
رے بصرے دیاں جاگیراں گھن توں جشن منا کیوں روندائیں
توڑے عرش زمین تے آ پوے توں ظلم ودھا کیوں روندائیں



اتنے میں اس ملعون ازل نے اپنا ظلم مکمل کیا اور یہ سرا طہرا اٹھا کر روانہ ہوا، پاک
مخدومہ معظمہ عالیہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا نے پاک دائی جناب فضلہ سلام اللہ علیہا سے فرمایا کہ اس
جاتے ہوئے ملعون کو ہماری طرف سے جا کر کہو کہ



تیکوں ہنڑتاں مل جاگیر ویسی ہے ٹر گیا لعل نبی دا
بے ادبی نال اے سر نہ چا اے مان ہے میں اُجڑی دا
ہوندا اذن جے میکوں ویرن دا مل پوندا گستاخی دا
نہ ظلم دے نال شہید ہوندا اے آ سرا بھین ڈکھی دا



آپ تمام مومنین بہتے آنسوؤں سے دعا کریں کہ اب تو اس مظلوم کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کا گھر جلدی آباد ہو، اس مظلوم کی دکھی بہنیں صلوٰۃ اللہ علیہن ان کو پھر آباد و شاد
دیکھیں، پاک بھائی کے جوان بیٹوں کو سہرے سجاتے ہوئے دیکھیں، یہ گھر پھر اسی

طرح آباد ہو جیسے پہلے آباد و شاد تھا بلکہ اس سے بھی ہزاروں گنا زیادہ آباد و شاد ہو، ابدی خوشیاں ان کے صحن میں ہمیشہ مسکرائیں، ان کا منتقم عجل اللہ فرجه الشریف جلدی آئے، میرے وارث پاک کا مقصد جلدی پورا ہو، سارے مل کر دعا کریں



وس پونون جگ تے بھین بھرا نت ہونون جگ خوشیاں دے
 ڈوہیں بھین بھرا نت شہر ڈیکھن آباد جواں پتراں دے
 آوے جعفرؑ داسائیں گھن خوشیاں مکن اے طوفان ڈکھاں دے
 چوانون ڈاڑھیاں مانواں توں میڈی سین دے کل مس لہندے



﴿آمین یا رب العالمین﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِيفِ
 وَ صَلَّوْا۟ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهِ اَجْمَعِیْنَ

هو الله المستعان الكريم
يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك و على آباءك و آلك و اولادك واصحابك و
خدامك ما دام الله تعالى

تیرہویں مجلس

جناب سیدہ ملیکہ العرب

صلوٰۃ اللہ علیہا

وصال وارتحال

دوستو!

جناب سرو کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عقد مبارک سے لے کر بعثت تک تقریباً سولہ سال کا عرصہ وہ ہے جس میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی زندگی میں شاہانہ شان و شوکت اور جاہ و جلال باقی رہا، اس دوران پاک اولاد نے بھی آغوشِ مادر کو زینت بخشی یعنی پاک بیٹوں کی دنیا میں آمد ہوئی، ایک روایت یہ بھی ہے کہ سیدہ کونین یعنی فذک کی مالک مخدومہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی دنیا میں تشریف آوری بھی بعثتِ نبوی سے پہلے ہے۔ جیسا کہ علامہ مجلسی نے بحار الانوار کی سولہویں جلد میں نہایت صراحت کے ساتھ لکھا ہے کہ

☆ روی أنها ولدت خمس سنين قبل ظهور الرسالة ونزول الوحي
یعنی سیدہ پاک صلوٰۃ اللہ علیہا کا دنیا میں ظہورِ اجلال اعلانِ نبوت سے پانچ سال پہلے ہوا
صاحبِ بحار الانوار نے کتابِ مصباحین کے حوالہ سے بھی ایک روایت لکھی ہے

کہ آپ کی ولادت بعثت نبوی سے پانچ سال قبل ہوئی تھی
کتاب مقاتل الطالیین میں ابو الفرج اصفہانی لکھتے ہیں کہ آپ کی ولادت بعثت
سے پہلے ہوئی

اکثر صاحبان نے بعثت کے پانچویں یا ساتویں سال دنیا میں آپ کی آمد لکھی ہے
اور اس کے ثبوت کیلئے وہ لکھتے ہیں کہ شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بعثت کے چھٹے سال
معراج ہوئی اور معراج کے ایک سال بعد معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی ظاہراً دنیا میں
آمد ہوئی، معراج کے موقع پر سببِ جنت یا رطب جنت یا جام شیریں پیش ہوا تھا جو
ایک وسیلہ ظہور قرار پایا تھا، مگر صاحب بیت الاحزان جناب شیخ عباس قمی لکھتے
ہیں کہ معراج کے سن سے ولادت پاک کے سن پر استدلال درست نہیں ہے

☆ لم یکن معراجہ منحصرافى مرة واحدة حتى لا یوافق ذالك بل روى
عن امام الصادق عليه الصلوة والسلام انه قال عرج بالنبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مائة
و عشرين مرة الا وقد اوصى اللہ عزوجل فیہا النبى صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
بالولاية العلی والائمة علیہم الصلوة والسلام اکثر مما اوصاه بالفرائض (بیت
الاحزان، ص 5)

سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معراج پر جانے کا واقعہ کوئی ایک مرتبہ کا نہیں ہے ایک
مرتبہ معراج پر جانے والی موافقت کوئی نہیں کرتا کیونکہ کشف اسرار و حقائق امام
صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت ہے کہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو 120 مرتبہ عرش پر
بلا یا گیا اور ہر مرتبہ اللہ جل جلالہ نے اپنے پاک حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امیر کائنات علیہ
الصلوٰۃ والسلام کی ولایت کی تاکید فرمائی، ساتھ ہی سب آئمہ معصومین علیہم الصلوٰۃ والسلام کی

ولایت کی تاکید فرمائی اور بہت سے فرائض کے بارے میں بتایا۔ یعنی یہ بات ثابت ہوگئی کہ معراج صرف ایک مرتبہ کا نہیں ہے پھر معظمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا کی دنیا میں تشریف آوری کی تاریخ اور سن کا معراج سے استدلال درست ثابت نہیں ہوتا کیونکہ پتہ نہیں وہ کون سے سال کی معراج کا ذکر ہے؟

دوستو! اگر ہم ظاہری حیات طیبہ کے مطابق معراجوں کی اوسط نکالیں تو تقریباً دو معراج فی سال بنتے ہیں، اس لئے لفظ معراج سے سال کا تعین کرنا درست نہیں ہے، علامہ مجلسیؒ نے جو روایت لکھی ہے وہ قرین عقل ہے یعنی معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کی دنیا میں آمد بعثت سے پانچ سال قبل ہوئی، اگر ہم معظمہ کو نین صلوٰۃ اللہ علیہا کی شادی خانہ آبادی کا سن دیکھتے ہیں تو وہ ہجرت کا سال ہے، اگر ہم 7 بعثت کو ظہور تسلیم کریں تو عقد کے وقت ظاہری سن مبارک 7 سال 7 ماہ بنتا ہے، یہ سن عرب میں کبھی بھی شادی کی عمر تصور نہیں ہوتی تھی، یہ روایت شاید تاریخ گھڑنے والے لوگوں نے کسی دوسری لڑکی کی شادی کو سات سال میں ثابت کرنے کی خاطر لکھی ہو مگر وہ بھی جھوٹ تھا اور یہ بھی درست نہیں ہے، بلکہ علامہ مجلسی کی روایت کے مطابق معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا ظہور بعثت نبوی سے 5 سال پہلے 20 جمادی الثانی بروز جمعہ صحیح ہے، اس تاریخ کے مطابق شادی کے وقت سن مبارک انیس 19 سال تھا، جو روایت اور درایت دونوں لحاظ سے درست نظر آتا ہے، اس وقت امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ظاہری سن مبارک چوبیس سال تھا، ایک امکان یہ بھی ہے کہ جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سلسلہ بمعراج پہلے سے جاری ہو اور بعثت سے پانچ سال قبل کے معراج سے ایک سال بعد ظاہراً ظہور اجلال لکھا گیا ہو، ہم

نے تو روایات کی بیساکھیوں پر چلنا ہوتا ہے، اصل حقیقت مالک ذات بہتر جانتے ہیں اس لئے میں کوئی حتمی رائے نہیں دے سکتا

آدم برسر بیان

میں جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے حالات زندگی کے بارے میں عرض کر رہا تھا کہ بعثت سے پہلے جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کی ظاہری حیات طیبہ بڑی شاہانہ رہی تھی، بعثت کے بعد حالات نے یکدم پلٹا کھایا اور سارا عرب شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دشمن ہو گیا، بعثت کے بعد اولین چھ سال مصائب و تکالیف کے سال تھے، کفار مکہ کی طرف سے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مسلسل اذیتوں کا سامنا رہا، کبھی کفار و مشرکین بچوں کو سکھا کر بھیجتے کہ جا کر شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سنگ باری کرو، کبھی گلی کو چوں سے گزرتے وقت اوپر سے کوڑا کرکٹ الٹا دیا جاتا تھا، مگر رحمت العالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیشہ صبر کا مظاہرہ فرمایا

جس وقت بعثت کا سا تو اس سال شروع ہوا تو کفار و مشرکین مکہ کی میٹنگ ہوئی کہ پاک بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کا سوشل بائیکاٹ کیا جائے، یہ بائیکاٹ محرم 7 بعثت سے لے کر ذوالحجہ 9 بعثت تک تین سال مسلسل جاری رہا، اور اس دوران سارے خاندان تو حید علیہم الصلوٰۃ والسلام کو شعب ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں سخت اذیت ناک زندگی بسر کرنا پڑی۔

شعب ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام

میں مناسب سمجھتا ہوں کہ یہاں شعب میں گزرے ہوئے کٹھن لمحوں کے کچھ

واقعات بھی عرض کرتا چلوں، اعلانِ نبوت کے بعد کفار و مشرکین مکہ کے مختلف وفود سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ میں آتے رہے کہ آپ اپنے شہنشاہِ لعل صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت سے دست کش ہو جائیں یا ان سے فرمائیں کہ وہ اپنے دین کی تبلیغ نہ کریں۔

پہلی روایت یہ ہے کہ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ تم لوگ اگر میرے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے ہاتھ پر چاند رکھ دو تب بھی میں اپنے اس یتیم بچے کی نصرت و اعانت سے دست کش نہیں ہوں گا۔

دوسری روایت جس کے زیادہ تر راویان عامۃ میں سے ہیں یہ ہے کہ سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرکارِ خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا کہ بیٹا! یہ کفار مکہ کہتے ہیں کہ آپ اس دینِ جدید کی تبلیغ نہ فرمائیں تو جناب سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب میں فرمایا کہ یہ لوگ ہمارے ایک ہاتھ پر سورج اور دوسرے پر چاند رکھ دیں، ہم پھر بھی اپنے دین سے دست بردار نہیں ہو سکتے، اس کے بعد سید العرب والعجم جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کفار و مشرکین کے وفد سے فرمایا تھا کہ ہمارا لعل اپنے دین سے دست کش نہیں ہو سکتا اور ہم ان کی نصرت و حفاظت سے دست بردار نہیں ہو سکتے

اس جواب کے بعد دارالندوہ میں اجتماعِ قریش ہوا اور سوشل بائیکاٹ کا معاہدہ لکھا گیا جس پر عرب کے چالیس قبائل کے سرداروں نے مہریں لگائیں اور اس معاہدہ میں یہ لکھا کہ

خاندانِ پاک علیہم الصلوٰۃ والسلام سے ہر قسمی تعلقات ختم کر دیئے جائیں، خاندانِ پاک

سے شادی بیاہ، خرید و فروخت، لین دین، گفتگو اور کلام تک کوئی نہیں کرے گا،
خاندان پاک سے اس وقت تک صلح نہ کی جائے گی

☆ حتی یسلموا رسول الله للقتل

تا اینکه وہ حالات کی تنگی سے گھبرا کر شہنشاہ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شہید کرنے کیلئے
ہمارے حوالے نہ کر دیں

(روضۃ الاحباب ج 1 ص 137، مواہب لدنیہ جلد 1 ص 67، روضۃ الصفا جلد 2 ص 285، بحوالہ ملیکیۃ العرب 245)

جس وقت کفار و ملائین مکہ نے یہ معاہدہ سائن کیا اور اسے دیوار کعبہ کے ساتھ
آویزاں کیا تو اس وقت سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اطلاع ملی
انہوں نے فوراً ہجرت کا پروگرام بنایا اور مکہ سے شمال کی طرف پہاڑوں کی
درمیانی وادی میں ان کی ایک جاگیر تھی جسے شعب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کہا جاتا تھا
یہاں آکر رہائش پذیر ہو گئے تاکہ سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھرپور حفاظت کی جا
سکے، یہاں تین سال کے عرصہ میں سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی بھرپور حفاظت کی اور اکثر رات کو شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر اپنے
بیٹوں میں سے کسی کو سلا دیتے تھے تاکہ اگر کفار مکہ حملہ کر بھی دیں تو ہمارا اپنا بیٹا
شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر فدا ہو جائے، یہ اسی تربیت کا نتیجہ تھا کہ شبِ ہجرت امیر
کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام تلواروں کی چھاؤں میں سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر سو
گئے تھے، ان تین سالوں میں نہ کسی طرف سے کسی کو آنے دیا گیا اور نہ کسی کو مدد
کرنے کی اجازت ملی، یہ تین سال انتہائی دکھ اور ظاہراً فاقوں کے سال تھے
علامہ ابن ابی الحدید معتزلی لکھتے ہیں کہ اس دوران سامان خورد و نوش مہیا کرنے

کی ڈیوٹی امیر کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تھی اور وہ ہر چیز باہر سے لا کر پہنچاتے تھے صرف دو موسم یعنی حج کے موقع پر آپ باہر نکلتے تھے کیونکہ ایام حج کے دوران کوئی بھی کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا تھا، ان ایام میں پاک بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام شعب سے باہر آتے تھے اور خرید و فروخت فرماتے تھے، اس دور میں کفار مکہ سال میں دو دفعہ حج ادا کیا کرتے تھے، ایک حج عمرہ کہلاتا تھا جو رجب کے مہینہ میں پڑھا جاتا تھا اور دوسرا ذوالحجہ کے مہینے میں ہوتا تھا، اور اس دوران عمومی حج بھی پڑھا جاتا تھا جو شوال کی پہلی تاریخ کو ہوتا تھا اس کو عام طور پر حج نہیں بلکہ عید کہا جاتا تھا علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ یہ تین سال بنو ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اس حصار میں بڑے مشکل گزارے، اس دوران بعض اوقات فاقہ کشی کی وجہ سے طلحہ یعنی کدو یا کیکر کے درختوں کے پتے بھی استعمال کئے گئے۔ (حوالہ سیرۃ النبی)

دوستو!

یہ بھی عجیب بات ہے کہ ان تین سالوں میں صحابہ کرام میں سے کسی نے بھی جناب سرور کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدد نہیں کی، حالانکہ اس وقت خلفائے ثلاثہ اور عشرہ مبشرہ والے سارے اصحاب کلمہ پڑھ چکے تھے، مگر کفار کے معاہدہ کو انہوں نے توڑنے کی کوشش نہیں کی اور کسی نے بھی کوئی چیز شعب میں نہیں بھجوائی، حالانکہ فاقوں کی وجہ سے جب بنی ہاشم علیہم الصلوٰۃ والسلام کے معصوم بچے روتے تھے تو شعب سے باہر تک ان کے رونے کی آوازیں جاتی تھیں، مگر نہ کلمہ پڑھنے والوں نے کوئی مدد کی اور نہ ہی دشمنوں نے۔ اس دوران کفار و مشرکین مکہ کی ناکہ بندی اتنی شدید تھی کہ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے ایک بھتیجے یعنی حکیم بن حزام نے اپنے غلام

کے ہاتھ کچھ گندم چھپا کر بھجوائی مگر راستے میں ابو جہل ملعون نے دیکھ لیا، اس نے غلام کو کھاکا کہ یہ گندم مجھے دے دو مگر اس نے انکار کیا، یہ چھینا جھپٹی ہو رہی تھی کہ اس وقت ابو البختری نے آ کر تفصیل پوچھی، غلام نے ساری بات کھول کر بیان کی یہ سن کر ابو البختری نے ابو جہل ملعون کو کھاکا کہ اس بات کو تم چھوڑو، اگر ایک بھتیجا اپنی پاک پھوپھی کیلئے کچھ بھیجتا ہے تو کیا ہرج ہے؟ ہشام بن عمرو کے بارے میں بھی روایت ہے کہ وہ بھی کبھی کبھی کچھ غلہ چوری چھپے بھجوا دیتا تھا۔ (حسن انسانیت ص 214)

اس دوران گندم کے دو اونٹ ابولہب جیسے دشمن نے بھی ترس کرتے ہوئے خفیہ طریقے سے بھجوائے تھے، ابو العاص نے بھی گندم بھجور وغیرہ بھجوائی تھی (بخاری الانوار)

کفار و مشرکین میں سے بعض لوگوں کا نام تو مدد کرنے والوں میں لکھا ہوا ہے مگر صحابہ کرام کا نام ان مدد کرنے والوں میں کہیں بھی نہیں لکھا ہوا، جبکہ سارے مؤرخین لکھتے ہیں کہ 7 بعثت سے پہلے خلیفہ اول حضرت ابوبکر اور 7 بعثت کے سال خلیفہ ثانی حضرت عمر بھی کلمہ پڑھ چکے تھے، مگر ان کا شعب کے معاملہ میں کوئی کردار نظر نہیں آتا اور نہ ہی کوئی اظہارِ ہمدردی یا اعانت و نصرت کا کوئی عملی مظاہرہ سامنے آتا ہے۔

اس ناقابل برداشت اذیت کے باوجود سید العرب جناب ابوطالبؑ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے شہنشاہ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سرپرستی جاری رکھی اور ان کی سرپرستی میں کار تبلیغ جاری رہا، جیسا کہ قدیم سیرت نگار ابن ہشام کا بیان ہے کہ

☆ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یدعوا قومہ لیلا ونہارا سرا وجہرا

منادیا بامر اللہ لا یتقی فیہ احد من الناس

سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دن رات پوشیدہ طور پر بھی اور کھلے بندوں میں جیسے موقع ملتا تھا اللہ کے حکم کے مطابق دعوت حق دیتے رہتے اور اس سلسلہ میں کبھی کسی کی پرواہ نہیں کیا کرتے تھے

اس مصیبت کے وقت میں سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اگر ظاہری طور پر سہارا تھا تو سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام اور جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا تھا، ہر قسمی تکالیف میں بھی جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے کبھی سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے اپنے دکھوں کا اظہار نہیں فرمایا بلکہ شام کو جب سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا غم کھا کے، آنسو پی کر، مسکرا کر سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیر مقدم کرتی تھیں اور تسلی و تشفی دیتیں اور بوقت ضرورت ان کی مرہم پٹی بھی کرتی تھیں۔ جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا اگرچہ اب شہزادی عرب نہیں تھیں بلکہ وہ تحریک اسلامی کی ایک ممبر تھیں، نبوت کی مونس و غمخوار تھیں، رسالت کی پشت پناہ اور اسلام کی معین و مددگار تھیں، حقیقت یہ ہے کہ وہ سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ایک وزیر تھیں جن کے پاس پہنچنے کے بعد سروِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا کے سب غم بھول جاتے تھے۔ دکھ، درد، رنج و غم دور ہو جاتا تھا اور بے پناہ سکون و اطمینان نصیب ہوتا تھا۔ (شرح حجۃ، اعلام الوری، ملیکہ العرب)

وصال و ارتحال

میں عرض کر رہا تھا کہ 5 محرم 7 بعثت سے لے کر 9 بعثت تک شعب ابی طالب علیہ الصلوٰۃ والسلام میں پورے خاندان بنی ہاشم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو قید سخت کی زندگی بسر کرنے پر

مجبور کیا گیا تھا

سن 8 بعثت ذوالحجہ کا مہینہ تھا، اس مہینہ میں کفار حج کرتے تھے اور اسے امن کا مہینہ کہا جاتا تھا، ہر ایک اپنے دشمنوں سے بے خوف ہو کر باہر آ جاتا تھا، اس مہینہ میں حرم کعبہ میں بہت بڑا اجتماع ہوتا تھا، اس موقع پر سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمایا کہ آپ جا کر کفار مکہ سے گفتگو کریں اور ان کو بتائیں کہ تم لوگوں نے جو معاہدہ لکھ کر کعبہ پر آویزاں کیا تھا اس پر اللہ جل جلالہ نے دیمک کو مسلط فرمایا دیا ہے، اور سوائے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور اللہ کے نام کے باقی سارے معاہدہ کو دیمک کھا چکی ہے اور یہ ہماری صداقت کا ثبوت ہے۔ یہ سب کچھ دکھایا گیا مگر کفار مکہ نے اپنا رویہ نہیں بدلا، اس واقعہ کے تین ماہ بعد یعنی 26 ربیع الاول 9 بعثت کو سید العرب جناب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال الی اللہ ہوا، اور شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے شفیق چچا کی شفقت اور سرپرستی سے ظاہراً محروم ہونا پڑا، یہ صدمہ انتہائی اذیت ناک تھا اور ان مشکل حالات میں تو یہ صدمہ ناقابل برداشت بھی تھا

اس کے بعد ”عدو و دسبب خیر گر خدا خواہد“ والی بات ہو گئی کہ

جس وقت سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال و ارتحال کی خبر مکہ شہر میں پہنچی تو دوست دشمن ان کے وصال پر اشکبار ہوئے، اور اس وقت کفار مکہ سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کی تعزیت کیلئے ابولہب کے گھر جمع ہوئے جہاں وہ آئندہ کا پروگرام بھی طے کرنا چاہتے تھے

جس وقت سب لوگوں نے تعزیت کر لی تو ابولہب نے سارے قریش مکہ سے

مخاطب ہو کر کہا کہ ”میں اپنا دین نہیں چھوڑ رہا مگر میں یہ بتا دوں کہ آج کے بعد سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی ذمہ داری میں اٹھ رہا ہوں، اب اگر ان کے ساتھ کوئی تعرض کرے گا تو میری لاش سے گزر کر کرے گا“

جناب سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کے وصال و ارتحال سے تقریباً چھ ماہ بعد یعنی 10 رمضان 9 سن بعثت میں جناب ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا وصال ہوا۔ اس سال یعنی بعثت کے نویں سال کو شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عام الحزن یعنی دکھوں کا سال قرار دیا، بعض روایات میں ہے کہ 10 رجب 9 سن بعثت کو سید العرب علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وصال و ارتحال ہوا، اور تین ماہ بعد جناب سیدہ ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا وصال الی اللہ ہوا، اس کے بعد ایک سال تک سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تبلیغی امور میں زیادہ سرگرم نہیں رہے اور ان کی سرگرمیاں مکہ کے نواح تک محدود رہیں

جناب سیدہ ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے وصال الی اللہ سے تین ماہ بعد اللہ جل جلالہ نے مسلمانوں کو ہجرت کا حکم فرمایا اور حبشہ کی طرف مسلمانوں کا پہلا قافلہ روانہ ہوا 10 بعثت ماہ شوال میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طائف کا سفر پسند فرمایا، زید بن حارث شہنشاہِ معظم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ تھے، 10 شوال کے دن وہاں آپ نے تبلیغ فرمائی اور وہاں وہ بدنام زمانہ واقعہ ہوا جس میں شہنشاہِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو شدید زخمی کر دیا گیا اور آپ نے ایک یہودی کے باغ میں جا کر پناہ لی۔

یہاں طائف میں بھی آپ پر پتھر کی ایک چٹان لڑھکانے کا پروگرام بنایا گیا تھا اور وہ معجزانہ طور پر ایک فٹبال برابر پتھر پر قائم ہو گئی تھی جو آج بھی قائم ہے۔

جناب سیدہ ملکیت العرب صلوٰۃ اللہ علیہا نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ قبل از بعثت

14 سال گزارے اور بعد از بعثت 8 سال گزارے، یعنی 22 سال انہوں نے سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے رفاقت حیات کا حق ادا فرمایا اور جب وصال الی اللہ ہوا تو ظاہری طور پر کل عمر مبارک کم و بیش 46 سال تھی

آدم برسر مطلب

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کا وصال و ارتحال 10 رمضان کو ہوا اور ان کا مزار حجون جنت المعلیٰ کے مقام پر بنایا گیا تھا جو آج بھی ایک شکستہ مزار کی صورت میں موجود ہے

واقعاتِ ارتحال

مکہ مکرمہ کے شمالی طرف چند میل کے فاصلہ پر پہاڑوں کے درمیان ایک وادی ہے جس کا پرانا نام شعب ابوطالب علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا اور آج اسے شعب علیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کہتے ہیں، رات کا وقت ہے، اس شعب میں ایک خستہ مکان ہے، اس مکان کے اندر ایک مسند ہے جس پر قصر اخضر کی شاہانہ فضا میں پلی ہوئی شہزادی ایک بوسیدہ ردا اوڑھ کر آرام فرما ہیں، مگر آج نہ شاہی ہے، نہ شاہی محل ہے، نہ آرام دہ بستر ہے، نہ کا فوری شمع، اور نہ ہی چاندی یا سونے کے شمع دان ہیں، ایک چھوٹا سا مٹی کا چراغ روشن ہے

جناب سیدہ ملیکہ العرب صلوٰۃ اللہ علیہا کے سرہانے اللہ کی رحمت کل موجود ہیں، معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ علیہا کا آخری وقت ہے، کسی وقت معظمہ عِ کوئین صلوٰۃ اللہ علیہا نے آنکھیں کھولیں، اپنے سرتاج و معراج کو اپنے سرہانے موجود پایا، پاک معظمہ بی بی صلوٰۃ اللہ

علیہا نے پاک سرتاج کا دست مبارک اپنے ہاتھوں میں لے کر عرض کیا کہ آج ہماری اس دنیائے فانی میں آخری رات ہے، ہم نے 22 سال آپ کے ساتھ گزارے ہیں، اگر اس دوران ہم سے آپ کی خدمت اور کنیزی میں کوئی کمی بیشی ہوئی ہو تو ہمیں معاف فرمانا

اساں جانڈ دے ہیں چند لمحے دی مہمان ساڈی زندگی ہے
اساں شکر کریندے ہیں خالق دا جیڑھے حال دی بھی گزری ہے
اساں اتنا عرض کریندے ہیں میڈی پونجی صرف ہک دھی ہے
اینکوں ہر ڈکھ توں محفوظ رکھائے اے کنیر بس اے چاہندی ہے



میڈی شرماں والی بچڑی کول بہوں شرم ہے آقا آندی
جے میں توں ہووے کچھ منگناں، ہے منکن توں بہوں شرم اندی
تھاڈی زندگی وچ نہ سوال کرے اے مالک کل عرشاں دی
نہ ایندا سوال کوئی رد ہووے ایں درد توں ہاں گھبراندی



آخر میں اپنی کمسن بیٹی کی پیشانیء اقدس پر بوسہ دے کر فرمایا کہ
میڈے ٹرن دے بعد ایں امڑی دا تساں نہ فرمان بھلا ہے
ہے جگ دشمن تھاڈے بابے دا ایندا خاص خیال رکھا ہے
جڈاں اوکھی ڈیکھو بابے تے تساں ہر حالت بچو اے
تساں مابڑناں ہے بابے دی میڈے کھیر دی لاج رکھا ہے

سب مومنین و حاضرین و ناظرین مل کر دعا فرمائیں کہ اب فوراً سے بھی بیشتر منتقم
 آلِ محمد عجل اللہ فرجہ الشریف اس دنیا میں تشریف لے آئیں، اور اپنے اجدادِ طاہرین علیہم
 الصلوٰۃ والسلام کے کل دکھوں کے بدلے لیں، یہ پاک گھر اللہ کرے اس انداز سے آباد
 ہو کہ پھر کبھی ان کے پاک گلشن میں خزاں نہ آئے



﴿ آمین یا رب العالمین ﴾



اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ وَّ عَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ الشَّرِیْفِ
 وَ صَلَّوْا ثِ اللّٰهُ عَلَیْهِ وَ عَلٰی اٰلِهٖ اَجْمَعِیْنَ

يا هو الوهاب الخير العليم

يا مولا كريم عجل الله فرجك و صلوات الله عليك

القائم وليفيرٹرسٹ (رجسٹرڈ) کی مطبوعات

تالیفات و تصنیفات

السید مخدوم محمد جعفر الزمان نقوی البخاری

- (1) انتصارِ مظلوم [اردو مسدس نظمیں]
- (2) عرفانِ حجت
- (3) شہنشاہ معظم کے اسمِ حجت عجل اللہ فرجہ الشریف کی شرح پر چودہ خطبات کنھا المعروف قلندر نامہ [فقر کے موضوع پہ سرائیکی مسدس]
- (4) عصمت السیدات
- (5) سید زادی کا کسی غیر سید سے عقد ہرگز جائز نہیں ہے اس کے متعلق ناقابل تردید دلائل، ثبوت اور حقائق گستاخیاں [ساداتِ عظام کے موضوع پہ اصلاحی نظمیں]
- (6) طریق المنظرین
- (7) حقوقِ امام زمانہ عجل اللہ فرجہ الشریف اور فرائضِ مومنین پر ایک جامع کتاب دعائے تعیلِ فرج
- (8) امتیاز العالین عن انواع العالین
- (9) معدن العصمت فی سیرت ام القائم الحجۃ صلوٰۃ اللہ علیہا
- (10) اسرار العبدیات یعنی عملی روحانیات

(11) افکار المُنظرین [غوامضِ الہیات پر خطبات]

The Last Reformer of the World (12)

دنیا کے تمام مذاہب میں آخری دور میں ایک آنے والی ذات کا تصور

(13) بادب بامراد

(14) عرفانیے [مدحیہ اردو نظمیں و رباعیات کا مجموعہ]

(15) شرح دعائے عہد

(16) انتصارِ ولایت عصر

کربلا نے ہمیں انصار سازی کا کیا درس دیا ہے؟

(17) مجالس المُنظرین فی مقتل المظلومین پانچ جلدیں، اردو، سرائیکی

محققانہ مجالس، ایک تاریخ، ایک جغرافیہ، ایک روشنگاری

جو ہزاروں کتابوں سے بے نیاز کر دیں

(18) اسماء القائم 4 جلدیں

امام زمانہ علیہ السلام کے اسماء مبارکہ پر خطبات

(19) دینِ نصرت

(20) مصباحِ شیعیت [شیعیت کے اصول و فروع پر جامع کتاب]

(21) وحدانیت مطلقہ

[امام زمانہ علیہ السلام کے بارے میں مولانا امیر المومنین کے چالیس فرامین]

(22) کرچیاں [اردو قطعات، رباعیات، سلام]

(23) کشکول

سرکار السید محمد باقر الزمان نقوی المعروف ببلہ سائیں کاسرائیکی مجموعہ کلام

(24) کاروانِ ادعیہ..... بارگاہِ امام عصرؑ میں استغاثے اور دعاؤں کاسرائیکی مجموعہ

(25) موعود الرسلؑ دنیا کے تمام مذاہب میں آخری دور میں ایک آنے والی

ذات کا تصور

(26) محسنین اسلام عقدِ محسنہ اسلام صلوات اللہ علیہا کے موضوع پر جامع کتاب

(27) داغِ ماتم فنِ نوحہ نگاری (4 جلدیں)

(28) عرفانِ امامت

(29) ہیلاں (سرائیکی مسدس)

(30) صحیفہ نصرت (اردو مسدس نظمیں)

(31) کنوزِ قصائد (قصائدِ پاک و عارفانہ کلام)

(32) لذتِ درد (سرائیکی ڈوہڑے)

(33) زر پارے اقوال و آرٹیکل

(34) آہیں غزلیات

(35) دہکتے احساس (اردو نظمیں)

(36) گوہرِ روحانیت (روحانیتِ پیمانی لیکچرز)

(37) زمانِ پامسٹری (ہاتھ کی لکیریں، علمِ قیافہ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ وَّعَجِّلْ فَرَجَهُمْ بِقَائِمِهِمْ عَجَلِ اللّٰهُ فَرَجَهُ

الشریف و صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَیْهِ وَّ عَلٰی آلِهِ اَجْمَعِیْنَ

مصنف ادیم نقوی

(31) محسن عالم

(32) اہل البیتؑ

(33) خونِ ناحق

(34) مشعلِ نور

(35) ہل من ناصر ینصرنا

(36) جاہلیت کی موت

(37) مدحِ اولیاء

(38) راہِ ارم

(39) مجالسِ الصادقین

(40) الحسینؑ والبرکاء

مصنف ابوالفارق واسطی

(41) تعلیم الاسلام

(42) جامع الانوار

(43) انوار الایقان

مصنف ابو منصور

(44) القرآن..... مترجم

(45) تعلیم بذریعہ ادعیاء معصومینؑ

(46) عرفان

(47) حقائق و اسرار

(48) دعائے ابو حمزہ ثمالی

(49) امت منقاد

(50) جادہ منزل

(51) نشان منزل

(52) ”سر خودی“ (علامہ اقبال کے اشعار کی تشریح)

مصنف شبیر بلگرامی

(53) سورۃ فجر اور کربلا

(54) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور قرآن حکیم کے متعلق غیر مسلم مشاہیر کی آراء

(55) غم حسینؑ اور تزکیہ نفس

(56) مکتوب غم

Grief Purifies The Self (57)

Beacon Light (58)

(ادیم نقوی کی الہامی نظم ”مشعل نور“ کا انگریزی ترجمہ)

Glories of Belief (59)

(ادیم نقوی کی معرکتہ الآراء کتاب ”انوار ایقان“ کا انگریزی ترجمہ)

The First Word of Islam (60)

(ادیم نقوی کی کتاب ”اسلام کا پہلا کلمہ“)

مصنفہ عذرا مسعود

(61) رموز

مصنف حکیم سید محمود گیلانی

(62) اہلی علیہ السلام

مترجم لیفٹیننٹ کرنل (ر) مظفر علی ہمدانی

(63) ”پھر حضرت علی آئے“ یہ ترجمہ ہے ڈی۔ ایف۔ کرا کا کی کتاب Then Came Hazrat Ali کے دو ابواب 19، 21 کا ہے اور اسی مصنف کے ایک مضمون کا بھی جو بمبئی کے انگریزی جریدے ”کرنٹ“ 23 ستمبر 1976ء کی اشاعت میں ”علی عظیم کے روضہ نجف میں آج بھی معجزے ہوتے ہیں“ کی سرخی کے تحت شائع ہوا

☆.....